شرعی پردہ

مُصنّفہ

مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری

کُتب خانہ رحیمیہ بیرون لوہر گیٹ ملتان شہر

(بغیر اجازتِ ناشر کوئی صاحب قصدِ طبع نہ کریں)

وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلٰى

اور تم اپنے گھروں میں رہو اور زمانہ قدیم کی جہالت کے موافق بے پردہ ہو کر مت پھرو

الحمد للہ و المنۃ کہ رسالہ

فصل الخطاب فی احکام الحجاب

المعروف بہ

شرعی پردہ

تالیفِ لطیف

حضرت العلامہ مولانا محمد عاشق الٰہی صاحب بلندشہری مد ظلہ

جس میں قرآن و حدیث اور فقہ و فتاویٰ کی روشنی میں پردہ کے مفصل احکام درج کیے ہیں اور یورپ کے مقلدین کے لچر دعاوی اور دلائل کا ابطال کیا گیا ہے

باہتمام احقر عبد الرحیم مالکِ

کتب خانہ رحیمیہ ملتان شہر

شائع ہوا

ہدیہ غیر مجلد ایک روپیہ ۲۵ پیسے (مطبع رحیمیہ ملتان) طبع اول ایک ہزار

فہرستِ مضامین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ! عرصۂ دراز سے ارادہ اور شوق تھا کہ پردہ پر کوئی رسالہ لکھوں مگر بعض دیگر تالیفی مشاغل کے سبب تقصیر اور تاخیر ہوتی گئی۔ اور بندہ کے ارادہ سے ہوتا بھی کیا ہے۔ وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے چاہا تو اس سلسلے میں لکھنے کی نوبت آئی اور اللہ پاک کی تیسیرِ توفیق سے رسالۂ ہٰذا کم مدت میں اپنے اختتام کو پہونچ گیا۔
فالحمد للہ علی ذلک۔

اس رسالہ میں چالیس احادیث شریفہ درج کی ہیں اور ہر حدیث کو متن بناکر ترجمہ اور تشریح لکھ دی گئی ہے۔ احادیث کے شروع میں ایک عنوان قائم کر دیا ہے۔ پھر تشریح کرتے ہوئے حالاتِ حاضرہ پر تبصرہ کیا ہے اور مسلمانوں کے موجودہ رویّہ اور روش کو سامنے رکھ کر بار بار تعلیمِ نبوی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی طرف واپس آنے کی دعوت دی ہے۔ تقلیدِ یورپ کے جو اثرات و ثمرات مسلمانوں کی معاشرت میں پھیل چکے ہیں اُن کی خرابی پر بار بار متنبہ کیا ہے۔

جو حضرات پردہ کے حامی ہیں اور اپنے خاندان کی عورتوں کو پردہ والی سمجھتے ہیں خود اُن کے پردہ میں کس قدر خامی اور کوتاہی ہے اس پر بھی روشنی

ڈالی گئی ہے۔ جیٹھ، دیور، بہنوئی، نندوئی اور ماموں، پھوپھی کے لڑکوں اور خالہ اور چچا کے بیٹوں نیز مرشد، پیر، فقیر، حکیم، ڈاکٹر، نرس، میم، دائی جنائی نوکر چاکر وغیرہ سے پردہ کرنے میں جو قصداً وارادۃً دین داری کا دعویٰ کرنے والے خاندانوں میں کوتاہی کی جاتی ہے اُس کا ذکر بھی ان اوراق میں آگیا ہے اس سلسلے میں جو تنبیہ کی ہے وہ حدیث وفقہ کی تصریحات کی واقعی اور صحیح ترجمانی ہے۔

مرد کو مرد سے اور عورت کو عورت سے اور محرم کو محرم سے شرعاً کتنا پردہ کرنا لازم ہے اور علاج کرانے کے سلسلے میں پردہ کی رعایت کس قدر ضروری ہے؟ نظرِ بد سے بچنے کی کس قدر تاکید ہے؟ مردوں اور عورتوں کو راستے میں کس طرح گذرنا چاہیے؟ اور آں حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے زمانے میں پردہ کا کس سختی کے ساتھ اہتمام تھا؟ اور عورت کا گھر سے باہر نکلنا شرع شریف کی نظر میں کیسا ہے اور باہر نکلنے کے کیا شرائط وضوابط اور کیا حدود وقیود ہیں؟ ان امور کی تفصیلات وتشریحات خصوصیت کے ساتھ رسالۂ ہٰذا کا جزو بنادی گئی ہیں۔

پردہ کی مخالفت کرنے والے دو قسم کے لوگ ہیں۔ ایک گروہ تو اُن لوگوں کا ہے جن کی اسلام پر چلنے کی نیت نہیں ہے۔ ان لوگوں کو تمام خوبی اور بہتری اور ترقی یورپ اور امریکہ کے اتباع میں نظر آتی ہے۔ بے غیرتی بے حیائی اور بے شرمی کو ہنر اور کمال سمجھتے ہیں۔ قرآن وحدیث کے احکام اور تعلیمات کو فرسودہ اور دقیانوسی خیال کرتے ہیں۔ چونکہ یہ لوگ

مسلم گھرانوں میں پیدا ہوئے ہیں اور مسلمانوں کے ماحول میں رہتے ہیں اس لیے نہ تو یہ کہنے کی ہمت کرتے ہیں کہ ہم نے اسلام کو خیرباد کہا اور نہ واضح طور پر قرآن کی تکذیب اور حدیث کی تغلیط کرتے ہیں البتہ پردہ شکنی کے جواز اور استحسان کے لیے بے تکی باتیں کرتے ہیں اور علمائے کرام کو غیر مہذب صلواتیں سناتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ پردہ مُلّا کی ایجاد ہے کبھی ارشاد ہوتا ہے کہ قرآن میں پردہ کا حکم ہی نہیں ہے۔ کبھی حامیانِ پردہ پر حقارت آمیز پھبتیاں کستے ہیں اور کبھی عورتوں کو پردہ کے خلاف اُکسا کر بے شرمی کے جذبات میں بہہ جانا چاہتے ہیں۔ ایسی غیر شریفانہ باتیں اور حرکتیں بھلا آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ نبویہ و دلائلِ عقلیہ اور تجرباتِ یومیہ کے سامنے کیا وزن دار ہو سکتی ہیں؟ رسالۂ ہٰذا میں جگہ جگہ آیاتِ قرآنیہ موجود ہیں جن سے پردہ کے احکام واضح طور پر ثابت ہوتے ہیں۔ یہ کہنا کہ قرآن میں پردہ کے احکام نہیں ہیں نصف النہار کو شبِ دیجور بتانے کے مرادف ہے۔ اگر یوں کہتے کہ ہم قرآن کو نہیں مانتے تو پردہ شکنی اور آوارگی کا راستہ پالیتے۔ لیکن قرآن کو ماننے کا دعویٰ کرنا اور پھر یہ کہنا کہ قرآن احکامِ حجاب سے خالی ہے کذبِ محض اور دعوائے باطل ہے۔

دوسرا گروہ اُن لوگوں کا ہے جو اپنے بنگلہ اور کوٹھیوں پر نماز بھی پڑھ لیتے ہیں اور قرآن و حدیث کے ترجمے بھی دیکھ لیتے ہیں۔ ان میں بعض لوگ وہ بھی ہیں جنھوں نے اسکول و کالج میں ذرا بہت عربی بھی پڑھ لی ہے یہ لوگ اِس دَور کے نیم مُلّا ہیں۔ ان لوگوں کا کہنا یہ ہے کہ اسلام میں پردہ

ہے تو سہی لیکن اس کے سخت احکام مولویوں نے ایجاد کیے ہیں۔ یہ لوگ بھی گروہ نمبر ۱ کی باتوں سے متاثر ہیں۔ جن لوگوں کے دلوں میں تھوڑا بہت اسلام سے تعلق باقی ہے اُن کو راہِ حق سے ہٹانے کے لیے شیطان نے یہ نئی چال چلی ہے کہ ہر ایسے حکم کو جس کے ماننے سے نفس گریز کرتا ہو مولوی کا تراشیدہ بتا دیتا ہے اور اس کی بات کو باور کرنے والے اس دھوکہ میں پڑے رہتے ہیں کہ ہم نے نہ تو اسلام کو جھٹلایا نہ قرآن کے ماننے سے پہلوتہی کی بلکہ مولوی کے غلط مسئلے کا انکار کیا ہے۔ کاش یہ لوگ اپنی مومنانہ ذمہ داری کا احساس کرتے اور علماء حق سے گھل مل کر ان کے ظاہر و باطن کا جائزہ لیتے اور اُن کے بیان کردہ مسائل کے دلائل معلوم کر کے اپنے نفوس کو مطمئن کرتے علمائے حق اپنی طرف سے کسی بھی حکم کو تجویز کر کے امت کے سر نہیں منڈھتے ہیں۔ بات صرف اتنی سی ہے کہ چونکہ علمائے کرام کو قرآن و حدیث کی تشریحات اور احکامِ شرعیہ کی پوری پوری تفصیلات معلوم ہیں۔ نیز دین کی وسعتیں اور رخصتیں بھی جانتے ہیں اور شرعی پابندیوں اور عزیمتوں سے بھی واقف ہیں۔ اس لیے تحریراً و تقریراً احکامِ شرعیہ کی حدود و قیود اور ضوابط و شرائط سے امت کو آگاہ فرماتے رہتے ہیں۔ اسکولوں اور کالجوں کے پڑھے ہوئے نیم ملا چونکہ شریعت کا پورا علم نہیں رکھتے اس لیے حقائقِ شرعیہ اور بالکل متفق علیہ مسائلِ دینیہ کو مولوی کی ایجاد کہہ کر ٹال دیتے ہیں۔ اور یہ عجیب تماشہ ہے کہ جس مسئلہ پر عمل نہ کرنا ہو اس سے بچنے کے لیے "ایجادِ مولوی" کا بہانہ پیش کر دیتے ہیں حالانکہ نماز روزہ وغیرہ

جن مسائل پر عمل کرتے ہیں وہ بھی تو مولویوں نے ہی بتائے ہیں لیکن چونکہ ان سے گریز کرنے کی نیت نہیں ہے اس لیے ان کو صحیح مانتے ہیں. میدانِ قیامت میں جب پیشی ہوگی تو کیا ایسی کج روی اور حیلہ سازی جان بچا سکے گی؟

گو رسالۂ ہذا ایک چہل حدیث ہے لیکن ہم نے آیاتِ قرآنیہ بھی لکھدی ہیں جو پردہ کے احکام سے متعلق ہیں. البتہ سورۂ احزاب کے رکوع نمبر ۴ اور رکوع نمبر ۸ کی آیات رہ گئی ہیں ان کو یہاں لکھتے ہیں. رکوع نمبر ۴ کی آیات سنیے:-

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ط

اے نبی کی بیبیو! تم معمولی عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم تقوٰی اختیار کرو تو تم (نامحرم مرد سے) بولنے میں (جبکہ ضرورۃً بولنا پڑے) نزاکت مت کرو کیونکہ اس سے ایسے شخص کو میلانِ قلبی ہو جائے گا جس کے دل میں روگ ہو. (بلکہ تم قاعدہ کے موافق بات کرو (جیسے پاکباز عورتیں اختیار کرتی ہیں) اور تم اپنے گھروں میں ہی رہو اور زمانۂ قدیم کی جہالت کے موافق بے پردہ ہو کر مت پھرو اور تم نماز کی پابندی

رکھو اور زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ اور
اس کے رسول کی فرماں برداری کرو۔

ان آیات میں اولؔ تو یہ حکم دیا گیا ہے کہ کسی غیر محرم سے ضرورۃً اگر بات کرنی پڑے تو گفتگو کے انداز میں نزاکت اور لہجہ میں جاذبیت کے طریقے پر بات نہ کریں جس طرح چال ڈھال اور رفتار کے انداز سے دل کھنچتے ہیں اسی طرح گفتگو کے نزاکت والے انداز کی طرف بھی کشش ہوتی ہے۔ عورت کی آواز میں طبعی اور فطری طور پر نرمی اور لہجہ میں دل کشی ہوتی ہے۔ پاک نفس عورتوں کی یہ شان ہے کہ غیر مردوں سے بات کرنے میں بہ تکلف ایسا لب ولہجہ اختیار کریں جس میں خشونت اور روکھا پن ہو۔ تاکہ کسی بد باطن کا قلبی میلان نہ ہونے پائے۔ دوسرؔا حکم یہ ارشاد فرمایا کہ تم اپنے گھروں میں ہی رہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں کے لیے شب و روز گذارنے کی اصل جگہ اُن کے اپنے گھر ہی ہیں شرعاً جن ضرورتوں کے لیے گھر سے نکلنا جائز ہے پردہ کے خوب اہتمام کے ساتھ بقدرِ ضرورت نکل سکتی ہیں۔ آیت کے سیاق سے واضح طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ بلا ضرورت پردہ کے ساتھ بھی باہر نکلنا اچھا نہیں ہے۔ جہاں تک ہو سکے نامحرموں کی نظروں سے لباس اور پردہ کا کپڑا (برقعہ وغیرہ) بھی پوشیدہ رکھنا چاہیے۔ تیسرؔا حکم یہ دیا گیا ہے کہ زمانۂ قدیم کی جہالت کے مطابق بے پردہ ہو کر مت پھرا کرو۔ زمانۂ قدیم کی جہالت سے عرب کی وہ جاہلیت مراد ہے جو حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے عرب کے رواج اور سماج میں جگہ پکڑے ہوئے تھی، اُس زمانے کی عورتیں بے حیائی اور بے شرمی

کے ساتھ بلا جھجک بازاروں میں اور میلوں میں اور گلی کوچوں میں بے پردہ ہو کر پھرا کرتی تھیں۔ حسن و جمال کو ظاہر کرتیں اور بن ٹھن کے نکلتی تھیں۔ سر پر یا گلے میں فیشن کے لیے دوپٹہ ڈال دیا نہ اس سے سینہ ڈھکا اور نہ کان۔ نہ چہرہ چھپایا۔ جدھر کو جانا ہوا چل پڑیں۔ مردوں کی بھیڑ میں گھس گئیں، نہ اپنے پرائے کا امتیاز، نہ غیر محرموں سے بچنے کا فکر۔ یہ تھا جاہلیتِ اولیٰ کا رواج اور سماج جو آج بھی اسلام کا دعویٰ کرنے والی عورتوں میں جگہ لے چکا ہے اور نئے مجتہدین پردہ شکنی کی دعوت دے کر اسی جاہلیتِ اولیٰ کو ترقی دینا چاہتے ہیں جس کے مٹانے کے لیے قرآن کریم کا نزول ہوا ہے۔

یہاں بعض لوگ یہ سوال اٹھاتے ہیں کہ آیاتِ بالا میں اُمہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو خطاب ہے۔ پھر آپ دوسری مسلمان عورتوں پر اس قانون کو کیوں لاگو کرتے ہیں؟ یہ لچر سوال شریعت کا بھرپور علم نہ ہونے کے باعث اٹھایا جاتا ہے۔ اگر قرآن کے مزاج سے یہ لوگ واقف ہوتے اور اس امر کو جان لیتے کہ قرآن کا خطاب خاص اور مورد عام ہوا کرتا ہے تو ایسا سوال نہ کرتے۔ حضراتِ صحابۂ کرام رضؓ خلفائے راشدین رضؓ ائمۂ مجتہدینؒ سلفِ صالحین ہمیشہ ہی...... سمجھتے اور کہتے آئے ہیں کہ ان آیات میں گو ازواجِ مطہرات رضؓ کو مخاطب کیا گیا ہے لیکن یہ احکام تمام عورتوں کے لیے عام ہیں۔ چونکہ ابتدائے رکوع سے حضرات ازواج مطہراتؓ ہی کو خطاب چل رہا ہے اس لیے ان احکام کے تذکرہ میں بھی انھیں کو مخاطب رکھا گیا ہے۔ مگر تخصیص فی الذکر سے تخصیص فی الحکم لازم نہیں آتی ہے۔ اجماعِ

امت اور احادیثِ نبویہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ) سے یہ امر ثابت شدہ ہے کہ ان آیات کا حکم امت کی تمام ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کے لیے عام ہے۔

ایک موٹی سمجھ والا انسان بھی (جسے خدا کا خوف ہو) ان آیات سے یہ نتیجہ نکالنے پر مجبور ہوگا کہ جب ازواجِ مطہرات رضؓ کے لیے یہ حکم ہے کہ اپنے گھروں ہی میں رہا کریں اور جاہلیتِ اولیٰ کے دستور کے مطابق باہر نہ نکلیں (حالانکہ اُن کو تمام مومنین کی مائیں فرمایا گیا ہے (وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ) تو امت کی دوسری عورتوں کے لیے بے پردہ ہوکر باہر نکلنا کیوں کر درست ہوگا؟ شرف اور احترام کے باعث امت کی نظریں جن مقدس خواتین پر نہیں پڑ سکتی تھیں جب بھی ان کو قرار فی البیوت (یعنی گھروں میں رہنے) کا حکم دیا گیا ہے تو جن عورتوں کی طرف قصداً خراب نظریں اٹھائی جاتی ہوں اور خود یہ عورتیں بھی مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے کا ارادہ رکھتی ہوں تو ان کو جاہلیت اولیٰ کے طریقے پر باہر نکلنے کی کیسے اجازت ہوگی۔ کیا یہ بات سمجھ میں آسکتی ہے کہ خاندانِ نبوت کی چند خواتین کو مستثنیٰ کرکے امت کی کروڑہا عورتوں کو قدیم زمانے کی جاہلیت کی طرح باہر پھرنے کی اجازت قرآن شریف کی طرف سے دی گئی ہو؟ آیاتِ مذکورہ میں جو احکام مذکور ہیں ذرائع فساد کو روکنے کے لیے ہیں اور ظاہر ہے کہ دوسری عورتیں اُن ذرائع کے روکنے کی زیادہ محتاج ہیں۔ الغرض عام عورتوں کو ان احکام سے مستثنیٰ کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

اب سورۂ احزاب کے رکوع نمبر ۸ کی آیت پڑھیے :-

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ؕ	اے نبی! آپ اپنی بیبیوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور دیگر مسلمانوں کی عورتوں سے فرما دیجیے (کہ جب ضرورت پر گھروں سے باہر جانا پڑے تو) اپنے (چہروں) اوپر (بھی) چادروں کا حصہ لٹکا کر (چہروں کے) قریب کر لیا کریں. اس سے جلد پہچان لی جایا کرینگی تو اُن کو ایذا نہ دی جائے گی۔

زمانۂ نبوت میں جب منافقوں کا زور تھا تو مدینہ منورہ کے گلی کوچوں میں گذرنے والی خواتین کو چھیڑا کرتے تھے، جب ان سے اس سلسلے میں دار و گیر کی گئی تو جواب میں کہنے لگے کہ ہم تو باندیوں کو چھیڑتے ہیں۔ ان نالائقوں کا یہ حیلہ بھی غلط تھا کیونکہ غیر شریفانہ حرکت باندیوں کے ساتھ بھی کرنا درست نہیں ہے۔ لیکن چونکہ اُس وقت مسلمانوں کو پورا اقتدار و اختیار حاصل نہیں تھا، اس لیے منافقین پر کوئی سزا جاری کرنے کا موقعہ نہ تھا۔ اس لیے آزاد عورتوں کو حکم اِدنائے جلباب دے کر منافقین کے شر سے حفاظت کا ایک گونہ انتظام فرما دیا گیا. یعنی آزاد عورتوں کو حکم دیا گیا کہ خوب اچھی طرح پردے کا اہتمام کریں. چہرے پر بڑی چادر (جسے عربی میں جِلباب کہتے ہیں اور اسی کی جمع جلابیب ہے) کا ایک حصہ چہرے کے قریب کر کے لٹکا لیا کریں

تاکہ خوب واضح طور پر یہ معلوم ہو جائے کہ یہ آزاد عورتیں گذر رہی ہیں۔ پہچان لینے کے بعد منافقوں کو یہ موقعہ اور بہانہ نہ ملے گا کہ آزاد اور غیر آزاد ہر طرح کی عورتوں کو چھیڑ کر یہ کہہ دیں کہ ہم نے تو باندی سمجھ کر چھیڑا تھا۔ اس انتظامی حکم سے گو باندیوں کی حفاظت کا انتظام تو نہ ہو سکا مگر آزاد عورتوں کی حفاظت کا راستہ نکل آیا۔ باندیوں کو مذکورہ بالا حکم میں اس لیے شریک نہیں کیا گیا کہ اُن کی منصبی خدمات میں خلل واقع ہو جاتا۔ مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کے لیے منافقین کی چھیڑ چھاڑ کو گوارا کر لیا گیا کیونکہ جب مسلمانوں کو اللہ پاک نے مکمل اقتدار اور اختیار سے نوازا تو پھر منافقوں کی پوری طرح سرکوبی کر دی گئی اور باندیوں کی حفاظت کا بھی بندوبست ہو گیا۔ آیت کا مفہوم اور مورد سمجھانے کے لیے یہ چند سطریں ہم نے لکھی ہیں۔ اس آیت کے نقل کرنے سے ہمارا اصل مدعا چند چیزوں کو ثابت کرنا ہے :۔

اوّل یہ کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں رضؓ اور صاحبزادیوںؓ کے ساتھ دیگر مسلمانوں کی عورتوں کو بھی پورا بدن اور چہرہ ڈھانک کر نکلنے کے حکم میں شریک فرمایا گیا ہے۔ اس سے اُن لوگوں کی خام خیالی کی واضح طور پر تردید ہو گئی جو یہ باطل دعوےٰ کرتے ہیں کہ پردہ کا حکم صرف آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضؓ کے لیے مخصوص تھا۔

دوسری چیز جو اس آیت سے ثابت ہو رہی ہے وہ یہ ہے کہ پردہ کے لیے چہرے پر چادر لٹکانے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس سے اُن تجدد پسندوں کے

دعوے کی بھی تردید ہوگئی جو کہتے ہیں کہ عورتوں کو چہرہ چھپا کر نکلنے کا حکم اسلام میں نہیں ہے بلکہ مولویوں نے ایجاد کیا ہے۔ دیکھنا ہے کہ یہ لوگ اس آیت سے کس طرح انحراف کی صورت نکالتے ہیں۔

تیسری چیز جو اس آیت سے واضح ہو رہی ہے پردہ کے لیے جلباب استعمال کرنے کا حکم ہے۔ عربی زبان میں جلباب بڑی چادر کو کہتے ہیں، جسے عورتیں اپنے پہننے کے کپڑوں کے اوپر لپیٹ کر باہر نکلتی ہیں۔ قرآن شریف نے آیتِ بالا میں حکم دیا ہے کہ عورتیں جس طرح جلباب کو اعضاء جسم پر اور پہنے ہوئے کپڑوں پر لپیٹتی ہیں اسی طرح چہروں پر بھی اس کا ایک حصہ لٹکا لیا کریں۔ اس طرح چادر لپیٹنے کا رواج بعض علاقوں کی عورتوں میں اب تک ہے۔ اور برقعہ اسی جلباب کی ایک ترقی یافتہ شکل ہے۔ برقعہ کی نسبت یہ کہنا کہ شریعتِ اسلامیہ میں اس کی کچھ اصل نہیں سراسر جہالت ہے۔ برقعہ کا ثبوت تو يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ سے ہو رہا ہے۔ البتہ فیشنی برقعوں کے متعلق یہ کہنا درست

ع۵ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ حکم ہنگامی حالات کے لیے تھا پس جب کہ منافقین کی سرکوبی ہوگئی اور اُن سے خطرہ نہ رہا تو یہ حکم بھی منسوخ ہو جانا چاہیے۔ ہم کہتے ہیں کہ فتنہ و فساد کو روکنے کے لیے حکم دیا گیا تھا اور اس دور میں جب کہ فتنہ و فساد بہت زیادہ ہے عصمت و عفت کے دشمن بڑھ گئے ہیں جو بد نظری اور بد باطنی کے باعث عورتوں کو تاکتے جھانکتے اور پریشان کرتے ہیں تو اس حکم کی اہمیت اور زیادہ ہوگئی ہے اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ ○

ہے کہ بجائے پردے کے بدنگاہی کا سبب بن گئے ہیں۔

عورت کے چہرے کو پردہ کے حکم سے خارج کرنے کے غلط خیال میں آپ بعض دین دار قسم کے گرتجویٹوں کو بھی پائیں گے۔ ان لوگوں کو نماز کے مسائل پڑھ کر دھوکا ہوا ہے۔ نماز کی کتابوں میں لکھا ہے کہ چہرہ اور دونوں ہاتھ گٹوں تک اور دونوں پاؤں ٹخنوں تک چھوڑ کر عورت کا باقی تمام بدن ستر میں داخل ہے۔ نماز میں اگر چہرہ اور ہاتھ پاؤں کھلے رہیں تو نماز ہو جائے گی، باقی تمام بدن ڈھانکنا فرض ہے۔ یہ مسئلہ شرائطِ نماز کے سلسلے میں لکھا گیا ہے اگر پردہ کے سلسلے میں بیان کیا جاتا تو ان لوگوں کا استدلال کچھ جان دار ہوتا۔ منہ کھول کر نماز ہو جانے کے جواز سے غیر محرم کے سامنے بے پردہ ہو کر منہ کھولے ہوئے آنے کا ثبوت پکڑنا بڑی بددیانتی اور خود فریبی ہے۔ ابھی ابھی ہم سورۂ احزاب کی آیت سے چہرہ چھپا کر باہر نکلنے کا حکم ثابت کر چکے ہیں جس کے ہوتے ہوئے مزید کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے مگر ہم چاہتے ہیں کہ جہاں سے ان لوگوں کو دھوکا لگا ہے وہیں سے ان کی تردید پیش کر دیں۔ درمختار میں جہاں شرائطِ نماز کے بیان میں وہ مسئلہ لکھا ہے کہ چہرہ اور کفین (ہتھیلیاں) اور قدمین (پاؤں) ڈھانکنا صحتِ نماز کے لیے ضروری نہیں ہے وہیں یہ بھی درج ہے کہ :-

وتمنع المرأة الشابة من	اور جوان عورت کو (نامحرم) مردوں
كشف الوجه بين	کے سامنے چہرہ کھولنے سے روکا جائیگا
رجال لا لانه عورة	(اور یہ روکنا) اس وجہ سے نہیں کہ

بل لخوف الفتنۃ الخ	چہرہ (نماز کے) ستر میں داخل ہے
(درمختار برہامش شامی	بلکہ اس لیے کہ (نامحرم کے سامنے چہرہ
ص ۲۸۴ ج ۱)	کھولنے میں) فتنہ کا خوف ہے۔

شیخ ابن ہمامؒ زادالفقیر میں شرائطِ نماز بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :-

وفی الفتاوی الصحیح ان	فتوے کی کتابوں میں ہے کہ مذہب
المعتبر فی فساد الصلوۃ	صحیح یہ ہے کہ کانوں کے اوپر کا حصہ
انکشاف مافوق الاذنین	(یعنی بال اور سر کے کھل جانے سے
وفی حرمۃ النظر یسوی	نماز فاسد ہوگی اور غیر مردوں کے
بینہما ای مافوق الاذنین	لیے کانوں کے اوپر کے حصہ کا اور کانوں
وتحتہا۔	کے نیچے کے حصہ یعنی چہرہ وغیرہ کے
	دیکھنے کا ایک ہی حکم ہے یعنی دونوں
	حصوں کا دیکھنا حرام ہے۔

خدائے پاک کی ہزار ہا رحمتیں ہوں اُن پاک طینت بزرگوں پر جن کے قلوب پہلے ہی سے کھٹک گئے تھے کہ مسائلِ نماز کی تصریحات سے کہیں فاسد الخیال لوگ پردہ شکنی پر استدلال نہ کرلیں لہٰذا نماز کے مسائل بیان کرتے ہوئے وہیں پردے کا مسئلہ بھی بیان فرما دیا۔ صاحبِ درمختار نے تو اس سلسلے میں تکرار کو بھی گوارا فرمایا اور غیر محرم کے سامنے چہرہ ڈھانکنے کے مسئلہ کو کتاب الصلوۃ میں بھی لکھا (جس کی عبارت ابھی گذر چکی ہے) اور

پھر کتاب الحظر والاباحہ میں بھی اس کا اعادہ کیا۔ اس بحث کے ختم پر فقہ کی ایک اور عبارت ملاحظہ فرماتے چلیے۔ صاحب درمختار (اُن چیزوں کی، فہرست بتاتے ہوئے جن کی وجہ سے شوہر کو یہ حق دیا گیا ہے کہ اپنی بیوی کو سزا دیوے) باب التعزیر میں لکھتے ہیں :۔

اَوْكَشَفَتْ وَجْهَهَا لِغَيْرِ	(شوہر اپنی بیوی کو سزا دے گا اگر)
مَحْرَمٍ اَوْكَلَّمَتْهُ اَوْشَتَمَتْهُ	وہ اپنا چہرہ غیر محرم کے سامنے کھولے
اَوْ اَعْطَتْ مَالَمْ يَجْرِ الْعَادَةُ	یا غیر محرم سے بات کرے یا اس کو گالی
بِهٖ بِلَااِذْنِهٖ۔	دیوے یا اس کی بلا اجازت اس کے
(برہامش شامی	مال میں سے کسی کو کوئی ایسی چیز دیدے
ص ۱۹۰ ج ۳)	جو عادۃً بلا اجازت نہیں دی جاتی۔

اس عبارت سے بھی واضح ہوا کہ فقہاء کے نزدیک غیر محرم کے سامنے چہرہ کھولنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور مزید یہ معلوم ہوا کہ غیر محرم سے بات کرنے پر بھی سزا دی جا سکتی ہے۔ افسوس ہے کہ بے پردہ ہو کر غیر محرم کے سامنے آنے یا اس سے بات کرنے پر اپنی بیویوں کو سزا دینے کا کام جن کے سپرد کیا گیا تھا وہی بے پردگی کو پسند کرتے ہیں اور برسر بازار بے پردہ ہو کر عورتوں کے نکلنے کو ہنر اور کمال جانتے ہیں۔

چہرہ مجمع المحاسن ہے اور اصل جاذبیت اور کشش چہرہ ہی میں ہے۔ اگر چہرہ پردہ سے خارج ہو جائے تو مقصد پردہ یعنی عصمت و عفت کی حفاظت خطرہ میں پڑ جائے گی اور پھر اس کی کیا ضمانت ہے کہ اگر

عورتوں کو منہ کھول کر باہر نکلنے کی اجازت ہو تو بے پردگی کو صرف چہرے تک ہی محدود رکھیں گی۔ موجودہ بے پردگی کا جو سیلاب ہے اس کی ابتدا مسلمان عورتوں میں صرف چہرے ہی سے ہوئی تھی لیکن اب تو یہ عالم ہے کہ آدھی کمر اور پورا سینہ اور بغل تک پوری بانہیں اور سر کھولے ہوئے بازاروں میں بے محابا گھومتی پھرتی ہیں اور جدید تہذیب نے بے شرمی کے رنگ میں ایسا رنگ دیا ہے کہ نوجوان لڑکیاں ہاف پینٹ یا نیکر یا ذرا سا جانگیہ پہن کر باہر نکل جاتی ہیں۔ رانیں، پنڈلیاں، سر اور کمر وغیرہ سب نظر آتے ہیں۔ جانگیہ پہن کر اوپر ذرا سی کرتی پہن لیتی ہیں جسے فراک کہتے ہیں اس میں ذرا سی آستین ہوتی ہے یا بالکل ہی نہیں ہوتی۔ اور گلا اتنا چوڑا چکلا ہوتا ہے کہ نصف کمر اور سینہ تک نظر آتا ہے۔ اس طرح آرٹ اور ثقافت کے نام سے ہر طرح کی بے شرمی اور بے غیرتی کو گوارا کر لیا جاتا ہے ع

آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا

کہا جاتا ہے کہ مولوی لوگ ترقی کے دشمن ہیں۔ ہم پوچھتے ہیں کہ ترقی کس چیز کا نام ہے؟ اگر آوارگی، بے حیائی اور بے شرمی کا نام ترقی ہے تو ایسی ترقی اُنہی لوگوں کو مبارک ہو جو اللہ کی کتاب سے، اللہ کے رسولؐ سے اور اللہ کی شریعت سے برگشتہ ہو کر عصمت اور عفت کے دشمنوں کی پیروی کو سعادت سمجھتے ہیں۔ ان دین کے باغیوں کا یہ حال ہے کہ یورپ اور امریکہ کے ملحد اور نصرانی جو کچھ کہتے اور کرتے ہیں فوراً اس پر ایمان لاتے ہیں۔

ان لوگوں کے نزدیک ترقی کا راز یہ ہے کہ مسلمان خوب سُودی کاروبار کریں، نماز روزے کو بالائے طاق رکھیں۔ ننگے نہانے کے لیے کلبوں کے ممبر بنیں رقص وسرود کی محفلیں منعقد کریں جس میں مرد و عورت مل کر خوب ناچا کریں۔ اور بیاہ شادی کے لیے مسلمان ہونے کی قید ہٹا دی جائے جو عورت اور جو مرد جس سے چاہے شادی کر لیوے۔ معاذ اللہ معاذ اللہ مولویوں سے یہ ہرگز نہیں ہوگا کہ بہیمیت کے سیلاب میں بہہ جائیں اور فسق وفجور کے اعمال کو گوارا کر جائیں یا عصمت وعفت کے خلاف وعظ کہتے پھریں یا کتاب لکھا کریں۔ مولوی تو اُسی چیز کی ترقی چاہتے ہیں جس کی ترقی کے لیے قرآنِ حکیم کا نزول ہوا اور رسول خدا صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تھی یعنی ایمانی ترقی اور اعمالِ صالحہ کی ترقی علمائے کرام کا مقصد ہے جس کے لیے وہ مرتے اور جیتے ہیں۔ خدا فراموش انسانوں کی طرح یہ حضرات بے حیائی اور بے شرمی اور عفت وعصمت کی غارتگری کی تائید میں نہیں لگ سکتے۔

نہ جانے تہذیبِ جدید کے متوالوں کی آنکھیں کیوں بند ہوگئی ہیں۔ بے پردگی کے نتائج بارہا سامنے آتے رہتے ہیں، برابر اغوا کی خبریں پڑھتے ہیں اسکولوں اور کالجوں کی مخلوط تعلیم کی وجہ سے جو بے بیاہی لڑکیاں مائیں بن جاتی ہیں اُن کے واقعات سنتے رہتے ہیں۔ اس سب کے باوجود بے پردگی کی حمایت کرتے ہیں اور بے غیرتی کی دعوت دیتے ہیں۔ عورتیں تو ناقص العقل ہیں ان کو بدباطن مرد جیسا سمجھاتے ہیں باور کر لیتی ہیں، اور

آوارگی کے لوازم کی جو لوگ دعوت دیتے ہیں ان کو اپنی ترقی کا حامی اور حقوقِ نسوانی دلانے کا داعی جانے لگی ہیں لیکن اس ناقص العقل صنف کے گھرانوں کے مردوں پر تعجب ہے کہ وہ اپنی بہو بیٹیوں کی شرم و حیا کی غارت گری کس جگر سے برداشت کرتے ہیں اور کس نظر سے دیکھتے ہیں سچ کہا ہے اکبر الٰہ آبادی نے ؎

بے پردہ کل جو نظر آئیں چند بیبیاں　　اکبر زمیں میں غیرتِ قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو اُن سے آپ کا پردہ وہ کیا ہوا　　کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا

اسلام نے عورت کو دُرِّ مکنون کی طرح پوشیدہ رکھنے کی تعلیم دی اور اوامر و نواہی کے ذریعہ اس کی عفت و عصمت کی حفاظت کا پورا پورا انتظام کیا۔ بدنظر اور ناپاک قلب انسانوں سے محفوظ رکھنے کے لیے پردے کے تفصیلی احکام بتائے۔ لیکن یورپ و امریکہ اور روس کے ملحدوں اور خدا کے باغیوں کی دیکھا دیکھی پاکباز خواتین کو نام نہاد بہی خواہانِ نسوانیت نے برسرِ بازار رُسوا کر کے چھوڑا ؎

جس کی فطرت تھی حیا اور آبرو　　عصمت و عفت کی پُتلی نیک خُو
ہوگئی تہذیبِ یورپ سے خراب　　کر دیا بدنام و رُسوا کُو بہ کُو

آخر میں ایک بات اور ذہن نشین کر لیجیے۔ وہ یہ ہے کہ احادیثِ نبویہ میں جو احکام وارد ہوئے ہیں وہ بھی واجب العمل و ضروری الامتثال ہیں کیونکہ قرآن حکیم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات و تعلیمات اور آپؐ کے اوامر و نواہی پر عمل کرنے کا حکم دیا ہے۔ یہاں ہم قرآن حکیم کی

صرف ایک آیت نقل کرتے ہیں سورۂ حشر میں ارشاد ہے :۔

وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ	اور رسول جو حکم تم کو دیں اس کو پکڑ لو
فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ	اور جس چیز سے روکیں اس سے رُک
فَانْتَهُوْا ؕ	جاؤ۔

ممکن ہے منکرینِ حدیث عوام کو بہکانے کی کوشش کریں اور عوام کو یہ سمجھائیں کہ "حدیثیں ناقابلِ عمل ہیں اس لیے پردہ کی اربعین لکھنے سے پردہ کا ثبوت نہ ہوگا" اُن لوگوں کا دنداں شکن جواب ابھی ہم دے چکے ہیں اور قرآن شریف سے پردے کا اثبات کر چکے ہیں۔ اصل پردہ اور اس کے بعض اجمالی و تفصیلی احکام قرآن مجید میں موجود ہیں اور اُن احکام کی تشریحات اور محامل و موارد احادیث شریفہ میں ذکر کیے گئے ہیں۔ حسبِ تصریحِ آیتِ بالا ارشادِ نبوی م کا ماننا قرآنِ حکیم ہی کا ماننا ہے۔ جو لوگ حدیث کے منکر ہیں درحقیقت قرآن کے منکر ہیں۔ اس سلسلے میں ہم نے اپنی کتاب فضائل علم میں کافی لکھ دیا ہے۔ اور دیگر حضرات نے بھی منکرین حدیث کی تردید میں متعدد کتابیں لکھی ہیں جو ضخیم بھی ہیں اور مختصر بھی۔ لہٰذا یہاں اس بحث کو طول دینے کی ضرورت نہیں۔

لکھنے والوں نے پردے پر بہت کچھ لکھا ہے اور سبھی کی کوششیں قابلِ قدر اور لائقِ تحسین ہیں۔ میرے اس رسالے میں اگر کچھ بھی نُدرت

؎ یہ مفید کتاب نیز مؤلف موصوف کی دیگر کتب پتۂ ذیل سے طلب فرمائیں۔
مکتبہ رحیمیہ بیرون بوہڑ دروازہ، ملتان شہر

نہ معلوم ہو تب بھی ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور نافع و مفید ہوگا۔ اس کتابچہ کا نام فصل الخطاب فی احکام الحجاب المعروف بہ "شرعی پردہ" تجویز کرتا ہوں۔ ناظرین سے درخواست ہے کہ احقر کو اپنی مقبول دعاؤں میں فراموش نہ فرمائیں۔

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَّسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَلَا
تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ
مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا
بِهِ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا
وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلٰنَا
فَانْصُرْنَا عَلَى
الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ
آمِيْن

العبد الحقیر
محمد عاشق الٰہی بلند شہری عفا اللہ عنہ
اواخر صفر ۱۳۸۱ھ ہجری

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۵
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

(۱) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ لَمَّا تَزَوَّجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زَیْنَبَ دَخَلَ الْقَوْمُ فَطَعِمُوْا ثُمَّ جَلَسُوْا یَتَحَدَّثُوْنَ فَاَخَذَ کَاَنَّہٗ یَتَھَیَّأُ لِلْقِیَامِ فَلَمْ یَقُوْمُوْا فَلَمَّا رَأٰی قَامَ فَلَمَّا قَامَ قَامَ مَنْ قَامَ مِنَ الْقَوْمِ وَقَعَدَ بَقِیَّۃُ الْقَوْمِ وَاَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَاءَ لِیَدْخُلَ فَاِذَا الْقَوْمُ جُلُوْسٌ ثُمَّ اِنَّھُمْ قَامُوْا فَانْطَلَقُوْا فَاَخْبَرْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ حَتّٰی دَخَلَ فَذَھَبْتُ اَدْخُلُ فَاَلْقَی الْحِجَابَ بَیْنِیْ وَبَیْنَہٗ وَاَنْزَلَ اللّٰہُ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ الآیۃ (رواہ البخاری)

نزولِ آیتِ حجاب

(۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ جب رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زینبؓ (بنت جحش) سے نکاح کیا (اور ولیمہ کھانے کے لیے آپؐ کے دولت کدہ پر) لوگ حاضر ہوئے تو طعامِ ولیمہ کھا کر وہیں باتیں کرتے ہوئے بیٹھے رہ گئے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (چاہا کہ وہ لوگ اٹھ جائیں لہٰذا آپؐ نے) ایسا طرز اختیار فرمایا جیسے کہ آپؐ اٹھ رہے

ہیں (اور وجہ اس کی یہ تھی کہ آپؐ کے مزاج میں وسعتِ اخلاق کے باعث لحاظ بہت تھا اس وجہ سے آپؐ نے صاف طور سے یہ نہ فرمایا کہ چلے جاؤ) وہ آپؐ کو اٹھتے دیکھ کر بھی نہ اٹھے۔ جب آپؐ نے یہ حال دیکھا تو اٹھ کر چلے گئے۔ آپؐ کے اٹھ جانے پر کچھ آدمی تو چلے گئے اور کچھ رہ گئے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دروازے تک جا کر یہ سمجھتے ہوئے) واپس ہوئے کہ وہ لوگ نکل گئے ہوں گے۔ جب تشریف لائے تو دیکھا کہ وہ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں (لہٰذا آپؐ پھر واپس ہوگئے) اس کے بعد وہ لوگ کھڑے ہوئے اور چلے گئے۔ میں نے اُن کے چلے جانے کی خبر آپؐ کو دی۔ آپؐ تشریف لائے یہاں تک کہ گھر میں داخل ہوگئے، میں بھی آپؐ کے ساتھ داخل ہونے لگا (تو آپؐ نے مجھ کو روک دیا اور) میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈال دیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آیت یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ (آخر تک) نازل فرمائی۔ (بخاری شریف)

یہ قصہ بخاری شریف میں کہیں اجمالاً کہیں تفصیلاً کئی جگہ مروی ہے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بچپن سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہا کرتے تھے۔ جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے اُس وقت حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر دس سال کی تھی۔ اور آپؐ نے حضرت زینبؓ سے ۵ھ میں نکاح فرمایا، لہٰذا اس حساب سے اس واقعہ کے وقت حضرت انسؓ کی عمر پندرہ

ستال ہوئی۔ چونکہ وہ پہلے سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں
آیا جایا کرتے تھے اسی وجہ سے جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے
چلے جانے کے بعد گھر میں داخل ہونے لگے تو حضرت انسؓ نے بھی آپؐ
کے ہمراہ اندر جانے کا ارادہ کیا مگر چونکہ اس اثنا میں پردہ کا حکم آچکا تھا
اس لیے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو گھر کے اندر جانے سے روک دیا
حضرت انسؓ چونکہ شروع واقعہ سے آخر تک موجود تھے اس لیے فرمایا
کرتے تھے انا اعلم الناس بھذہ الآیۃ الحجاب (یعنی میں پردے کی
آیت کے متعلق سب لوگوں سے زیادہ علم رکھتا ہوں۔ واقعہ تو آپ نے
پڑھ لیا۔ اب آیۃ الحجاب یعنی وہ آیت پڑھیے جو پردہ کا حکم لائی۔ پوری آیت
یہ ہے :-

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا	اے ایمان والو! نبیؐ کے گھروں میں
تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ	(بے بُلائے) مت جایا کرو مگر جس
النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ	وقت تم کو کھانے کے لیے (داخل ہونے
اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ	کی) اجازت دی جائے ایسے طور پر
اِنٰىهُ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ	کہ اس کی تیاری کے منتظر نہ رہو لیکن
فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ	جب تم کو بلایا جائے (کہ کھانا تیار ہے)
فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ	تب جایا کرو۔ پھر جب کھانا کھا چکو
لِحَدِيْثٍ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ	تو اُٹھ کر چلے جایا کرو اور باتوں میں
يُؤْذِى النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ	جی لگا کر مت بیٹھے رہا کرو۔ اس بات سے

مِنْكُمْ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ
مِنَ الْحَقِّ ط وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ
مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ
وَّرَآءِ حِجَابٍ ط ذٰلِكُمْ
اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ط
وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا
رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ
تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْ
بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ط اِنَّ ذٰلِكُمْ
كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ○

نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ناگوار ہوتی
ہے سو وہ تمہارا لحاظ کرتے ہیں۔ اور
اللہ تعالیٰ صاف صاف بات کہنے میں
(کسی کا) لحاظ نہیں فرماتا۔ اور جب تم
اُن سے کوئی چیز مانگو تو پردہ کے باہر
سے مانگا کرو یہ بات تمہارے دلوں کے
اور اُن کے دلوں کے پاک رہنے کا
عمدہ ذریعہ ہے۔ اور تم کو یہ جائز نہیں
ہے کہ رسولؐ کو کلفت پہونچاؤ اور نہ
یہ جائز ہے کہ تم انؐ کے بعد اُنؐ کی
بیویوں سے کبھی بھی نکاح کرو۔ بیشک
تمہاری یہ بات خدا کے نزدیک بڑی
بھاری (معصیت) ہوگی۔

اس آیت سے واضح ہوا کہ بغیر اجازت کسی کے گھر میں داخل نہ ہو اور کہیں دعوت میں جانا ہو اجب کہ دعوت دی گئی ہو تو پہلے سے جاکر مت بیٹھ جاؤ بلکہ عین وقت پر پہونچو اور کھا کر چل دو اُس کے گھر میں جگہ گھیرے ہوئے مت بیٹھے رہو۔

نیز یہ حکم فرمایا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں سے کوئی چیز طلب کرو تو پردے کے باہر سے مانگا کرو۔ جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

(۳) وَعَنْهُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ اَقَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْنَ خَیْبَرَ وَالْمَدِیْنَةِ ثَلٰثًا یُبْنٰی عَلَیْهِ بِصَفِیَّةَ بِنْتِ حُیَیٍّ فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِیْنَ اِلٰی وَلِیْمَتِهٖ فَمَا کَانَ فِیْهَا مِنْ خُبْزٍ وَّلَا لَحْمٍ اَمَرَ بِالْاَنْطَاعِ فَاُلْقِیَ فِیْهَا مِنَ التَّمْرِ

کی ازواجِ مطہرات کے بارے میں امت کے افراد کو یہ حکم ہے کہ پردے کے پیچھے سے سوال کرو حالانکہ ان کو مسلمانوں کی مائیں بتایا گیا ہے تو دوسری عورتوں سے بغیر پردے کے سامنے ہوکر بات چیت یا کوئی چیز طلب کرنے کی کیونکر اجازت ہو سکتی ہے۔ خصوصاً اس زمانے میں جو فساد اور فتنوں کا دور ہے۔

عہدِ نبوّت میں پردے کا خاص اہتمام

(۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین روز خیبر اور مدینہ کے درمیان قیام فرمایا۔ تینوں دن حضرت صفیہؓ نے آپؐ کے پاس شب باشی کی اور وہیں جنگل میں ولیمہ ہوا۔ ولیمہ میں کوئی گوشت روٹی تو تھی نہیں (بلکہ متفرق قسم کی دوسری چیزیں تھیں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چمڑے کے دستر خوان بچھانے کا حکم فرمایا جن پر کھجوریں اور پنیر اور گھی لاکر رکھ دیا گیا۔ مجھے حکم فرمایا کہ لوگوں کو بلاؤ میں بلا لایا اور لوگوں نے (ولیمہ کی دعوت کھائی) پورے لشکر میں سے جن کو نکاح کا علم نہ ہوا تھا

وَالْاَقِطِ وَالسَّمَنِ فَكَانَتْ وَلِيْمَتُهٗ فَقَالَ الْمُسْلِمُوْنَ اِحْدٰى اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَوْ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِيْنُهٗ فَقَالُوْا اِنْ حَجَبَهَا فَهِيَ مِنْ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِنْ لَّمْ يَحْجُبْهَا فَهِيَ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِيْنُهٗ فَلَمَّا ارْتَحَلَ وَطَّأَ لَهَا خَلْفَهٗ وَمَدَّ الْحِجَابَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ النَّاسِ۔ (رواہ البخاری)

وہ) لوگ اس تردد میں رہے کہ صفیہ رضؓ سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح فرمالیا ہے یا باندی بنالیا ہے۔ پھر خود ہی اس کا فیصلہ کرلیا کہ اگر آپؐ نے اُن کو پردے میں رکھا تو ہم سمجھیں گے کہ آپؐ کی بیوی ہیں اور امہات المؤمنین میں سے ہیں ورنہ یہ سمجھیں گے کہ آپؐ نے ان کو لونڈی بنالیا ہے۔ چنانچہ آپؐ نے جب کُوچ فرمایا تو اپنی سواری پر ان کے لیے پیچھے بیٹھنے کی جگہ بنائی اور ان کو سوار کرکے ان کے اور لوگوں کے درمیان پردہ تان دیا۔ اس سے سب سمجھ گئے (کہ وہ ام المومنین ہیں) بخاری شریف)

سنہ ۷ھ میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر کیا تھا۔ خیبر میں یہودی رہتے تھے (ان میں حضرت صفیہ رضؓ کا باپ حُیی بن اخطب تھا) اس جنگ میں حضرت صفیہ رضؓ کا شوہر قتل ہوگیا تھا۔ جنگ کے ختم پر جب قیدی جمع کیے گئے تو ان میں حضرت صفیہ رضؓ بھی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آزاد کرکے نکاح فرمالیا۔ اس واقعہ کی پوری تفصیل کے لیے ہماری کتاب "اُمتِ مسلمہ کی مائیں" پڑھیے۔ یہاں پر

ہم نے اس واقعہ کو یہ بتانے کے لیے نقل کیا ہے کہ حضرات صحابہ رضؓ میں یہ بات بہت مضبوطی کے ساتھ جمی ہوئی تھی کہ حُرّہ یعنی آزاد عورت کو پردے میں رہنا لازم ہے۔ اسی لیے انہوں نے خود ہی اس بات کا فیصلہ کر لیا کہ اگر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پردے میں رکھا تو ہم سمجھیں گے کہ آپؐ کی بیوی ہیں ورنہ یہ سمجھیں گے کہ آپؐ نے ان کو لونڈی بنالیا ہے۔ پھر جب روانگی کے وقت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے اور لوگوں کے درمیان پردہ تان دیا تو سب نے سمجھ لیا کہ لونڈی نہیں بلکہ بیوی ہیں۔ اگر اُس زمانے میں پردے کا رواج نہ ہوتا تو حضرات صحابہ رضؓ کے دلوں میں یہ سوال ہی پیدا نہ ہوتا

فائدہ غیر محرم سے لونڈی کا پردہ اتنا ہی ہے جتنا آزاد عورتوں کا اپنے محرموں سے ہے۔ جس کی تشریح آگے آئے گی۔ اگر لونڈی اپنا چہرہ اور سر اور ہاتھ کہنیوں تک یا پاؤں گھٹنوں تک ڈھکنے کا اہتمام نہ کرے اور یوں ہی باہر کام کاج کے لیے نکل جائے تو اس پر گناہ نہیں ہے البتہ غیر محرم کے سامنے پیٹھ اور پیٹ کھولنا لونڈی کے لیے بھی درست نہیں۔ اسی تفصیل کے پیشِ نظر حضرات صحابہ رضؓ نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اگر حضرت صفیہؓ کو پردے کے باہر ہمراہ لے چلیں گے تو ہم سمجھیں گے کہ ان کو لونڈی بنالیا ہے اور اگر پردے میں رکھا تو ہم یقین کر لیں گے کہ وہ آزاد ہو کر آپؐ کی بیوی بن گئی ہیں۔

تنبیہ:۔ اوپر کے مسئلہ میں لونڈی سے شرعی لونڈی مراد ہے۔

جو کافر عورتیں میدانِ جہاد سے قید ہو کر آتی تھیں اور امیر المومنین ان کو مجاہدین پر تقسیم کر دیتا تھا، وہ شرعی لونڈیاں بن جاتی تھیں مسلمانوں نے جب سے جہاد چھوڑا ہے تو لونڈیوں غلاموں سے بھی محروم ہو گئے ہیں۔ جو عورتیں نوکرانی اور ماما مزدوری پر گھروں میں کام کرتی ہیں یہ لونڈیاں اور باندیاں نہیں ہیں ان کو پردے کا ویسا ہی اہتمام کرنا لازم ہے جو ہر آزاد عورت کے لیے ضروری ہے۔ اسی طرح سے جو لڑکے امیر گھرانوں میں ملازم ہوتے ہیں جب بالغ ہو جائیں یا بلوغ کے قریب پہونچ جائیں ان سے پردہ کرنا سخت ضروری ہے کیسی بے شرمی کی بات ہے کہ نوکروں کے سامنے بہو بیٹیاں آتی ہیں اور ذرا بھی گناہ اور عیب نہیں سمجھتے۔

فائدہ حدیثِ بالا میں جو واقعہ مذکور ہے ہم لوگوں کے لیے قابلِ عبرت ہے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر ہی میں نکاح فرمالیا اور سفر ہی میں شبِ زفاف ہو گئی اور ولیمہ بھی وہیں ہو گیا۔ ہم لوگوں نے بیاہ شادی کے لیے بڑے بڑے بکھیڑے تجویز کر رکھے ہیں ان بکھیڑوں کی وجہ سے شادیوں میں بہت دیر ہو جاتی ہے اور بھاری قرضوں سے زیر بار ہو جاتے ہیں۔ دنیا بھر کے عزیز و قریب جمع ہوں جو سفر کے اخراجات برداشت کر کے آئیں اور عورتوں کی تراشی ہوئی رسموں کی پابندی ہو۔ مکان لیپ پوت کر مزین کیے جائیں، دولھا دلھن کے لیے بہت سے جوڑے بنیں اور اسی طرح کی بہت سی قیدیں اور شرطیں پیچھے لگا رکھی ہیں، جو خاندانوں کے لیے عذاب بنی ہوئی ہیں۔ ان رسوم کو لوگ مصیبت

(۳۱) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا قَالَتْ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللہِ اِنَّ اَخَا اَبِی الْقُعَیْسِ اسْتَاْذَنَ فَاَبَیْتُ اَنْ اٰذِنَ حَتّٰی اَسْتَاْذِنَکَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَا

بھی سمجھتے ہیں مگر کچھ ایسے عورتوں کے پھندے ہیں اور رواج کے شکنجے میں اپنے کو ڈال رکھا ہے کہ سنت کے موافق سادہ طریقے پر بیاہ شادی کرنے کو عیب جانتے ہیں اللہ تعالیٰ ہدایت فرمائے۔

ایک بات اس حدیث سے یہ معلوم ہوئی کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اس موقعہ پر ولیمہ کیا تو اس میں گوشت روٹی نہیں تھی بلکہ کچھ پنیر تھا اور کچھ دوسری چیزیں تھیں۔ حاضرین کے سامنے وہی رکھ دی گئیں۔ معلوم ہوا کہ ولیمہ بغیر بکرے کاٹے اور قیمتی کھانے پکوائے بھی ہو سکتا ہے اور غریب آدمی بھی ولیمہ کی سنت پر عمل کر سکتا ہے ہاں اس طرح کے ولیمہ سے نام نمود نہ ہوگا۔

---

(۳۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا بیان ہے کہ میرے رضاعی باپ ابو القعیس کے بھائی افلح نامی نے پردے کا حکم نازل ہونے کے بعد میرے پاس آنے کی اجازت چاہی۔ میں نے کہا کہ جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں شرعی اجازت کا پتہ نہ لگا لوں گی ان کو اندر آنے کی اجازت نہ دوں گی۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو میں نے واقعہ عرض کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

يَمْنَعُكِ اَنْ تَأْذَنِيْنَ عَمَّكِ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللهِ اِنَّ الرَّجُلَ لَيْسَ هُوَ اَرْضَعَنِيْ وَلٰكِنْ اَرْضَعَتْنِيْ اِمْرَأَةُ اَبِي الْقُعَيْسِ فَقَالَ ائْذَنِيْ لَهٗ فَاِنَّهٗ عَمُّكِ تَرِبَتْ يَمِيْنُكِ قَالَ عُرْوَةُ فَلِذٰلِكَ كَانَتْ عَائِشَةُ تَقُوْلُ حَرِّمُوْا مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا تُحَرِّمُوْنَ مِنَ النَّسَبِ (رواه البخاری) وقد حذفنا شطرا من صدر الحدیث۔

تمھیں اس بات سے کیا چیز روکتی ہے کہ اپنے (دودھ کے رشتہ کے) چچا کو اپنے پاس آنے دو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے مرد نے دودھ نہیں پلایا ہے (جو اُس کے بھائی کے سامنے آجاؤں) بلکہ مجھے ابوالقعیس کی بیوی نے پلایا ہے (جس کا افلح سے کچھ بھی رشتہ نہیں کیوں کہ وہ اُس عورت کا دیور ہے) یہ سُن کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ افلح کو اپنے پاس آنے کی اجازت دے دو کیوں کہ وہ تمھارا چچا ہے تیرا بھلا ہو۔ حضرت عروہ بن زبیرؓ نے فرمایا (جو حضرت عائشہؓ کی بہن کے لڑکے تھے) کہ اسی وجہ سے حضرت عائشہؓ فرمایا کرتی تھیں کہ نسب کی وجہ سے جن رشتوں کو حرام سمجھتے ہو دودھ کی وجہ سے بھی ان رشتوں کو حرام سمجھو۔ (بخاری شریف)

ابوالقعیس کی بیوی نے حضرت عائشہؓ کو بچپن میں دودھ پلایا تھا لہٰذا ابوالقعیس اُن کے باپ ہوگئے اور دودھ کے رشتے سے ان کے بھائی افلحؓ حضرت عائشہؓ کے چچا ہوگئے لیکن جب افلح نے اُن کے پاس جانا چاہا تو انھوں نے روک دیا اور چونکہ پردے کا حکم نازل ہو چکا تھا، اس لیے

ان کے سامنے آنے کو بے پردگی سمجھا۔ اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ پردے کا حکم نازل ہونے کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں پردے کا خاص اہتمام کیا جاتا تھا اور محرم و غیر محرم کا امتیاز ذہنوں میں رہتا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے خیال میں یہ سمجھے ہوئے تھیں کہ دودھ پلانے والی عورت کے بھائی سے تو رشتہ قائم ہو جانا سمجھ میں آتا ہے کیونکہ وہ ماموں بن گیا لیکن دودھ پلانے والی عورت کے دیور سے کیا رشتہ جو اُس کے سامنے آیا جائے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُن کو اندر آنے کی اجازت دے دو اس لیے کہ وہ رشتے میں تمہارے چچا بن گئے ہیں۔ یہاں یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ جب حضرت افلح رضؓ کو حضرت عائشہ رضؓ نے اندر آنے سے روکا تو انہوں نے رُک جانا منظور کر لیا اور بُرا نہیں مانا۔ ہمارے ملک میں جو یہ رواج ہے کہ جب کوئی عورت شریعت پر عمل کرنے کے لیے نامحرم رشتہ دار سے پردہ کرنے لگتی ہے تو نہ صرف وہ نامحرم جس سے پردہ کیا بلکہ کنبہ اور خاندان کے لوگ بُرا ماننے لگتے ہیں۔ یہ جہالت کی بات ہے۔

حدیث کے آخر میں یہ جو فرمایا کہ نسب کی وجہ سے جن رشتوں کو حرام سمجھتے ہو دودھ کی وجہ سے بھی اُن رشتوں کو حرام سمجھو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مثلاً جیسے اپنے حقیقی بھائی اور باپ سے عورت کا نکاح درست نہیں ہے اسی طرح دودھ شریک بھائی اور دودھ پلانے والی ماں کے شوہر اور اس کے بھائی سے بھی نکاح درست نہیں اسی طرح دودھ کے دوسرے رشتوں کو قیاس کر لو۔

(۴) وَعَنْهَا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْهَا قَالَتْ اِخْتَصَمَ سَعْدٌ وَّابْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هُوَلَكَ یَاعَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَاحْتَجِبِیْ مِنْهُ یَاسَوْدَةُ وَزَادَلَنَا قُتَیْبَةُ عَنِ اللَّیْثِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ۔ (رواہ البخاری)

---

(۴) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ اور عبد بن زمعہ رضؓ نے ایک باندی کے لڑکے کے بارے میں آپس میں جھگڑا کیا اور اس کا فیصلہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے چاہا آپؐ نے فیصلہ دیتے ہوئے فرمایا کہ اے عبد بن زمعہ اس بچّے کا فیصلہ تمھارے حق میں ہے (کیونکہ) قاعدہ یہ ہے کہ بچہ اُسی کا مانا جائے گا جس کے ماتحت اس کی ماں ہو اور (ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے) فرمایا کہ اے سودہ اس لڑکے سے پردہ کرو۔ (بخاری)

اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے والد جن کا نام زمعہ تھا ان کی ایک لونڈی تھی۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی عتبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی حضرت سعدؓ سے کہا کہ زمعہ کی لونڈی کو جو حمل ہے وہ مجھ سے ہے لہٰذا جب وہ بچہ پیدا ہو جائے تو تم بحیثیت چچا کے اُس کو لے لینا۔ اس کے بعد عتبہ مر گیا جب وہ بچہ پیدا ہوا تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس بچے کو لے لیا۔ عبد بن زمعہ نے کہا کہ وہ تو میرے باپ کی لونڈی کا بچہ ہے

لہٰذا میرا بھائی ہے۔ اس پر دونوں صاحب یعنی حضرت سعد اور عبد بن زمعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں فیصلہ لینے کے لیے حاضر ہوئے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قانونی فیصلہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ بچہ اُسی کا مانا جائے گا جس کے ماتحت اس بچے کی ماں ہو۔ یعنی جس کی بیوی یا باندی ہے بچہ اُسی کا ہے جب تک کہ انکار نہ کرے۔ چونکہ باندی کے مالک کا یہاں انکار نہیں ہے اس لیے بچہ اسی کا مانا جائے گا۔ اس صورت میں وہ بچہ عبد بن زمعہ کا بھائی ہوا لہٰذا اُنہی کے حوالے کر دیا گیا۔

یہاں یہ واقعہ ہم نے اس لیے نقل کیا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود اس کے کہ اُس بچے کو عبد بن زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھائی قرار دے دیا جس کی وجہ سے وہ بچہ ام المومنین حضرت سودہ رض کا بھی بھائی ہوگیا کیونکہ حضرت سودہ رض زمعہ کی بیٹی تھیں اس کے باوجود آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت سودہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے فرمایا کہ اس لڑکے سے پردہ کیا کرو۔ اور یہ اس وجہ سے فرمایا کہ اس لڑکے کی صورت حضرت سعد بن ابی وقاص رض کے بھائی عتبہ سے ملتی جُلتی تھی لہٰذا احتیاط کا تقاضا یہ ہوا کہ حضرت سودہ رض اس سے پردہ کریں۔ حضرت عائشہ رض کا بیان ہے کہ سودہ رض نے اس پر اس سختی سے عمل کیا کہ مرتے تک وہ کبھی اُن کو نہ دیکھ سکا (فمارآھا حتی لقی اللہ۔ مشکوٰۃ شریف) اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ اُس زمانۂ سعادت میں بھی اس درجہ شدت سے پردے کا اہتمام تھا کہ جس شخص کے متعلق یہ شک ہوجاتا کہ محرم ہے یا نامحرم ہے تو اس سے

(۵) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا قَالَتْ یَرْحَمُ اللّٰہُ نِسَاءَ الْمُھَاجِرَاتِ الْاَوَّلِ لَمَّا اَنْزَلَ اللّٰہُ وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِھِنَّ عَلٰی جُیُوْبِھِنَّ شَقَقْنَ اَکْثَفَ مُرُوطِھِنَّ فَاخْتَمَرْنَ بِھَا۔

(رواہ ابوداؤد)

بھی پردہ کیا جاتا تھا۔ یعنی اہتمامِ پردہ کے لیے احتیاطاً غیر محرم ہونے کو ترجیح دی جاتی تھی۔ فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ۔

---

(۵) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے فرمایا کہ اللہ اُن عورتوں پر رحم کرے جنھوں نے اسلام کے ابتدائی دَور میں (مکہ سے مدینہ کو) ہجرت کی۔ جب اللہ پاک نے حکم وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِھِنَّ عَلٰی جُیُوْبِھِنَّ نازل فرمایا تو انھوں نے اپنی موٹی چادروں کو کاٹ کر دوپٹے بنالیے۔ (ابوداؤد شریف)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے قرآن شریف کی جس آیت کا ذکر کیا ہے وہ آیت پوری یہ ہے:۔

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ	اور مسلمان عورتوں سے کہہ دیجیے کہ
مِنْ اَبْصَارِھِنَّ وَیَحْفَظْنَ	اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں
فُرُوْجَھُنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ	کی حفاظت کریں اور اپنی (زینت
زِیْنَتَھُنَّ اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنْھَا	کے مواقع کو) ظاہر نہ کریں مگر جو اُن میں سے

وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى
جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ
زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ
اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ
بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ
اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ
اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ
اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ
نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ
اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ
غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ
الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ
لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ
النِّسَآءِ وَلَا يَضْرِبْنَ
بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا
يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ
وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا
اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ
تُفْلِحُوْنَ ۝

(غالباً) کھلا رہتا ہے (جس کو ہر وقت
چھپانے میں حرج ہے) اور اپنے دوپٹے
اپنے سینوں پر ڈالے رہا کریں اور اپنی
زینت (کے مواقع مذکورہ) کو (کسی پر)
ظاہر نہ ہونے دیں مگر اپنے شوہروں پر
یا اپنے (محارم پر یعنی) باپ پر یا اپنے
شوہر کے باپ پر یا اپنے بیٹوں پر یا
اپنے شوہروں کے بیٹوں پر یا اپنے
(حقیقی یا علاتی یا اخیافی) بھائیوں پر
یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں پر یا اپنی
(حقیقی یا علاتی یا اخیافی) بہنوں کے
بیٹوں پر یا اپنی عورتوں پر یا اپنی لونڈیوں
پر یا اُن مردوں پر جو طفیلی کے طور پر
رہتے ہوں اور اُن کو ذرا توجہ نہ ہو، یا
ایسے لڑکوں پر جو عورتوں کی پردہ والی
باتوں سے ابھی ناواقف ہیں اور اپنے
پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ ان کا مخفی زیور
معلوم ہو جائے اور مسلمانو! (تم سے جو
ان احکام میں کوتاہی ہوگئی تو) اللہ کے

عہ حاشیہ ص۳۸ پر دیکھیں۔

سامنے توبہ کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ (سورۃ النور ع ۴ پ ۱۸)

اس آیت میں اول عورتوں کو حکم دیا ہے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور شرمگاہوں کی حفاظت کریں (یعنی عصمت و عفت محفوظ رکھیں) نظر اور شرم گاہ کی حفاظت کا جس طرح مردوں کے لیے حکم ہے (قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ) عورتوں کے لیے بھی ہے۔ غیر مردوں کو تاکنے جھانکنے کی ممانعت غضِّ بصر (آنکھیں نیچی رکھنے) کے حکم سے صاف ثابت ہو رہی ہے جس کا عورتیں ذرا خیال نہیں کرتیں۔ جن عورتوں میں پردہ کا اہتمام ہے افسوس کہ ان میں بھی حفاظتِ نظر کا اہتمام نہیں ہے۔ بدکاری کی پہلی سیڑھی بدنظری ہی ہوتی ہے۔ جب کسی مرد و عورت کا ناجائز تعلق ہوتا ہے تو یکایک نہیں ہو جاتا۔ پہلے نظریں ملتی ہیں پھر زبان کا زنا ہوتا ہے یعنی دونوں ہم کلام ہوتے ہیں پھر بات آگے بڑھتی چلی جاتی ہے۔ شاید اسی بات کے بتانے کے لیے ترتیبِ ذکری میں غضِ بصر کے حکم کو حفاظتِ فرج کے حکم پر مقدم کیا گیا ہے۔ اس کے بعد حکم فرمایا ہے کہ عورتیں اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں پھر اس میں سے مَا ظَهَرَ مِنْهَا کا استثنا فرمادیا جس کی ہم عن قریب توضیح کریں گے۔ پھر فرمایا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ (کہ اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رہا کریں) اسی ٹکڑے کے متعلق حضرت

(حاشیہ صفحۂ گذشتہ) ؎ حقیقی بھائی بہن وہ ہیں جو ایک ہی ماں باپ سے ہوں اور جو صرف باپ شریک ہوں وہ علاتی ہیں اور جو صرف ماں شریک ہوں وہ اخیافی ہیں ۱۲

عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے فرمایا کہ جب یہ حکم نازل ہوا تو مہاجر عورتوں نے اپنی موٹی موٹی چادروں کو کاٹ کر دوپٹے بنالیے۔ دوپٹے کا مصرف شریعت کے نزدیک صرف سر ڈھانکنا ہی نہیں ہے بلکہ گلا اور سینہ بھی دوپٹے سے ڈھانکنا لازمی امر ہے۔ بعض مرتبہ گریبان کے بٹن کھلے رہ جاتے ہیں اس لیے اس کا اہتمام ضروری ہوا۔ اس کے علاوہ اور بھی مصلحتیں ہو سکتی ہیں۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ زمانۂ جاہلیت میں عورتوں کا دستور تھا کہ دوپٹوں سے اپنے سروں کو ڈھانک کر باقی دوپٹہ کمر پر ڈال لیتی تھیں۔ مسلمان عورتوں کو حکم ہوا کہ اپنے دوپٹوں سے سر بھی ڈھانکیں اور گلے اور سینے پر بھی ڈالے رہا کریں۔ اس حکم کو سن کر صحابی عورتوں نے موٹی موٹی چادروں کے دوپٹے بنا لیے اور حسبِ حکمِ قرآنی اپنے گلوں اور سینوں کو بھی دوپٹوں سے ڈھانکنے لگیں۔ چونکہ باریک کپڑے سے ستر اور بدن کا پردہ نہیں ہو سکتا ہے اس لیے موٹی چادروں کو دوپٹے کے لیے اختیار کیا گیا۔

آج کل کی عورتیں سر چھپانے کو عیب سمجھنے لگی ہیں اور دوپٹہ اوڑھتی بھی ہیں تو اول تو وہ اس قدر باریک ہوتا ہے کہ سر کے بال اور مواقع حسن وجمال اس سے پوشیدہ نہیں ہوتے۔ دوسرے اس قسم کے کپڑے کا دوپٹہ بناتی ہیں کہ سر پہ ٹھیرتا ہی نہیں چکناہٹ کی وجہ سے بار بار سرکتا ہے اور پردے کے مقصد کو فوت کر دیتا ہے۔ حضرت دحیہ بن خلیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت

یں مصر کے باریک کپڑے حاضر کیے گئے ان میں سے ایک کپڑا آپؐ نے مجھے عنایت فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اس کے دو ٹکڑے کر کے ایک سے اپنا کُرتا بنا لینا اور دوسرا ٹکڑا اپنی بیوی کو دے دینا جس کا وہ دوپٹہ بنالے گی۔ وہ کپڑا لے کر جب میں چل دیا تو ارشاد فرمایا کہ اپنی بیوی کو حکم دینا کہ اس کے نیچے کوئی کپڑا لگا لیوے (جس سے اس کی باریکی کی تلافی ہو جاوے اور) جو اُس کے اعضاء کو ظاہر نہ کرے۔ (ابوداؤد شریف)

ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں ان کے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کی بیٹی حفصہؓ پہونچ گئیں۔ اس وقت حفصہؓ نے باریک دوپٹہ اوڑھ رکھا تھا اس کو لے کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے پھاڑ ڈالا اور اپنے پاس سے ان کو موٹا دوپٹہ اُڑھا دیا (مؤطا امام مالکؒ) ان روایات سے معلوم ہوا کہ باریک دوپٹہ سے سخت پرہیز کرنا لازم ہے۔ دوپٹوں کے متعلق ہدایت دینے کے بعد اللہ پاک نے عورتوں کے محرموں کا ذکر فرمایا ہے اور یہ بتایا ہے کہ محرموں کے سامنے اپنی زینت کا اظہار کر سکتی ہیں۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ زینت سے مواقعِ زینت مراد ہیں یعنی ہاتھ، پنڈلی، بازو، گردن، سینہ، سر اور کان۔ ان مواقع پر چوں کہ چُوڑی، خلخال، بازوبند، ہار، جھومر اور بالیاں وغیرہ ہوتی ہیں اس لیے ان کو مواقع زینت سے تعبیر کیا۔ معلوم ہوا کہ عورت اپنے محرم کے سامنے سر اور سینہ اور پنڈلیاں اور بانہیں اور ہاتھ پاؤں کھول سکتی ہے۔ پیٹ اور پیٹھ اور ناف سے لے کر گھٹنے کے ختم تک محرم کے سامنے بھی کھولنا

جائز نہیں ہے۔ محرم وہ ہے جس سے کبھی بھی کسی حال میں نکاح درست نہ ہو (کما فی درالمختار من لا یحل لہ نکاحھا ابدًا بنسبٍ او سبب ولو بزنا) جس مرد سے کبھی بھی نکاح درست نہ ہو وہ مرد اس عورت کا اور وہ عورت اُس مرد کی محرم ہے۔ آیتِ بالا میں اکثر محارم کا ذکر فرما دیا گیا ہے ماموں اور چچا کا ذکر نہیں ہے۔ اصولاً چچا بھی محرم ہے بشرطیکہ باپ کا حقیقی یا اخیافی یا علاتی بھائی ہو اور ماموں بھی محرم ہے اگر ماں کا حقیقی یا اخیافی یا علاتی بھائی ہو۔[1]

محارم کے ذکر کے بعد ارشاد فرمایا اَوْ نِسَآئِهِنَّ یعنی مسلمان عورتیں اپنی ہم مذہب عورتوں کے سامنے خواہ رشتہ دار ہوں خواہ غیر رشتہ دار اپنے مواقع زینت کو ظاہر کر سکتی ہیں۔ ہم مذہب کی قید اس لیے لگائی کہ کافر عورت اجنبی مرد کے مانند ہے۔[2] صاحبِ درمختار لکھتے ہیں :۔

والذمیۃ کالرجل الاجنبی	ذمی[3] عورت اجنبی مرد کی طرح سے ہے
فی الاصح فلا تنظر الی	لہٰذا اُس کو یہ موقع نہ دیا جائے گا کہ
بدن المسلمۃ	مسلمان عورت کا جسم دیکھ سکے۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ شرح الدرر والغرر سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

---

[1] ممانی اور چچی اگر کسی دوسرے رشتہ سے محرم نہ ہوں تو محض چچی اور ممانی ہونے سے محرم نہیں ہو گی ۱۲ [2] اور اس قید کا استنباط قرآن شریف سے بھی ہو رہا ہے کیوں کہ لفظ "نساء" کو ضمیر جمع مؤنث کی طرف مضاف فرمایا گیا ہے جو مومنات کی طرف راجع ہے اگر قید مقصود نہ ہوتی تو صرف والنساء فرمایا جاتا [3] ذمی وہ کافر مرد و عورت جو مسلمانوں کی عملداری میں رہتے ہوں ۱۲

لایحل للمسلمۃ ان تنکشف بین یدی یھودیۃ او نصرانیۃ او مشرکۃ الا ان تکون امۃ لھا	مسلمان عورت کے لیے یہ حلال نہیں ہے کہ کسی یہودی یا نصرانی یا مشرک عورت کے سامنے اپنے اعضاء کھولے اِلّا یہ کہ کوئی غیر مسلم عورت مسلمان عورت کی (شرعی) باندی ہو تو اس کے سامنے آسکتی ہے۔

(ص ۲۴۵ ج ۵)

اس کے بعد لکھتے ہیں کہ :۔

ولا ینبغی للمرأۃ الصالحۃ ان تنظر الیھا المرأۃ الفاجرۃ لانھا تصفھا عند الرجال	نیکوکار مسلمان عورت کو یہ بھی نہ چاہیے کہ فاسق و فاجر عورت کو اپنی طرف دیکھنے کا موقعہ دیوے کیونکہ وہ نیکوکار عورت کا حسن و جمال غیر مردوں سے بیان کر دے گی۔

پھر قرآن مجید میں ارشاد ہے اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ (یعنی مسلمان عورت اپنی باندی کے سامنے بھی اپنے مواقع زینت کا اظہار کر سکتی ہے) اس کے بعد فرمایا اَوِ التَّابِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ (یعنی مسلمان عورت ایسے مَردوں کے سامنے بھی مواقع زینت کا اظہار کر سکتی ہے

کہ قولہ تعالیٰ او ما ملکت ایمانھن قال ابن جریج الاماء دون العبید وقال ابن المسیب الحسن غیرھما لا تغرنکم سورۃ النور فانھا فی الاناث دون الذکور (مظہری)

جو کھانے پینے کے لیے طفیلیوں کی طرح گھروں میں رہتے ہوں اور قوتِ مردانہ ختم ہونے کی وجہ سے اور ہوش وحواس درست نہ ہونے کے باعث عورتوں کی طرف ذرا بھی میلان نہ رکھتے ہوں۔ علمائے تفسیر نے اس کی تفسیر میں جو کچھ کہا ہے سب کا مآل یہی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ:۔ مغفل فی عقلہ لایکترث للنساء ولا یشتہیہن۔ حضرت حسن نے فرمایا ھوالذی لاینشر ذکرہ ولا یستطیع غشیان النساء ولا یشتہیہن حضرت ابن جبیر نے فرمایا کہ انما المعتوہ علامہ شامی نے اس کی تفسیر میں متعدد اقوال نقل کیے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ المراد بہ الابلہ الذی لایدری مایصنع بالنساء وانما ھمہ بطنہ اذا کان شیخا کبیرا ماتت شہوتہ یعنی غیر اولی الاربۃ من الرجال سے وہ شخص مراد ہے جس کی عقل اس قدر بے ٹھکانے ہو کہ اسے کچھ پتہ نہ ہو کہ عورتوں کے ساتھ کیا کیا جاتا ہے بس پیٹ بھرنا ہی جانتا ہو بہت بوڑھا ہو اور اس کی خواہشِ نفسانی مردہ ہو چکی ہو۔ احقر کے نزدیک یہ تفسیر نہایت جامع ہے۔

سوال۔ جب بے عقل کہدیا تو شیخ کبیر یعنی بہت بوڑھا ہونے کی قید کیوں لگائی؟

جواب۔ اگر مرد پاگل ہونے کے ساتھ ساتھ جوان عمر ہو تو اگرچہ اُس کو عورت کی طرف اشتہا نہ ہو مگر اُسے دیکھ کر عورت کو میلان ہو سکتا ہے اور اگر بہت بوڑھا ہوگا تو یہ احتمال نہ رہے گا۔ اس لیے اذا کان شیخا کبیرا کی

قید بڑھائی گئی ہے۔

پھر فرمایا اَوِ الطِّفۡلِ الَّذِیۡنَ لَمۡ یَظۡهَرُوۡا عَلٰی عَوۡرٰتِ النِّسَآءِ (یعنی ایسے لڑکوں کے سامنے بھی عورتیں اپنے مواقع زینت کو ظاہر کر سکتی ہیں جو ابھی عورتوں کی پردے والی باتوں سے واقف نہیں ہوئے۔

واضح ہو کہ نابالغ لڑکے تین طرح کے ہیں ایک تو وہ جن کو بالکل کسی چیز کی تمیز نہیں ہے بس جمادات کی طرح ہیں۔ ایسے بچوں سے کسی طرح کا کوئی بھی پردہ کرنا لازم نہیں۔ دوسرے وہ لڑکے جن کو عقل و تمیز ہے لیکن حدِ شہوت کو نہیں پہونچے ان کے سامنے ناف سے لے کر زانو تک کھولنا جائز نہیں ہے تیسرے وہ لڑکے جو قریب البلوغ ہیں جن کو فقہ میں مراہق کہا جاتا ہو ایسے لڑکوں کا حکم وہی ہے جو بالغ مردوں کا ہے۔ یعنی جو عورت ان کی محرم نہ ہو اُس پر لازم ہے کہ اُن سے ایسا ہی گہرا پردہ کرے جیسا دوسرے غیر محرموں سے شرعاً ضروری ہے۔

وَلَا یَضۡرِبۡنَ بِاَرۡجُلِهِنَّ لِیُعۡلَمَ مَا یُخۡفِیۡنَ مِنۡ زِیۡنَتِهِنَّ (یعنی عورتیں اپنے پاؤں زور سے نہ رکھیں تاکہ اُن کا مخفی زیور جان لیا جائے) جس زیور سے آواز پیدا ہو دو قسم کا ہے۔ ایک وہ جو خود بجتا ہو یعنی اس میں بجنے والی چیز گھونگرو وغیرہ پڑا ہوا ہو ایسا زیور پہننا ممنوع ہے جس کی

ف ابوداود شریف میں ہے کہ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کسی لڑکی کو ایک باندی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لے گئی۔ اُس لڑکی کے پاؤں میں بجنے والے گھونگرو تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُس کو (باقی برصفحہ ۴۵)

ممانعت حدیث شریف سے ثابت ہے۔ دوسرا زیور وہ ہے جو خود تو نہیں بجتا لیکن آپس میں ایک دوسرے سے ٹکرا کر آواز پیدا ہو جاتی ہے جیسے کڑے اور چھڑے وغیرہ۔ آیتِ بالا میں اسی قسم کے زیور کے متعلق ارشاد ہے کہ چلنے میں عورتیں اپنے پاؤں زمین پر زور سے نہ ماریں۔ مطلب یہ ہے کہ اس طرح کا زیور پہننا تو درست ہے لیکن پاؤں مار مار کر بجانا اور اجنبیوں کو اس کی آواز سنانا درست نہیں ہے۔

یہ نکتہ قابلِ ذکر ہے کہ جب زیور کی آواز پوشیدہ رکھنے کا ایسا اہتمام ہے تو خود صاحبِ زیور یعنی عورت کی آواز کا غیر محرموں سے اخفا کرنا کتنا ضروری اور لازم ہے کیونکہ آواز بھی سببِ فتنہ بن جاتی ہے۔ جس کی تصریح فقہا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) کاٹ ڈالا اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ان مع کل جرس شیطانا (یعنی ہر بجنے والی چیز کے ساتھ شیطان ہوتا ہے) ۱۲

ک صاحب ردالمحتار لکھتے ہیں فانا نجیز الکلام مع النساء للاجانب و محاورتھن عند الحاجۃ الی ذلک ولا نجیز لھن رفع اصواتھن ولا تمطیطھا ولا تلیینھا و تقطیعھا لما فی ذلک من استمالۃ الرجال الیھن و تحریک الشھوات منھم (یعنی ضرورت کے لیے ہم اس بات کو جائز سمجھتے ہیں کہ عورت کسی نامحرم سے گفتگو یا سوال و جواب کرے لیکن اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ نامحرم سے بات کرتے ہوئے عورتیں اپنی آواز بلند کریں یا طرح طرح کی باتیں بناتے ہوئے گفتگو کو لمبی کرتی چلی جائیں یا نرم لہجے میں بات کریں یا بات میں لچک ... (بقیہ)

تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِىْ فِىْ قَلْبِهٖ میں موجود ہے۔ نیز یہ امر بھی قابلِ ذکر ہے کہ جب عورت کی صَوت (آواز) قابلِ اخفا ہے تو اس کی صورت کیوں قابلِ اخفا نہ ہوگی؟

فائدہ آیتِ بالا میں عورتوں کو نظر نیچی رکھنے اور شرمگاہوں کی حفاظت کرنے کا حکم دینے کے بعد فرمایا ہے وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَاظَهَرَ مِنْهَا (یعنی مومن عورتیں اپنے مواقع زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو ظاہر ہوجائے۔ اخفاء زینت کے عمومِ حکم سے اِلَّا مَاظَهَرَ کے ذریعہ ایک استثناء کیا ہے مَاظَهَرَ مِنْهَا سے کیا مراد ہے اس کے بارے میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس سے ثیاب اور جلباب یعنی اوپر کے وہ کپڑے مراد ہیں جو پردے کے اہتمام کے لیے جسم سے لگے ہوئے کپڑوں کے اوپر ہوتے ہیں۔

صاحبِ تفسیرِ مظہری بیضاوی سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ استثناء حالتِ نماز کے متعلق ہے۔ یعنی حالتِ نماز میں چہرہ اور دونوں ہاتھ گٹوں تک اگر کھلے رہیں تو نماز ہوجائے گی اور نماز میں ان دونوں اعضاء کے کھلا رہنے میں کچھ حرج نہیں ہے اور غیر محرم کے سامنے مواقع زینت میں سے کوئی حصہ کھولنے کا ذکر مَاظَهَرَ مِنْهَا میں نہیں ہے۔

پھر صاحبِ مظہری لکھتے ہیں کہ اگر مَاظَهَرَ مِنْهَا سے مواقعِ زینت

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) پیدا کریں کیونکہ ایسا کرنے سے مردوں کے دل مائل ہوں گے اور اُن کی طبیعتوں میں اُبھار ہوگا ۱۲

مراد ہوں تو ضرورۃً مجبوری کے لیے اظہارِ زینت کے ارادے کے بغیر جو حصہ ظاہر ہو جائے اس کا استثناء کیا گیا ہے۔ پھر لکھتے ہیں کہ آزاد عورت کے چہرہ اور دونوں ہاتھوں کے پوشیدہ رکھنے کا استثناء صرف نماز کے لیے ہے کیونکہ فرمانِ خداوندی یُدۡنِیۡنَ عَلَیۡهِنَّ مِنۡ جَلَابِیۡبِهِنَّ سے صاف ظاہر ہے کہ عورت اپنا چہرہ نامحرم کے سامنے نہیں کھول سکتی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مَاظَهَرَ مِنۡهَا کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ اَلۡوَجۡهُ وَالۡکَفَّانِ یعنی عورت اپنا چہرہ اور دونوں ہاتھوں کی ہتیلیاں کھولے رہ سکتی ہے۔ اگر اسی تفسیر کو مانا جائے تب بھی غیر محرم کے سامنے کھولنے کا کوئی ذکر نہیں۔ جو لوگ اس استثناء سے جوان عورتوں کے لیے عام طور پر چہرہ کھولے ہوئے پھرنے کا جواز ثابت کرنا چاہتے ہیں وہ نہایت غلطی پر ہیں۔ کیونکہ ان الفاظ میں عورتوں کو فی نفسہٖ چہرہ کھولنے کی اجازت دی گئی ہے تاکہ دوسرے اعضاء کی طرح ان کے چھپانے کے اہتمام سے زحمت اور تکلیف نہ ہو۔ اس میں نامحرموں کے سامنے کھولنے کے جواز وعدم جواز سے کوئی تعرض نہیں ہے آیت میں اِلَّا مَا ظَهَرَ فرمایا ہے اِلَّا مَا اَظۡهَرۡنَ نہیں فرمایا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ عورت کو قصدًا و ارادۃً نامحرم کے سامنے چہرہ کھولنے کی اجازت نہیں دی گئی۔
فعلِ لازم کا صیغہ اس بات کو بتلا رہا ہے کہ اگر کوئی عورت نماز کی مشغولیت میں یا کام کاج کی مصروفیت یا اور کسی مجبوری کے باعث اپنا چہرہ کھولے تو غیر محرم کو جائز نہیں کہ وہ اُس کے چہرے کو تکتا رہے کیوں کہ اس سے پہلی

ہی آیت میں مردوں کو نظریں پست کرنے کی تاکید فرمادی گئی ہے اور بعد میں عورتوں کے متعلق احکام ذکر کیے ہیں اور ان کے ستر و غیر ستر کی تشریح و تفصیل فرمائی ہے۔ مردوں کو نظریں پست رکھنے کا جو حکم دیا گیا ہے اس سے جہاں بازاروں اور راستوں میں عورتوں پر نظریں ڈالنے کی ممانعت ثابت ہوئی وہاں یہ بھی ثابت ہوا کہ عورتیں اگر منہ کھولے ہوئے کام کاج میں مشغول ہوں یا پردہ کرنے سے گریز کرتی ہوں تو جو مرد ان کے محرم نہ ہوں ان کو قصداً و ارادۃً نظر ڈالنا منع ہے۔

سورۂ نور کی آیتِ بالا کے ترجمہ کے بعد ہم نے اس کی مزید تشریح و توضیح اس لیے کی ہے کہ قرآن سے پردہ اور احکامِ پردہ کا ثبوت مانگنے والوں کو اپنی کج روی کا علم ہو جائے۔ آیتِ بالا میں اول غضِ بصر کا حکم دیا ہے پھر عورتوں کو مامور فرمایا ہے کہ زینت اور مواقعِ زینت کے پوشیدہ رکھنے کا اہتمام کریں اور اسی عضو کو کھولے رہیں جس کے کھولنے کی شدید ضرورت ہے اس کے بعد وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ الخ میں حکم دیا ہے کہ نامحرموں سے زینت اور مواقعِ زینت کے پوشیدہ رکھنے کا خاص اہتمام کریں اور اسی پر بس نہیں کیا بلکہ وَلَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ کے ذریعہ مامور فرمایا کہ غیر محرموں کو اپنے زیور کی جھنکار بھی نہ سنائیں۔ اگر پردے کے اس قدر تاکیدی اور تفصیلی احکامِ قرآنیہ کے ہوتے ہوئے بھی متجددین کی باتوں میں آ کر مسلمان مرد و عورت پردہ شکنی کو محبوب سمجھتے رہیں تو ہم اس سے زیادہ کچھ نہیں کہتے کہ انھیں خدا سمجھے وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ

مَاظَهَرَ مِنْهَا کے متعلق مزید تحقیق و تفصیل کے لیے حضرت حکیم الامتؒ کا رسالہ القار السکینہ مع دیگر فوائد متعلقہ آیتِ بالا "نوادر النوادر" میں یا "امداد الفتاویٰ" (مبوب مطبوعہ کراچی۔ ج ۴) میں ملاحظہ فرمائیں۔

فائدۂ ثانیہ محرم مرد و عورت کو ایک دوسرے کی طرف دیکھنا اور تنہائی میں رہنا جائز ہے لیکن شرط یہ ہے کہ نفس کا میلان خرابی کی طرف نہ ہو اور نظر و خلوت سے شہوت کا اندیشہ نہ ہو۔ صاحبِ درمختار لکھتے ہیں کہ:۔

ومن محرمه هي من لا يحل له نكاحها ابدا بنسب او سبب ولو بزنا الى الرأس والوجه والصدر والساق والعضد ان امن شهوته وشهوتها ايضا ذكره في الهداية والا لا الى الظهر والبطن والفخذ۔

(کتاب الحظر والاباحة)

اپنی محرم عورت کے سر اور چہرہ اور سینہ اور پنڈلی اور بازو کی طرف دیکھنا جائز ہے بشرطیکہ یہ اطمینان ہو کہ مرد کو یا عورت کو شہوت نہ ہوگی اور اگر شہوت کا اندیشہ ہو تو دیکھنے کی اجازت نہیں ہے (اور) محرم عورت کے پیٹ اور کمر اور ران کی طرف دیکھنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے (خواہ اندیشۂ شہوت ہو خواہ نہ ہو) محرم وہ عورت ہے جس سے کبھی بھی نکاح درست نہ ہو یہ حرمت خواہ نسب کی وجہ سے ہو خواہ سبب کی وجہ سے ہو۔

علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ اس سبب پر حاشیہ لکھتے ہیں کالرضاع والمصاہرۃ یعنی نسبی حرمت کے علاوہ ایک سببِ حرمت رضاع یعنی دودھ کا رشتہ ہے اور دوسرا سبب مصاہرت یعنی سسرالی رشتہ ہے۔ اس قاعدے کے مطابق عورت کا داماد اور دودھ شریک بھائی بھی محرم ہے۔ لیکن محرم ہونے کے باوجود فقہاء حنفیہ کہتے ہیں کہ جوان ساس اور دودھ شریک بہن کے ساتھ تنہائی میں نہ رہے۔ کیونکہ اس میں فتنہ کا اندیشہ ہے (کما قال فی الدر المختار والخلوۃ بالمحرم مباحۃ الا الاخت رضاعاً والصہرۃ الشابۃ ص ۲۴۳ ج ۵ برھامش شامی)

فائدہ ثالثہ جو مرد و عورت آپس میں محرم ہوں ایک دوسرے کے اُن اعضاء جسم کو چھو بھی سکتے ہیں جن کو شرعاً دیکھنا درست ہو بشرطیکہ طرفین میں سے کسی کے متعلق شہوت کا اندیشہ نہ ہو۔ اور جو عورت غیر محرم ہو جیسا اُس کی طرف دیکھنا ممنوع ہے اسی طرح اس کے اعضاء کو چھونا بھی منع ہے اگرچہ اندیشۂ شہوت نہ ہو (قال فی الدر المختار وما حل نظرہ من ذکر او انثیٰ حل لمسہ اذا امن الشہوۃ علی نفسہ وعلیہا الا من اجنبیۃ فلا یحل مس وجہہا وکفیہا وان امن الشہوۃ لانہ اغلظ) اس سے معلوم ہوا کہ یورپ و امریکہ کے طریقے پر حکمران طبقے میں یا گریجویٹ قسم کے لوگوں میں جو یہ دستور ہو کہ دعوتوں اور پارٹیوں میں اپنی بیویوں کو ساتھ لے کر جاتے ہیں اور دوسروں کی عورتوں سے خود مصافحہ کرتے ہیں اور اپنی عورتوں سے دوسروں کا مصافحہ

کراتے ہیں یہ سخت حرام ہے۔ اسلام کے احکام سب کے لیے ہیں حاکم ہو یا محکوم، امیر ہو یا غریب، گورا ہو یا کالا، دیسی ہو یا پردیسی، پردے کے احکام و مسائل جو اس کتابچہ میں لکھے گئے ہیں سب کے لیے برابر ہیں۔ البتہ بہت بوڑھی سے مصافحہ کرنے کی گنجایش ہے بشرطیکہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو اور نفس پر اطمینان ہو (قال فی الدر المختار اما العجوز التی لا تشتھی فلا بأس بمصافحتہا ومس یدھا اذا امن) بہت بوڑھی عورت جو ذرا بھی محلِ رغبت نہ رہی ہو اس کو صرف چہرہ اور دونوں پہونچوں تک ہاتھ اور ٹخنوں تک دونوں پیر کھول کر غیر محرم کے سامنے آنے کی اجازت ہے لیکن اس سے بھی پرہیز کریں تو بہتر ہے۔ سورۂ نور میں ارشاد ہے:-

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَا یَرْجُوْنَ نِکَاحًا فَلَیْسَ عَلَیْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَهُنَّ غَیْرَ مُتَبَرِّجٰتٍ بِزِیْنَةٍ ؕ وَاَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝

اور وہ عورتیں (جو بڑھاپے کے باعث حیض سے اور اولاد جننے سے) بیٹھ چکی ہیں جن کو کسی کے نکاح میں آنے کی کوئی امید نہ رہی ہو اُن کو اس بات میں کوئی گناہ نہیں کہ اپنے (زائد) کپڑے (غیر محرم کے سامنے) اُتار رکھیں بشرطیکہ اظہار زینت کا خیال نہ ہو اور اس سے بھی احتیاط رکھیں تو اُن کے لیے زیادہ بہتر ہے اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔

قواعدؔ جمع ہے قاعد کی۔ جو عورت اتنی بوڑھی ہو کہ نہ حیض آتا ہو اور نہ اولاد جننے کے لائق رہی ہو اُسے قاعد کہا گیا ہے۔ ربیعہؒ راوی سے قاعد کی تفسیر اس طرح منقول ہے کہ مردوں کے سامنے آئے تو وہ اُس سے گِھن کریں۔ یہ قواعد جن کا ابھی ذکر ہوا اُن کے متعلق فرمایا ہے کہ اگر کپڑوں کے اوپر کی چادر یا چہرے کا نقاب غیر محرم کے سامنے ہٹا دیں تو اس کی اجازت ہے۔ نیز پہونچوں تک دونوں ہاتھ اور ٹخنوں تک دونوں پاؤں بھی کھول سکتی ہیں بشرطیکہ دیگر مواقع زینت کا اظہار نہ کریں۔ اجازت کے بعد فرمایا کہ وَاَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّھُنَّ یعنی چہرہ اور دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں غیر محرم کے سامنے بہت بوڑھی عورت کھول تو سکتی ہے مگر اس سے پرہیز کرنا بہتر ہے۔ جب بوڑھی کھوسٹ عورت کے لیے یہ ارشاد ہے کہ (باوجود اجازت کے) نامحرم کے سامنے چہرہ نہ کھولنا ہی بہتر ہے تو جو عورت ذرا بھی محل اشتہا ہو اس کے لیے چہرہ کھول کر غیر محرم کے سامنے جانے کی کیوں کر گنجائش ہو سکتی ہے جب کہ اس کو چہرہ ڈھانکنے کا مستقل حکم بھی ہے۔

لہ واحدھا قاعد بلا ھاء ۱۲ معالم التنزیل

عہ اما من کانت فیھا بقیۃ من جمال وھی محل الشھوۃ فلا تدخل فی ھذہ الآیۃ ۱۲ معالم التنزیل

سلہ من المعالم ۱۲

(۶) وَعَنْ اَبِی السَّائِبِ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰی اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فَبَیْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ اِذْ سَمِعْنَا تَحْتَ سَرِیْرِہٖ حَرَکَۃً فَنَظَرْنَا فَاِذَا فِیْہِ حَیَّۃٌ فَوَثَبْتُ لِاَقْتُلَھَا وَاَبُوْسَعِیْدٍ یُصَلِّیْ فَاَشَارَ اِلَیَّ اَنِ اجْلِسْ فَجَلَسْتُ فَلَمَّا انْصَرَفَ اَشَارَ اِلٰی بَیْتٍ فِی الدَّارِ فَقَالَ اَتَرٰی ھٰذَا الْبَیْتَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ کَانَ فِیْہِ فَتًی مِّنَّا حَدِیْثُ عَھْدٍ بِعُرْسٍ قَالَ فَخَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَی الْخَنْدَقِ فَکَانَ ذٰلِکَ الْفَتٰی یَسْتَاْذِنُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِاَنْصَافِ النَّھَارِ فَیَرْجِعُ اِلٰی اَھْلِہٖ فَاسْتَاْذَنَہٗ یَوْمًا فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خُذْ عَلَیْکَ سِلَاحَکَ فَاِنِّیْ اَخْشٰی

---

(۶) حضرت ابوسائبؒ (تابعی) کا بیان ہے کہ ہم حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس اثناء میں کہ ہم بیٹھے ہوئے تھے اچانک ہم نے ان کے تخت کے نیچے کچھ حرکت کی آواز سنی ہم نے دیکھا تو سانپ نظر آیا لہٰذا میں اس کو مارنے کے لیے کودا۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھ رہے تھے انہوں نے اشارے سے مجھے روک دیا اور بیٹھنے کو کہا لہٰذا میں بیٹھ گیا جب وہ نماز سے فارغ ہوگئے تو حویلی کے اندر ایک گھر کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کیا تم اس گھر کو دیکھ رہے ہو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں!

عَلَيْكَ قُرَيْظَةَ فَاَخَذَ الرَّجُلُ سِلَاحَهٗ ثُمَّ رَجَعَ فَاِذَا امْرَأَتُهٗ بَيْنَ الْبَابَيْنِ قَائِمَةٌ فَاَهْوٰى اِلَيْهَا بِالرُّمْحِ لِيَطْعَنَهَا بِهٖ وَاَصَابَتْهُ غَيْرَةٌ فَقَالَتْ لَهٗ اكْفُفْ عَلَيْكَ رُمْحَكَ وَادْخُلِ الْبَيْتَ حَتّٰى تَنْظُرَ مَا الَّذِيْ اَخْرَجَنِيْ فَدَخَلَ فَاِذَا بِحَيَّةٍ عَظِيْمَةٍ مُنْطَوِيَةٍ عَلَى الْفِرَاشِ فَاَهْوٰى اِلَيْهَا بِالرُّمْحِ فَانْتَظَمَهَا بِهٖ ثُمَّ خَرَجَ فَرَكَزَهٗ فِي الدَّارِ فَاضْطَرَبَتْ عَلَيْهِ فَمَا يُدْرٰى اَيُّهُمَا كَانَ اَسْرَعَ مَوْتًا الْحَيَّةُ اَمِ الْفَتٰى؟ قَالَ فَجِئْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرْنَا ذٰلِكَ لَهٗ وَقُلْنَا اُدْعُ اللّٰهَ يُحْيِيْهِ لَنَا فَقَالَ اسْتَغْفِرُوْا لِصَاحِبِكُمْ ثُمَّ قَالَ اِنَّ لِهٰذِهِ الْبُيُوْتِ عَوَامِرَ فَاِذَا رَأَيْتُمْ مِنْهَا شَيْئًا فَحَرِّجُوْا عَلَيْهَا ثَلٰثًا فَاِنْ ذَهَبَ وَاِلَّا فَاقْتُلُوْهُ فَاِنَّهٗ كَافِرٌ وَقَالَ لَهُمْ اذْهَبُوْا فَادْفِنُوْا صَاحِبَكُمْ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ اِنَّ بِالْمَدِيْنَةِ جِنًّا قَدْ اَسْلَمُوْا فَاِذَا رَأَيْتُمْ مِنْهُمْ شَيْئًا فَاٰذِنُوْهُ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ فَاِنْ بَدَا لَكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاقْتُلُوْهُ فَاِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ

(رواہ مسلم)

فرمایا اس گھر میں ایک جوان آدمی تھا جو ہمارے ہی قبیلے سے تھا اس کی نئی نئی شادی ہوئی تھی ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ خندق کے لیے نکلے (وہ جوان بھی ہمارے ساتھ تھا) جب آدھا دن گذر جاتا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اجازت لے کر وہ جوان اپنے گھر آجاتا ایک روز یہ واقعہ پیش آیا کہ جب اس نے گھر جانے کی اجازت چاہی تو

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اجازت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ تم ہتیار لے کر جاؤ کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ قبیلہ بنی قریظہ تمہاری جان نہ لے لے یہ سن کر اس شخص نے اپنا ہتیار لیا پھر گھر کی طرف واپس ہوا (وہاں پہونچ کر) اچانک کیا دیکھتا ہے کہ اس کی بیوی (گھر سے باہر) دونوں کواڑوں کے درمیان کھڑی ہے۔ اس کو دیکھ کر (اسے سخت غصہ آیا اور) اس کی غیرت کا تقاضا ہوا کہ عورت کو نیزہ مار دے۔ چنانچہ بیوی کی طرف اس نے نیزہ بڑھایا۔ اس کی بیوی نے کہا کہ نیزے کو روکیے اور گھر میں داخل ہوکر دیکھیے کہ مجھے کس چیز نے باہر نکالا ہے۔ چنانچہ وہ شخص گھر میں داخل ہوا تو دیکھا کہ ایک بڑا سانپ بستر پر لپٹا ہوا پڑا ہے۔ اس کو دیکھتے ہی نیزہ بڑھایا اور سانپ کو نیزے میں پرو دیا اور پھر گھر سے نکل کر نیزے کو صحن میں گاڑ دیا۔ سانپ نے تڑپ کر اس شخص پر حملہ کر دیا۔ اور سانپ کی اور اس شخص کی موت وہیں اسی وقت ہوگئی اور بیک وقت اس طرح دونوں کی جان گئی کہ یہ معلوم نہ ہو سکا کہ پہلے کس کی موت ہوئی۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (سلسلۂ بیان جاری رکھتے ہوئے) فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اس واقعہ کا ذکر کر کے عرض کیا کہ اللہ سے دعا کیجیے کہ اس کو زندہ فرما دے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ (اس کی زندگی کی دعا کی ضرورت نہیں) تم لوگ اپنے آدمی کے لیے اللہ سے مغفرت کی دعا کرو۔ پھر فرمایا کہ ان گھروں میں

ے یہ یہودیوں کا قبیلہ تھا ۱۲

(انسانوں کے علاوہ اور بھی) رہنے والی چیزیں ہیں (جن میں سانپ بھی ہیں اور سانپ کے رُوپ میں جنات بھی ہیں) لہذا جب تم اِن (سانپوں) میں سے کسی کو دیکھو تو تین بار اس کے مار ڈالنے کا اعلان کر دو۔ اعلان سُن کر چلا جائے تو بہتر ہے ورنہ قتل کر دو کیونکہ وہ (یا تو سانپ ہے یا کافر (جن) ہے جو سانپ کے روپ میں آیا ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ جاؤ اپنے آدمی کو دفن کر دو۔

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ مدینہ میں کچھ جنات مسلمان ہو گئے ہیں پس جب اُن میں سے تم کسی کو (سانپ کے روپ میں) دیکھو تو تین روز تک اعلان کر دو (یعنی اُس کی موجودگی میں یوں کہو کہ ہم تجھے قتل کر دیں گے) اس کے بعد رائے ہو تو قتل کر دو کیونکہ (جب وہ اعلان کرنے پر نہیں نکل گیا تو لائقِ قتل ہے اس لیے کہ) وہ شیطان ہے (یعنی اگر جن ہے تو شیطان اور بدمعاش جن ہے اور سانپ ہے تب بھی بہر حال قتل کرنے کے قابل ہے)۔

(مسلم شریف)

اس قصے سے بہت سے فوائد معلوم ہوئے لیکن خصوصیت کے ساتھ جس وجہ سے ہم نے اس واقعہ کو رسالۂ ہذا کا جزو بنایا ہے وہ یہ ہے کہ وہ نوجوان صحابی رضہ جب اپنے دروازے پر پہونچے اور اپنی بیوی کو گھر سے باہر کھڑا پایا تو اُن کی غیرت نے اس بات کو گوارا نہ کیا کہ ایسی عورت کو زندہ رہنے دیں لہذا اپنی بیوی کو مارنے کے لیے نیزہ بڑھا دیا

اگر اُن کی بیوی باہر آنے کے سبب کا حوالہ نہ دیتی تو نیزے سے کم سے کم زخمی تو ہو ہی جاتی اور گھراوار ہو جاتا تو شاید زندہ بھی نہ رہتی۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرات صحابہ رضی اللہ تعالٰے عنہم کے نزدیک کسی عورت کا باہر نکلنا بدترین جرم تھا۔ بہت سے نام نہاد ثقافتِ اسلامی کے خادم جو کہہ دیا کرتے ہیں کہ موجودہ پردہ دورِ حاضر کے مولویوں کی ایجاد ہے اس واقعہ سے ان لوگوں کے دعوے کی صاف تردید ہو جاتی ہے۔ دیکھیے مردوں سے مدینہ منورہ خالی ہے۔ حضراتِ صحابہ رضؓ خندق کھودنے میں لگے ہوئے ہیں دوپہر کا وقت ہے اس اثنا میں جب ایک شخص اپنی بیوی کو باہر کھڑی دیکھتا ہے تو غیرت کے جوش میں بھر کر حملہ آور ہو جاتا ہے۔ اگر حضور اکرم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے زمانے میں صحابی عورتوں کا بے پردہ ہو کر باہر نکلنے کا خدانخواستہ رواج ہوتا تو وہ صحابی اس قدر برہم کیوں ہوتے؟ فَہَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ؀

ایک نصیحت اس حدیث سے یہ معلوم ہوئی کہ گھر میں سانپ نکل آئے تو تین بار یہ اعلان کر دینا چاہیے کہ تو یہاں سے چلا جا ورنہ ہم مار دیں گے ایسا کرنے سے بہت سی مشکلات سے حفاظت ہو گئی۔ حدیث کے الفاظ سے اعلان کرنے کا سبب ظاہر ہے۔ مزید لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۲ سے حدیث نمبر ۶ تک ہم نے وہ روایات نقل کی ہیں جن

کے جس غزوہ کا ذکر ہے اُسے غزوۂ خندق یا غزوۂ احزاب کہتے ہیں تفصیل کے لیے سیر یا تاریخ اسلامی کی کوئی معتبر کتاب دیکھیں ۱۲

(۷) وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيَّاكُمْ وَالدُّخُوْلَ عَلَى النِّسَاءِ ، فَقَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ الْحَمْوَ ؟ قَالَ الْحَمْوُ الْمَوْتُ ۔

(رواہ البخاری ومسلم)

عہدِ نبوت میں پردے کا خاص اہتمام ثابت ہوتا ہے۔ ان احادیث کے ذیل میں بہت سے فوائد واحکام بھی آگئے ہیں۔ اب دیگر احکام کے متعلق احادیث نقل کی جاتی ہیں :-

---

جیٹھ دیور سے پردہ کرنے کی خصوصی تاکید

(۷) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (نامحرم) عورتوں کے پاس مت جایا کرو۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! عورت کی سسرال کے مردوں کے متعلق کیا حکم ہے ؟ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سسرالی رشتہ دار تو موت ہیں۔ (بخاری، مسلم)

اس حدیث میں جو سب سے زیادہ قابلِ توجہ چیز ہے وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عورت کی سسرال کے مردوں کو موت سے تشبیہ دی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ عورت اپنے جیٹھ، دیور اور نندوئی وغیرہ سے اور اسی طرح سسرال کے دوسرے مردوں سے گہرا پردہ کرے۔

یوں تو ہر نامحرم سے پردہ کرنا لازم ہے لیکن جیٹھ دیور اور ان کے رشتہ داروں کے سامنے آنے سے اسی طرح بچنا ضروری ہے جیسے موت سے بچنے کو ضروری خیال کرتے ہیں۔ اور وجہ اس کی یہ ہے کہ ان لوگوں کو اپنا سمجھ کر اندر بلا لیا جاتا ہے اور بلا تکلف جیٹھ دیور اور شوہر کے عزیز و قریب اندر چلے جاتے ہیں اور بہت زیادہ خلا ملا کر لیتے ہیں۔ اور ہنسی دل لگی تک کی نوبتیں آجاتی ہیں۔ شوہر یہ سمجھتا ہے کہ یہ تو اپنے لوگ ہیں ان سے کیا روک ٹوک کی جائے لیکن جب کسی کی طبیعت بھاوج پر آجاتی ہے تو افسوسناک حالات وجود میں آجاتے ہیں اور جب دونوں طرف سے یگانگت کے جذبات ہوں کثرت سے آنا جانا ہو، بھرپور نظریں پڑتی ہوں اور شوہر گھر سے غائب ہو تو پھر اَن ہونے کام تک ہو جاتے ہیں۔ ایک پڑوسی کسی عورت کو اتنی جلدی اغوا نہیں کر سکتا ہے جتنی جلدی اور بآسانی دیور یا جیٹھ اپنی بھابی کو اغوا کرنے اور بُرے کام پر آمادہ کرنے پر قدرت رکھتا ہے۔ انھیں حالات کے پیشِ نظر آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سسرال کے مردوں سے بچنے اور پردہ کرنے کی سخت تاکید فرمائی ہے اور ان لوگوں کو موت بتا کر یہ سمجھایا ہے کہ ان سے ایسا پرہیز کرو جیسا موت سے بچنے کو طبیعت چاہتی ہے اور ان لوگوں کو بھی حکم ہے کہ اپنی بھاوج اور سالے کی بیوی سے خلا ملا نہ رکھیں اور اُس پر نظر نہ ڈالیں قال فی اللمعات والمراد تحذیر المرأۃ منھم کما یحذر من الموت فان الخوف من الاقارب اکثر والفتنۃ منھم اوقع لتمکنھم من الوصول والخلوۃ من غیر نکیر۔

(۸) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا لَا يَبِيْتَنَّ رَجُلٌ عِنْدَ اِمْرَاَةٍ ثَيِّبٍ

بعض عورتیں اپنے دیور کو چھوٹی عمر میں پرورش کرتی ہیں اور جب وہ بڑا ہو جاتا ہے تو اُس سے پردہ کرنے کو بُرا سمجھتی ہیں اور اگر مسئلہ بتایا جاتا ہے کہ یہ نامحرم ہے تو کہتی ہیں کہ اس کو ہم نے چھوٹا سا پالا ہے رات دن ساتھ رہا ہے اس سے کیا پردہ ؟ یہ بہت بڑے گناہ کی بات ہے کہ آدمی گناہ بھی کرے اور شریعت کے مقابلے میں کٹ حجتی پر اُتر آئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تو دیور کو موت بتائیں اور جہالت کی ماری عورتیں اس کے مقابلے میں اس کے سامنے آنے کو ضروری سمجھیں۔ یہ کیا مسلمانی ہے ؟

تنبیہ:- پردہ حقِ شرعی ہے. شوہر کا حق نہیں ہے. بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ شوہر جس سے پردہ کرائے اس سے پردہ کرنا ضروری ہے اور جس کے سامنے آنے کو شوہر کہے اس کے سامنے آنا چاہیے یہ سراسر غلط ہے. کسی بھی نامحرم کے سامنے آنے کی اجازت نہیں اور خلافِ شرع شوہر کی اجازت اور اس کے حکم کا کچھ اعتبار نہیں۔

نامحرم کے ساتھ رات کو رہنے کی ممانعت

(۸) حضرت جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم

عہ حاشیہ ص۶۱ پر دیکھیں۔

اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ نَاکِحًا اَوْ ذَا مَحْرَمٍ

(رواہ مسلم)

صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خبردار کوئی شخص ہرگز کسی بے شوہر والی عورت کے پاس رات نہ گذارے اِلّا یہ کہ وہ شخص اس عورت کا شوہر ہو یا محرم ہو۔ (مسلم شریف)

اس حدیثِ پاک میں بہت سختی کے ساتھ اس چیز کی ممانعت کی گئی ہے کہ کوئی مرد اپنی بیوی یا محرم عورت کے علاوہ کسی غیر محرم کے پاس رات کو رہے۔ یہ ممانعت بڑی دور اندیشی پر مبنی ہے اور اس میں بڑی مصلحت اور حکمت ہے۔ یوں تو ہر وقت ہی نامحرم مرد و عورت کا تنہائی میں رہنا منع ہے (جیسا کہ حدیث ۹ میں آرہا ہے) لیکن خصوصیت کے ساتھ کسی غیر محرم کے ساتھ رات کو رہنے کی ممانعت اس لیے فرمائی کہ رات کی اندھیری اور یکسوئی میں گناہ کرنے کا موقعہ مل جانا آسان ہے۔

اس ممانعت میں ہر نامحرم آگیا جیسے، دیور، نندوئی، چچازاد بھائی، ماموں اور پھوپھی کا لڑکا یہ سب غیر محرم ہیں۔ ان کے ساتھ بے دریغ تنہائی میں چلی جاتی ہیں اور رات ہو یا دن ان سے پردہ کرنے کا اہتمام نہیں کرتی ہیں۔ شریعت کے نزدیک یہ سخت منع ہے۔ مرد و عورت دونوں کے لیے حکم برابر ہے کہ نامحرم کے ساتھ تنہائی میں رات نہ گذاریں۔ حدیث میں خصوصیت سے مرد کو اس لیے خطاب فرمایا کہ مرد طاقت ور ہوتا ہے

ک المراد ھہنا بالثیب من لا زوج لھا کما قال بعض الشراح فیعم البکر ایضا ۱۲

اگر وہ تنہائی میں کسی غیر عورت کے پاس پہونچ جائے تو عورت اس کو ہٹانے سے عاجز ہو گی لہذا خطاب کا رُخ مرد کی طرف رکھا گیا کہ غیر عورت کے پاس رات نہ گذارے۔ اگر کوئی مرد اس حکم کی خلاف ورزی کرے تو عورت پر لازم ہے کہ وہاں سے چل دے اور اُس مرد کو تنہا چھوڑ دے۔
حدیث میں لَا یَبِیْتَنَّ رَجُلٌ عِنْدَ اِمْرَءَۃٍ ثَیِّبٍ فرمایا ہے۔

فائدہ ثیب اس عورت کو کہتے ہیں جو شوہر سے جدا ہو گئی ہو۔ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ یہاں ثیب سے وہ عورت مراد ہے جس کا شوہر نہ ہو اس عموم میں بیوہ بھی آگئی اور مطلقہ بھی اور کنواری بھی۔ علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ شرح مسلم میں لکھتے ہیں کہ ثیب کا ذکر خصوصیت کے ساتھ اس لیے فرمایا گیا کہ نکاح کی خواہش رکھنے والے یا خراب خیال والے لوگ ثیب کو بغیر ٹھکانے کی عورت سمجھ کر اس کے پاس آنا جانا رکھنا چاہتے ہیں اور کنواری لڑکی کے پاس بے محابا جانے کی جرأت بھی نہیں کی جاتی اور وہ خود بھی اپنے کو محفوظ رکھنے کی بہت کوشش کرتی ہے اور گھر والے بھی اس کی حفاظت کا خاص خیال رکھتے ہیں۔ اس کے بعد لکھتے ہیں کہ یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ جب ثیب کے پاس غیر محرم کو رات گذارنے کی ممانعت ہے حالانکہ اُس کے پاس آنے جانے میں تساہل برتا جاتا ہے تو کنواری عورت کے پاس رات گذارنا بطریقہ اولیٰ منع ہوا۔

(۹) وَعَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَءَةٍ إِلَّا كَانَ ثَالِثُهُمَا الشَّيْطَانُ۔ (رواه الترمذی)

غیر محرم کے ساتھ تنہائی میں رہنے کی ممانعت

(۹) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی مرد جب کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوتا ہے تو وہاں ان دونوں کے علاوہ تیسرا شخص شیطان بھی ضرور موجود ہوتا ہے۔ (ترمذی شریف)

شیطان کا کام معلوم ہی ہے کہ وہ گناہ کراتا ہے۔ جب بھی کوئی مرد غیر عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوگا تو شیطان بھی وہاں موجود ہوگا جو دونوں کے جذبات کو اُبھارے گا اور دونوں کے دلوں میں خراب کام کرنے کے وسوسے ڈالے گا۔ اسی وجہ سے آں حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے سختی کے ساتھ غیر محرم کے پاس تنہائی میں رہنے کی ممانعت فرمائی۔

اس ممانعت پر بڑی سختی سے عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ خواہ اُستاد ہو یا پیر ہو یا ماموں، پھوپی، چچا اور خالہ کا بیٹا ہو ان کے پاس تنہائی میں رہنے سے عورت کو پرہیز کرنا لازم ہے اور مردوں کو بھی نامحرم عورتوں کے

(۱۰) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

ساتھ تنہائی میں بیٹھنے اٹھنے سے بچنے کا اہتمام کرنا ضروری ہے۔ اس سے پہلی حدیث میں کسی نامحرم کے پاس رات گذارنے کی ممانعت تھی اور اس حدیث میں مطلقاً نامحرم کے ساتھ تنہائی میں رہنے کی ممانعت ہے۔ اس ممانعت میں رات اور دن دونوں برابر ہیں۔

آج کل مغربیت زدہ طبقے میں ایک یہ مصیبت چلی ہے کہ ماسٹر زن سے لڑکیوں کو ٹیوشن پہ پڑھواتے ہیں۔ اول تو لڑکیاں ماسٹر کے سامنے بے پردہ ہو کر آتی ہیں اور طرفین لعنتِ خداوندی کے مستحق ہوتے ہیں جیسا کہ آگے ایک حدیث کے ذیل میں آرہا ہے۔ پھر دونوں کا تنہائی میں پڑھنا پڑھانا سونے پر سہاگہ ہو جاتا ہے جس سے ناگفتہ بہ حالات سامنے آجاتے ہیں۔

عورت جب باہر نکلتی ہے تو شیطان تکنے لگتا ہے

(۱۰) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورت چھپا کر رکھنے کی چیز ہے اور بلاشبہ جب وہ اپنے گھر سے باہر نکلتی ہے تو اسے شیطان تکنے لگتا ہے اور یہ بات یقینی ہے کہ عورت اس وقت سب سے زیادہ اللہ سے قریب ہوتی ہے جب کہ اپنے گھر کے اندر ہوتی ہے۔ (طبرانی فی الاوسط)

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ وَإِنَّهَا إِذَا خَرَجَتْ مِنْ بَيْتِهَا اِسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ، وَإِنَّهَا لَا تَكُونُ أَقْرَبَ إِلَى اللهِ مِنْهَا فِي قَعْرِ بَيْتِهَا

(رواہ الطبرانی فی الاوسط ورجالہ رجال الصحیح کذا فی الترغیب)

اس حدیث میں اول تو عورت کا مرتبہ بتایا ہے۔ یعنی یہ کہ عورت چھپا کر رکھنے کی چیز ہے۔ عورت کو بحیثیت عورت کے پردے کے اندر رہنا لازم ہے جو عورت پردے سے باہر پھرنے لگے وہ حدودِ نسوانیت سے باہر ہو گئی۔ اس کے بعد فرمایا کہ جب عورت گھر سے باہر نکلتی ہے تو شیطان اُس کی طرف نظریں اٹھا اٹھا کر تاکنا شروع کر دیتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب عورت باہر نکلے گی تو شیطان کی یہ کوشش ہو گی کہ لوگ اس کے خدوخال اور حسن وجمال اور لباس و پوشاک پر نظر ڈال ڈال کر نفس کو لذت دیں، آنکھیں لڑانے کی کوشش کریں اور مقصد برآری کے لیے راستے نکالیں۔ یہ تمام حرکات عورت کے باہر نکلنے سے وجود میں آئیں گی حدیث کا اندازِ بیان کچھ ایسا بتا رہا ہے کہ پردے کے اہتمام کے ساتھ بھی عورت کو باہر نکلنا ٹھیک نہیں ہے۔

حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں کا باہر نکلنا شیطان کو بہت مرغوب و محبوب ہے۔ جو لوگ عورتوں کو پردہ نشین بنانا چاہتے ہیں اور اُن کو بازاروں اور پارکوں اور میلوں میں بے پردہ پھرانے کے حامی ہیں وہ شیطان کے مشن کو پورا کر رہے ہیں اور اس کے مقصد کی تکمیل کے لیے تحریر و تقریر سے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان

(۱۱) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ اُمَّ سَلَمَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا اِسْتَاْذَنَتْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

لوگوں کو سمجھ دیوے اور ان کو کارِ شیطان کی حمایت سے ہٹا کر نبیوں کے مقصدِ بعثت پر لگا دے۔

حدیث کے اخیر میں فرمایا کہ عورت اُس وقت سب سے زیادہ اللہ کے قریب ہوتی ہے جب اپنے گھر کے اندر ہوتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ عورت کو اپنے گھر کے اندر رہنا اللہ تعالیٰ کی نزدیکی کا ذریعہ ہے جس سے موجودہ زمانے کی عورتیں خصوصًا نئی نسل کی لڑکیاں تقریبًا بالکل غافل ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ عورتوں کو گھروں میں بند کر کے رکھنا اور ان کو باہر پھرنے سے روکنا عورتوں کو آزادی اور ترقی سے محروم کرنے کے مرادف ہے۔ گذارش یہ ہے کہ اگر اسلام پر چلنا ہے اور مسلمان ہو کر رہنا ہے تو اسلام کے اصول کو ماننا ہوگا۔ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا کہ "عورت چھپا کر رکھنے کی چیز ہے اور جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان نظریں اٹھا کر تاکنے لگتا ہے" تو اب یہ بات سن کر کسی مسلمان کو یہ جرأت کرنا کہ عورتوں کو یورپ کی لیڈیوں والی آزادی دلائیں اسلامی اصول کو پسِ پشت ڈالنے کے سوا کچھ نہیں ہے۔

اسلام کا مقصد یہ ہے کہ ہر مرد و عورت اللہ کی رضا جوئی میں لگے اور اس کی نزدیکی حاصل کرے، عورت اُس وقت سب سے زیادہ اللہ کے نزدیک ہوتی ہے جب کہ اپنے گھر کے اندر ہوتی ہے۔ بے پردہ ہو کر باہر نکلنے سے اللہ سے دور اور شیطان سے قریب ہوجاتی ہے ؏

فِي الْحِجَامَةِ فَأَمَرَ أَبَا طَيْبَةَ أَنْ يَحْجُمَهَا قَالَ حَسِبْتُ أَنَّهُ كَانَ أَخَاهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ أَوْ غُلَامًا لَمْ يَحْتَلِمْ۔ (رواہ مسلم)

مریض کے علاج اور تیمار داری میں پردے کا اہتمام

(۱۱) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سینگی لگوانے کی اجازت طلب کی۔ لہذا آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابوطیبہؓ کو حکم دیا کہ ام سلمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو سینگی لگادیں۔ یہ واقعہ بیان کرکے فرمایا کہ ابوطیبہ سے جو سینگی لگوائی تو میرے خیال میں اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ حضرت ام سلمہؓ کے دودھ شریک بھائی تھے یا نابالغ لڑکے تھے۔ (مسلم شریف)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کے علاج کے سلسلے میں بھی پردہ کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ دیکھو اگر معالج کے سامنے بے پردہ ہوکر آجانے میں کچھ حرج نہ ہوتا تو حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ کیوں کہنا پڑتا کہ ابوطیبہ حضرت ام سلمہؓ کے دودھ شریک بھائی یا نابالغ لڑکے تھے۔ ہمارے زمانے کے لوگوں کا عجیب حال ہے کہ جن خاندانوں اور گھروں میں پردے کا اہتمام ہے علاج کے سلسلے میں ان کے یہاں بھی پردے کا خیال چھوڑ دیا جاتا ہے۔ مندرجہ بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کے

علاج کے لیے محرم کو تلاش کرنا چاہیے۔
اگر کوئی معالج محرم نہ ملے تو غیر محرم سے بھی علاج کرا سکتے ہیں لیکن اس میں شریعت کے ایک اہم اصول الضرورۃ تتقدر بقدر الضرورۃ کا خیال رکھنا لازم ہے۔
جس کا مطلب یہ ہے کہ مجبوراً جتنے بدن کا دیکھنا ضروری ہو معالج بس اسی قدر دیکھ سکتا ہے۔ مثلاً علاج کے لیے نبض دیکھنے اور حال کہنے سے کام چل سکتا ہے تو اس سے زیادہ دیکھنے یا ہاتھ لگانے کی اجازت نہ ہوگی اسی طرح اگر بازو میں یا پاؤں میں زخم ہے تو جتنی جگہ بدرجۂ مجبوری دیکھنے کی ضرورت ہو بس اسی قدر معالج دیکھ سکتا ہے۔ اگر علاج کی مجبوری کے لیے آنکھ، ناک، دانت دیکھنا ہے تو اس صورت میں بھی پورا چہرہ کھولنا جائز نہیں جس قدر دیکھنے سے کام چل سکتا ہو بس اسی قدر دکھا سکتے ہیں بلکہ ایسے معالج کے متعلق بھی یہی تفصیل ہے جو عورت کا محرم ہو۔ اور وجہ اس کی یہ ہے کہ محرم کے لیے بھی اپنی محرم عورت کا پورا بدن دیکھنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ عورت کو اپنے محرم کے سامنے پیٹ اور پیٹھ اور ران کھولنا منع ہے۔ پس اگر پیٹ میں یا پیٹھ میں زخم ہو تو حکیم، ڈاکٹر خواہ محرم ہو یا نامحرم صرف زخم کی جگہ دیکھ سکتا ہے اس سے زیادہ دکھانا گناہ ہے۔ جس کی صورت یہ ہے کہ پرانا کپڑا پہن کر زخم کی جگہ کو کاٹ دیا جائے تاکہ ستر کے بقیہ حصے پر اس کی نظر نہ پڑے۔ اور چونکہ عورت کو ناف سے لے کر گھٹنے تک کسی عورت کے سامنے بھی کھولنا ناجائز ہے اس لیے

اگر لیڈی ڈاکٹر کو مثلاً ران یا سُرین کا پھوڑا وغیرہ دکھانا ہو تو اس صورت میں بھی کپڑا کاٹ کر صرف پھوڑے کی جگہ دکھائی جاوے۔ اس کے ساتھ یہ بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ ضرورت کے لیے حکیم ڈاکٹر کو جو جگہ دکھائی جائے تو حاضرین میں جو عزیز و قریب موجود ہوں اُن کو اس جگہ کے دیکھنے کی اجازت نہیں ہے۔ ہاں اگر حاضرین میں سے کوئی شخص ایسا ہے جسے شرعاً اُس جگہ کا دیکھنا جائز ہے تو وہ اس پابندی سے خارج ہے۔ مثلاً اگر پنڈلی میں زخم ہے اور وہ ڈاکٹر یا جراح کو دکھانا ہے اور عورت کا باپ یا حقیقی بھائی بھی وہاں موجود ہے اس نے اگر دیکھ لیا تو گناہ نہ ہوگا کیونکہ پنڈلی کا کھولنا محرم کے سامنے درست ہے۔

فائدہ تفصیل جو ابھی ذکر کی گئی ہے مرد کے علاج کے سلسلے میں بھی ہے کیونکہ ناف سے لے کر گھٹنے تک مرد کا مرد سے بھی پردہ ہے۔ اگر ران یا سُرین کا زخم کسی ڈاکٹر کو دکھانا ہے یا کولھے میں انجکشن دلانا ہے تو صرف ڈاکٹر بقدرِ ضرورت دیکھ سکتا ہے دوسرے لوگوں کو دیکھنا حرام ہے۔

مسئلہ زمانہ حمل وغیرہ میں اگر دائی سے پیٹ ملوانا ہو تو ناف سے نیچے کا بدن کھولنا درست نہیں ہے دوپٹہ وغیرہ ڈال لینا چاہیے۔ بلا ضرورت دائی کو بھی دکھانا جائز نہیں۔ یہ دستور ہے کہ پیٹ ملتے وقت دائی بھی دیکھتی ہے اور دوسری گھر کی عورتیں ماں بہنیں وغیرہ بھی دیکھتی ہیں یہ جائز نہیں ہے۔ **مسئلہ** اگر لڑکا بڑا ہو تو ختنہ کراتے وقت

صرف ختنہ کرنے والے کو بقدرِ ضرورت دیکھنا جائز ہے دوسرے لوگوں کو دیکھنے کی اجازت نہیں۔ **مسئلہ** بچہ پیدا ہونے کے وقت دائی اور نرس کو صرف بقدرِ ضرورت پیدائش کی جگہ دیکھنا جائز ہے اس سے زیادہ منع ہے اور آس پاس جو عورتیں موجود ہوں اگرچہ ماں بہنیں ہی ہوں ان کو بھی دیکھنا منع ہے اس وجہ سے کہ ان کا دیکھنا بلا ضرورت ہے لہٰذا ان کو نظر ڈالنے کی اجازت نہیں۔ اور یہ جو دستور ہے کہ عورت کو ننگا کر کے ڈال دیتے ہیں اور سب عورتیں دیکھتی رہتی ہیں یہ بالکل حرام ہے۔ **مسئلہ** اگر غیر مسلم دائی یا نرس بچہ پیدا کرانے کے لیے بلائی جائے تو اس کے سامنے سر کھولنا حرام ہوگا۔ کیونکہ کافر عورت کے سامنے مسلمان عورت صرف منہ اور پہنچوں تک دونوں ہاتھ اور ٹخنوں سے نیچے دونوں پیر کھول سکتی ہے ان کے علاوہ ایک بال کا کھولنا بھی درست نہیں۔ غیر مسلم عورتیں مثلاً بھنگن، دھوبن، مالن، نرس، لیڈی ڈاکٹر جو بھی ہوں ان سب کے متعلق یہی حکم ہے۔

مسئلہ۔ علاج کے سلسلے میں ایک یہ بے احتیاطی کی جاتی ہے کہ مریض کا ستر چھپانے کا اہتمام نہیں کیا جاتا اگر زانو کھل گیا تو کچھ پروا نہیں کی جاتی اور ران کھل گئی تو کچھ خیال نہیں کیا جاتا۔ حاضرین اور عیادت کرنے والے بے تکلف دیکھتے رہتے ہیں بلکہ اس کو ہمدردی سمجھتے ہیں۔ یہ شرعاً حرام ہے۔[۱]

---

[۱] بعض جدید تعلیم یافتہ لوگوں میں یہ رواج ہے کہ بجائے دائیوں کے مرد ڈاکٹروں سے بچے جنواتے ہیں جب کہ ہم جنس کو اپنی جنس کے ستر کی طرف بھی (باقی برص ۷۱)

(۱۲) وَعَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلاً قَالَ بَلَغَنِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَیْہِ

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

تنبیہ :۔ بعض عورتیں منیہار سے چوڑیاں پہنتی ہیں جس کی وجہ سے اُس کے ہاتھ میں ہاتھ دینا پڑتا ہے یہ بڑی بے ہودہ بات ہے۔ چونکہ ایسا کرنے کی کوئی مجبوری نہیں ہے اس لیے اس کی اجازت نہیں۔

نامحرم مرد و عورت کا دیکھنا اور دکھانا موجبِ لعنت ہے

(۱۲) حضرت حسن بصری (رحمہ اللہ تعالیٰ) کا بیان ہے کہ مجھے یہ حدیث پہونچی ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی لعنت ہو

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گذشتہ) بلاضرورت نظر ڈالنا جائز نہیں تو غیر جنس کو کیسے جائز ہو سکتا ہے۔ اور غیر جنس میں بھی جتنا بُعد ہوتا جائے گا اُتنا ہی ممانعت اور حرمت میں تشدد بڑھتا جائے گا۔ مسلمان عورت کی ہم جنسِ قریب مسلمان عورت ہے۔ اول بوقتِ ضرورت اس کو اختیار کیا جائے اس کے بعد کافر عورت ہے جو اجنبی مرد کے حکم میں ہے اس کے بعد ڈاکٹر کی اگر ضرورت ہی آپڑے تو مسلمان ڈاکٹر کو اختیار کیا جائے۔ اس کے بعد کافر کی طرف رجوع کیا جائے نہ یہ کہ اول ہی قدم میں کافر مرد کی طرف پہونچ جائیں یہ سخت بے حیائی اور گناہ اور تقلیدِ بے جا ہے اور ضرورت اس کی قابلِ تسلیم نہیں ہے کیونکہ جب تک یہ رواج شروع نہ ہوا تھا (بقیہ بر ص۷۳)

دیکھنے والے پر اور جس کی طرف دیکھا جائے اس پر بھی۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

یہ حدیث بہت سے جزئیات پر حاوی ہے جس میں بطور قاعدۂ کلیہ کے ہر نظرِ حرام کو مستحق لعنت بتایا ہے اور نہ صرف دیکھنے والے پر لعنت بھیجی بلکہ اپنی خوشی اور اختیار سے جو کوئی مرد یا عورت کسی ایسی جگہ کھڑا ہو جہاں سے اُسے کوئی غیر محرم دیکھ سکے یا کوئی بھی مرد و عورت کسی مرد و عورت کے سامنے وہ حصہ کھول دیوے یا کھلا رہنے دے جس کا دیکھنا اس کے لیے حلال نہ ہو جس کے سامنے کھولا ہے تو یہ دکھانے والا بھی مستحق لعنت ہے مزید تشریح یہ ہے کہ کوئی عورت بغیر پردے کے بازار میں یا میلے میں یا پارک میں چلی گئی جس کی وجہ سے غیر مردوں نے اُسے دیکھ لیا تو وہ مرد اور یہ عورت لعنت کے مستحق ہوئے۔ اسی طرح کوئی عورت دروازے سے یا کھڑکی سے یا برآمدے سے باہر تاکتی جھانکتی ہے تو یہ عورت بدنظری کی وجہ سے بھی مستحق لعنت ہے اور غیر مردوں کو دیکھنے کا موقعہ دینے کی وجہ سے بھی مستحق لعنت ہے۔ اسی طرح سے شادی کے موقعہ پر سلامی کے لیے جب دولھا اندر گھر میں گیا اور نامحرم عورتوں کو دیکھنے کا موقعہ دیا تو یہ دولھا عورتوں کے درمیان بیٹھنے کی وجہ سے اور عورتیں اس کو دیکھنے کی وجہ سے سب لعنت کی مستحق ہوئیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گذشتہ) تب بھی برابر بچے ہوتے تھے اور اب بھی جن خاندانوں میں حمیت اور غیرت ہے ان میں برابر بچے ہوتے ہیں اور دائیاں پردے کے ساتھ سب کام کرتی ہیں ۱۲ (از ضمیمہ بہشتی زیور حصہ نہم)

(۱۳) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ اَوْمَتْ اِمْرَأَةٌ مِنْ وَّرَاءِ سِتْرٍ بِيَدِهَا كِتَابٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى

کسی عورت نے کسی عورت کو اگر ناف سے لے کر گھٹنوں کے ختم تک کا حصہ پورا یا کچھ دکھلا دیا تو دیکھنے والی اور دکھانے والی دونوں لعنت کی مستحق ہوئیں۔ اسی طرح اگر کسی مرد نے کسی مرد کے سامنے ناف کے نیچے سے لیکر گھٹنوں کے ختم تک کا حصہ کھول دیا تو دکھانے والا اور دیکھنے والا دونوں لعنت کے مستحق ہوئے۔

کسی عورت نے اپنے محرم (یعنی باپ بھائی وغیرہ) کے سامنے اپنا پیٹ یا پیٹھ یا ران یا گھٹنا کھول دیا تو دیکھنے والا اور دکھانے والی دونوں نے لعنت کا کام کر لیا۔ بہت سے مغربیت زدہ گھرانوں میں یہ آفت ہے کہ انگریز عورتوں کی دیکھا دیکھی صرف ایک فراک پہنے ہوئے گھروں میں رہتی ہیں اور پائجامہ یا ساڑھی کی جگہ ذرا سی لنگوٹی یا جانگیا پہنے رہتی ہیں جس کی وجہ سے رانیں اور گھٹنے گھر کے مردوں کے سامنے بلکہ بڑے بڑے نوکروں کے سامنے (جن کو گھروں میں رکھنا حرام ہے) کھلے رہتے ہیں۔ اس طرح سے گھر کے سب مرد و عورت مستحق لعنت ہوتے ہیں۔

پیر سے بھی پردہ کرنا لازم ہے

(۱۳) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ ایک عورت نے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ فَقَالَ مَا اَدْرِيْ اَيَدُ رَجُلٍ اَمْ يَدُ امْرَأَةٍ قَالَتْ بَلْ يَدُ امْرَأَةٍ قَالَ لَوْ كُنْتِ امْرَأَةً لَغَيَّرْتِ اَظْفَارَكِ يَعْنِيْ بِالْحِنَاءِ۔

(رواہ ابوداود والنسائی)

پردے کے پیچھے سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دستِ مبارک میں ایک پرچہ دینا چاہا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا مبارک ہاتھ کھینچ لیا (اور پرچہ ہاتھ میں نہ لیا اور چونکہ پرچہ والے ہاتھ کی انگلیوں پر نظر پڑ گئی تھی اس لیے) فرمایا کہ میں نہیں جانتا یہ مرد کا ہاتھ ہے یا عورت کا؟ اُس عورت نے عرض کیا کہ یہ عورت کا ہاتھ ہے۔ آپؐ نے فرمایا اگر تُو عورت ہوتی تو اپنے ناخنوں (کی سفیدی) کو مہندی سے بدل دیتی (ابوداود نسائی)

اس حدیثِ پاک سے دو اہم باتیں معلوم ہوئیں۔ اوّل یہ کہ صحابی عورتیں حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے سامنے نہیں آتی تھیں. ایک صحابی عورت نے آپؐ کے دستِ مبارک میں پرچہ دینا چاہا تو پردے کے پیچھے سے پرچہ دینے کا ارادہ کیا اور اس صورت میں بھی تھوڑا سا ہاتھ ظاہر کیا جس سے یہ بھی پتہ نہ چل سکا کہ مرد کا ہاتھ ہے یا عورت کا (کیونکہ اگر ہاتھ کا زیادہ حصہ پردے کے اُس طرف چلا جاتا تو چوڑی وغیرہ سے یا زنانہ کپڑے کی آستین سے آپؐ کو پتہ چل جاتا کہ یہ کس کا ہاتھ ہے)۔

اس سے اُن عورتوں کو عبرت حاصل کرنا لازم ہے جو دنیا دار مرشدوں کے سامنے بلا تکلف آتی جاتی ہیں اور اُن پیروں کے دلالوں کے سمجھانے سے یہ سمجھتی ہیں کہ یہ تو پیر میاں ہیں، اللہ والے ہیں، بزرگ ہیں، دینی باپ ہیں ان کے سامنے آنے میں کیا حرج ہے؟ ایسے جاہلوں کے لیے یہ حدیث کافی ہے۔ دیکھیے حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کے دینی باپ ہیں۔ آپؐ سے زیادہ نہ کوئی نیک ہے اور نہ کوئی ہو سکتا ہے۔ کوئی نبی اور ولی اور فرشتہ آپؐ سے بڑھ کر بزرگ نہیں ہو سکتا۔ اس کے باوجود بھی صحابی خاتون نے پردے کے پیچھے سے آپؐ کے دستِ مبارک میں پرچہ دینے کی جرأت کی۔

جو عورتیں نام نہاد پیروں مرشدوں کے سامنے آتی ہیں سخت گنہگار ہیں اور اس قسم کے پیر و مرشد فاسق ہیں ان سے مرید ہونا جائز نہیں ہے جو لوگ ایسے بدعمل پیر سے مرید ہو گئے ہوں ان پر لازم ہے کہ اس کی بیعت توڑ دیں جو حضرات حقیقۃً مرشد و رہ نما ہیں شریعت پر چلنا اور چلانا ان کی زندگی کا مقصد ہوتا ہے۔ حدیث شریف کی کتابوں میں ڈھونڈ ڈھونڈ کر اور علمائے حق سے پوچھ پوچھ کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طریقۂ زندگی کو معلوم کرتے ہیں اور سو جان سے ان طریقوں پر نثار ہوتے ہیں۔ جو پیر قرآن و حدیث کی ہدایات پر عمل نہ کرتا ہو وہ خود صراطِ مستقیم سے ہٹا ہوا ہے وہ اس قابل نہیں ہے کہ اس کی بیعت کی جائے۔

(۱۴) وَعَنْ اُمَيْمَةَ بِنْتِ رُقَيْقَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نِسْوَةٍ بَايَعْنَهُ عَلَى الْاِسْلَامِ فَقُلْنَ لَهُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) نُبَايِعُكَ عَلٰى اَنْ لَّا نُشْرِكَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّ لَا نَسْرِقَ وَلَا نَزْنِيَ وَلَا نَقْتُلَ اَوْلَادَنَا وَلَا نَاْتِيَ بِبُهْتَانٍ

دوسری[۲] چیز جو حدیثِ بالا سے معلوم ہوئی وہ یہ ہے کہ عورت کو اپنے ہاتھوں اور ناخنوں میں مہندی لگائے رکھنا چاہیے تاکہ اس کا ہاتھ مردانہ ہاتھ نہ رہے۔ شریعت یہ چاہتی ہے کہ مرد مردوں کی طرح اور عورتیں عورتوں کی طرح رہیں۔ عورتوں کا لباس اور شکل و صورت زنانہ ہونا لازم ہے اور مردوں کو زنانہ پن اختیار کرنے سے گریز کرنا ضروری ہے۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ اللہ کی لعنت ہو اُن مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت اختیار کریں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کریں (مشکوٰۃ شریف) مزید تشریح حدیث نمبر ۱۲ کے ذیل میں آئے گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(۱۴) حضرت امیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ میں اور چند دیگر عورتیں آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں بیعتِ اسلام کے لیے حاضر ہوئیں۔ عورتوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم آپ سے

نَفْتَرِيْهِ بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَاَرْجُلِنَا وَلَا نَعْصِيْكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا اسْتَطَعْتُنَّ
وَاَطَقْتُنَّ قَالَتْ فَقُلْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَرْحَمُ بِنَا مِنْ اَنْفُسِنَا
هَلُمَّ نُبَايِعْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَا اُصَافِحُ
النِّسَاءَ اِنَّمَا قَوْلِيْ لِمِائَةِ امْرَأَةٍ كَقَوْلِيْ لِامْرَأَةٍ وَّاحِدَةٍ اَوْ
مِثْلَ قَوْلِيْ لِامْرَأَةٍ وَّاحِدَةٍ ۔ (رواہ مالک فی المؤطا)

ان شرطوں پر بیعت ہوتی ہیں کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں گی اور چوری نہ کریں گی اور زنا نہ کریں گی اور اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گی اور کوئی بہتان کی اولاد نہ لادیں گی جسے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان (ڈال کر) اپنے شوہر کی اولاد بتائیں اور نیک کام میں آپ کی نافرمانی نہ کریں گی۔ یہ سن کر آں حضرت صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اور کہہ لو کہ ہم سے جہاں تک ہو سکے گا (تاکہ نفس کو دعوے کا غرور نہ ہو جائے) یہ سن کر ان عورتوں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ہم سے زیادہ ہم پر مہربان ہیں۔ اس کے بعد اُن عورتوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! (زبانی اقرار تو ہم نے کر ہی لیا ہے لائیے ہاتھ میں ہاتھ دے کر بھی) آپ سے بیعت کرلیں۔ یہ سن کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کیا کرتا (جو میں نے زبان سے کہہ دیا

(۱۵) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ فَمَنْ اَقَرَّ بِهٰذَا الشَّرْطِ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ قَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ بَايَعْتُكِ كَلَامًا وَلَا وَاللّٰهِ مَامَسَّتْ يَدُهٗ يَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ فِي الْمُبَايَعَةِ مَايُبَايِعُهُنَّ اِلَّا بِقَوْلِهٖ قَدْ بَايَعْتُكِ (اخرجہ البخاری فی تفسیر سورۃ الممتحنۃ)

سب کے لیے لازم ہوگیا اور الگ الگ بیعت کرنے کی ضرورت بھی نہیں ہے کیونکہ) سَو عورتوں سے (بھی) میرا وہی کہنا ہے جو ایک عورت سے کہنا ہے۔ (مؤطا مالکؒ)

(۱۵) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مومن عورتوں میں سے جس نے ان شرطوں کا اقرار کرلیا (جن کا گذشتہ حدیث میں اور سورۂ ممتحنہ میں ذکر ہے) تو اُس کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زبانی فرمادیا کہ میں نے تجھے بیعت کرلیا (کیونکہ ہاتھ میں ہاتھ لے کر آپؐ عورتوں کو بیعت نہ فرماتے تھے) خدا کی قسم آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ نے بیعت کرتے وقت کسی بھی عورت کا ہاتھ نہیں چھوا۔ آپؐ عورتوں کو صرف زبانی بیعت فرماتے تھے۔ آپؐ کا ارشاد ہوتا تھا قَدْ بَايَعْتُكِ (میں نے تجھے بیعت کرلیا) (بخاری شریف، تفسیر سورۂ ممتحنہ)

ان دونوں حدیثوں سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ ہادیٔ عالَم حضرت

محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے کبھی کسی عورت کا ہاتھ بیعت کرنے کے سلسلے میں نہیں چھوا۔ جب کسی عورت نے بیعت کے لیے عرض کیا آپؐ نے ارشاد فرمادیا کہ جاؤ میں نے تم کو بیعت کرلیا۔ جب چند عورتوں نے اکٹھے ہوکر بیعت کی درخواست کی تو آں حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے صاف فرمادیا کہ اِنِّیْ لَا اُصَافِحُ النِّسَاءَ یعنی میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔ اس کے بعد فرمایا کہ سَو عورتوں سے میرا وہی کہنا ہے جو ایک عورت سے کہنا ہے مطلب یہ ہے کہ ہاتھ میں ہاتھ دے کر بیعت کرنے ہی سے بیعت نہیں ہوتی بلکہ زبانی کہہ دینا بھی کافی ہے۔ پس جب کہ زبانی بیعت سے کام چل سکتا ہے تو غیر محرم عورتوں کا ہاتھ کیوں ہاتھ میں لیا جائے؟

اب ذرا ہم اپنے زمانے کے نام نہاد پیروں اور جاہل مرشدوں کی بدحالی کا بھی جائزہ لیں۔ ان نالائقوں کی نفس پرستی کا یہ عالم ہے کہ بیعت کرتے وقت عورتوں کا ہاتھ بھی اپنے ہاتھ میں لیتے ہیں، اور مریدنیوں سے اپنی ٹانگیں بھی دبوا لیتے ہیں نیز مریدنیوں کے جھرمٹ میں بیٹھ کر اُن کے حسن و جمال کا نظارہ بھی کرتے رہتے ہیں جس کی وجہ سے عموماً ایسے واقعات بھی پیش آجاتے ہیں جن کا پیش آنا بے پردگی اور بے شرمی کے بعد ضروری ہوجاتا ہے۔ بھلا ایسے فاسق لوگ اس لائق ہوسکتے ہیں کہ کوئی مسلمان ان سے مرید ہو؟ ہرگز نہیں ہرگز نہیں! حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیعت فرمانے کے لیے کسی عورت کا

ہاتھ چھوا تک نہیں اور یہ دنیا دار مکار نامحرم عورتوں سے اپنی ٹانگیں تک دبوائیں۔ اور تعویذ گنڈے کے بہانے ان کو تنہائیوں اور خلوتوں میں بھی بلاتے ہیں۔ ایسے بدباطن لوگوں سے اللہ پاک امتِ مسلمہ کو بچائے۔

جو مرشد اہلِ حق ہیں، اللہ سے ڈرتے ہیں اور آخرت کی گرفت کا یقین رکھتے ہیں کسی مریدنی کو اپنے سامنے نہیں بلاتے پسِ پردہ تعلیم و تلقین کرتے ہیں کبھی کسی مریدنی سے مصافحہ نہیں کرتے۔ نہ اس کے جسم کو ہاتھ لگاتے ہیں نہ اپنے جسم کا کوئی حصہ مریدنیوں کو چھونے دیتے ہیں۔ ہمارے سلسلے کے مشہور بزرگ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ جب عورتوں کو بیعت کرتے تھے تو باوجودیکہ درمیان میں پردہ ہوتا تھا پھر بھی عورتوں کی طرف پشت کرکے بیٹھتے اور تعلیم و تلقین کرتے تھے۔ ایک مرتبہ اسی طرح سے کسی علاقے میں جب عورتوں کو بیعت کیا تو ایک عورت نے عرض کیا کہ حضرت پردہ ڈال لیا تو دوسری طرف کو منہ کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تم لوگوں کو کیا خبر کہ میرا منہ کدھر ہے؟ معلوم ہوتا ہے کہ پردہ ہونے پر بھی کسی طرح دیکھ لیتی ہو۔ اسی لیے میں پردے کی طرف پشت کر لیتا ہوں۔ یہ ہیں اہلِ حق جن کو پردے کا اس قدر اہتمام ہوتا ہے۔

تَغَمَّدَہُمُ اللّٰہُ بِغُفْرَانِہٖ وَرَحْمَتِہٖ وَاجْعَلْنَا مِنْ حِزْبِہِمْ

(۱۶) وَعَنْ اُمِّ سَلِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَيْمُوْنَةَ اِذْ اَقْبَلَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِحْتَجِبَا مِنْهُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَيْسَ هُوَ اَعْمٰى لَا يُبْصِرُنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفَعَمْيَاوَانِ اَنْتُمَا اَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهِ ۞

(رواہ احمد والترمذی وابو داؤد)

نابینا سے بھی پردہ

(۱۶) ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کا بیان ہے کہ میں اور میمونہ (رضی اللہ تعالٰی عنہا) دونوں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پاس تھیں کہ اچانک عبداللہ بن ام مکتوم (نابینا، رضی اللہ تعالٰی عنہ) سامنے سے آگئے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پاس آنے لگے (چونکہ عبداللہ نابینا تھے اس لیے ہم دونوں نے ان سے پردہ کرنے کا ارادہ نہیں کیا اور اسی طرح اپنی جگہ بیٹھی رہیں) رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان سے پردہ کرو۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! کیا وہ نابینا نہیں ہیں؟ ہم کو تو وہ نہیں دیکھ رہے ہیں۔ اس کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا کیا تم دونوں (بھی) نابینا ہو؟ کیا تم ان کو نہیں دیکھ رہی ہو؟
(احمد، ترمذی، ابوداؤد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو بھی جہاں تک ممکن ہو سکے مَردوں پر نظر ڈالنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نابینا تھے، پاکباز صحابی تھے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دونوں بیویاں نہایت پاک دامن تھیں۔ اس کے باوجود بھی آپؐ نے دونوں بیویوں کو حکم فرمایا کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پردہ کریں یعنی ان پر نظر نہ ڈالیں۔ پس جہاں بدنظری کا ذرا بھی احتمال نہ تھا وہاں اس قدر سختی فرمائی گئی تو آج کل کی عورتوں کے لیے اس امر کی کیوں کر اجازت ہو سکتی ہے کہ مردوں کو جھانکا تاکا کریں۔ یوں اگر کوئی عورت ضرورۃً سفر میں نکلی اور راستہ چلتے ہوئے بلا اختیار راہ گیروں پر نظر پڑ گئی تو وہ دوسری بات ہے لیکن قصداً و ارادۃً مردوں پر نظر ڈالتے رہنا حدیث بالا میں بیان فرمودہ سختی کے دائرے میں آتا ہے۔ سورۂ نور کے چوتھے رکوع میں جہاں مَردوں کو نظریں پست کرنے کا حکم فرمایا ہے وہاں عورتوں کو بھی اس چیز کا پابند بنایا ہے جس کی تفصیل گذر چکی ہے۔

اسی سے بیاد شادی کی اس قبیح رسم کی ممانعت بھی معلوم ہوئی کہ جب دولہا دلھن کو لے کر رخصت ہونے لگتا ہے تو اس کو سلامی کے لیے گھر میں اندر بلایا جاتا ہے اور جو عورتیں کنبے کی یا پاس پڑوس کی یا مہمانی میں دور دراز سے آئی والی موجود ہوتی ہیں سب دولہا کو دیکھتی رہتی ہیں

(۱۷) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالیٰ عَنْهُمَا قَالَ لَعَنَ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ تَعَالیٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُخَنَّثِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَ الْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَقَالَ اَخْرِجُوْهُمْ مِنْ بُيُوْتِكُمْ (رواہ البخاری)

اور سالیاں اُس سے مذاق کرتی ہیں کوئی اس کا جُوتا چُھپاتی ہے اور کوئی اس کے منہ پر چُونا لگاتی ہے اس طرح عورتوں کے بھرے مجمع میں ایک غیر محرم مرد کا آجانا جو جوانی سے بھرپور ہے اور بہترین لباس و پوشاک پہنے ہوئے ہے کس طرح درست ہو سکتا ہے۔ خصوصًا جب کہ عورتوں کا مقصد بھی دولھا کو دیکھنا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سلامی کی مجلس برخاست ہونے کے بعد عورتیں بڑی بے باکی سے دولھا کی شکل و صورت پر تبصرہ کرتی رہتی ہیں۔

ہیجڑوں سے بھی پردہ

(۱۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہیجڑے بننے والے مردوں پر اور مردوں کی طرح (وضع قطع بنا کر یا لباس پہن کر) مردانہ مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت بھیجی ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ ان کو اپنے گھروں سے نکال دو (بخاری شریف)

اس حدیثِ پاک میں اُن مردوں اور عورتوں پر لعنت بھیجنے کا ذکر ہے جو فطرتِ خداوندی کو چھوڑ کر دوسری جنس کی وضع قطع شکل وصورت لباس و پوشاک اختیار کریں۔ البتہ جو پیدائشی ہیجڑہ ہو چونکہ وہ اپنے اختیار سے نہیں بنا ہے اس لیے اسے ملعون نہ کہا جائے گا۔ لیکن جو مرد قصدًا ترکیب اور تدبیر کر کے عورت پن اختیار کرتے ہیں یعنی اپنے اعضاء مردمی کو ختم کر دیتے ہیں اور عورتوں کی طرح بال بڑھا کر چوٹی بناتے ہیں یا دیگر لوازمِ نسوانیت اختیار کرتے ہیں حدیثِ بالا کی رُو سے بلاشبہ وہ ملعون ہیں۔ ایسے لوگوں کو اپنے گھروں میں آنے کی اجازت دینا سخت گناہ ہے۔ حدیث شریف کے اخیر میں فرمایا اخرجوھم من بیوتکم (کہ ان کو اپنے گھروں میں سے نکال دو) اگر ھُم کی ضمیر کا مرجع تغلیبًا ہیجڑہ بننے والے مردوں اور مرد بننے والی عورتوں دونوں گروہوں کو قرار دیا جائے تو عربی کے قواعد کی رو سے یہ بھی درست ہے جس کا مطلب یہ ہوگا کہ جس طرح ہیجڑہ بننے والے مردوں کو اپنے گھروں میں آنے کی اجازت دینا منع ہے اسی طرح مرد بننے والی عورتوں کو گھروں میں آنے سے روکنا ضروری ہے۔ کیونکہ اس طرح کی عورتیں سیدھی سادی عورتوں کے لیے خطرہ بن جاتی ہیں اور اندیشہ ہے کہ ان کی چال ڈھال اور لباس و پوشاک دیکھ کر گھروں میں رہنے والی شریف اور حیادار عورتیں متاثر نہ ہو جائیں۔

مسئلہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص خِلقتًہ مرد ہو اگر کسی

(۱۸) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ اَدْخُلُ بَيْتِيَ الَّذِيْ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وجہ سے اس کی قوتِ مردانہ ختم ہوجائے تب بھی ان کے سامنے عورتوں کا آنا ممنوع ہے۔ لہٰذا ہیجڑہ اور خصی مرد اور جس کا عضو تناسل کٹ گیا ہو اور بوڑھا مرد ان سب سے گھرا پردہ لازم ہے (کما ذکر فی المرقاۃ تحت حدیث ام سلمۃ رضی فی ذکر ابنۃ غیلان ھذا یدل علی منع المخنث والخصی والمجبوب من الدخول علی النساء[۱] حاشیہ مشکوٰۃ ص ۲۷۰)

تنبیہ:۔ بہت سے شہروں میں رواج ہے کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے یا ختنہ اور عقیقہ وغیرہ کی تقریب ہوتی ہے تو ہیجڑوں کا ناچ گانا کراتے ہیں۔ یہ سخت گناہ ہے۔

صاحبِ قبر سے پردہ

(۱۸) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ میں اپنے اس

---

[۱] وفی الدر المختار (کتاب الحظر والاباحۃ) والخصی المجبوب المخنث فی النظر الی الاجنبیۃ کالفحل وقیل لا باس بمجبوب جف ماءہ لکن فی الکبریٰ ان من جوزہ فمن قلۃ التجربۃ والدیانۃ انتہی ۱۲

وَإِنِّي وَاضِعٌ ثَوْبِي وَأَقُوْلُ إِنَّمَا هُوَ زَوْجِي وَأَبِي فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ مَعَهُمْ فَوَاللّٰهِ مَا دَخَلْتُهُ إِلَّا وَأَنَا مَشْدُوْدَةٌ عَلَيَّ ثِيَابِي حَيَاءً مِنْ عُمَرَ. (رواہ احمد)

گھر میں جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم دفن ہیں پردے کے کپڑے رکھ کر داخل ہوجاتی اور کہتی تھی کہ (اس طرح پردے کا اہتمام کیے بغیر جانے میں کچھ حرج نہیں ہے کیونکہ گھر میں) میرے شوہر (رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم) اور میرے باپ (حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ) ہی تو ہیں۔ ان دونوں سے پردہ کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ پھر جب ان کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ دفن کر دیے گئے تو خدا کی قسم عمرؓ سے شرمانے کے باعث میں اچھی طرح کپڑے لپیٹ کر اس گھر میں داخل ہوتی تھی۔ (احمد)

دیکھا حضرت ام المؤمنین رضی اللہ تعالی عنہا کا طرزِ عمل؟ جو لوگ دنیاوی زندگی گذار رہے ہیں ان سے تو آپ پردہ کرتی ہی تھیں لیکن جو شخص برزخی زندگی گذار رہا ہے اُس سے بھی پردے کا اہتمام فرماتی تھیں افسوس کہ اس زمانے کی بہت سی مسلمان بہنوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی بیویوں اور بیٹیوں کی تقلید چھوڑ کر یورپ کی بے شرم لیڈیوں کی تقلید کو اپنا لیا ہے اور بے پردہ ہوکر بے حیائی کے ساتھ بازاروں میں پھرنے اور پارکوں میں گھومنے کو فخر سمجھتی ہیں۔

(۱۹) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ وَلَا تُسَافِرَنَّ امْرَأَةٌ إِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُكْتُتِبْتُ فِيْ غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا وَخَرَجَتِ امْرَأَتِيْ حَاجَّةً قَالَ اذْهَبْ فَاحْجُجْ مَعَ امْرَأَتِكَ ۔ (رواہ البخاری مسلم)

مسلمانو! غور تو کرو کہ ہم کہاں سے کہاں پہونچ گئے۔ ہماری ابتدا یہ ہے کہ قبر والے سے بھی پردہ کیا جاتا تھا اور آج زندوں سے بھی پردہ کرنا چھوڑ دیا۔

بغیر محرم کے سفر کرنے کی ممانعت

(۱۹) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہرگز کوئی مرد کسی نامحرم عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ رہے۔ اور ہرگز کوئی عورت سفر نہ کرے جب تک اس کے ساتھ کوئی محرم نہ ہو۔ یہ سن کر ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! فلاں فلاں غزوہ میں میرا نام لکھ لیا گیا ہے۔ اور میری بیوی حج کرنے کو نکل چکی ہے (لہذا میں کیا کروں؟) اس کے جواب میں آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جاؤ اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔ (بخاری ومسلم)

اس حدیث پاک میں دو چیزوں کی ممانعت مذکور ہے۔ اول یہ کہ کوئی مرد کسی بھی نامحرم عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ رہے اور وجہ اسکی وہی ہے جو حدیث نمبر ۹ میں بیان ہوئی کہ جب بھی کوئی مرد غیر عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوگا تو شیطان دونوں کے دلوں میں خراب کام کرنیکا وسوسہ ڈالے گا۔

دوسری بات جس کا حدیث شریف میں ذکر ہے یہ ہے کہ کوئی عورت بغیر محرم کے ہرگز سفر نہ کرے۔ اس حدیث میں بغیر محرم کے مطلق سفر سے منع فرمایا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ دو چار میل کے لیے بھی عورت کو بغیر محرم کے جانے کی ممانعت ہے۔ احتیاط کا تقاضا تو یہی ہے کہ عورت قریب کا یا دور کا جو بھی سفر کرے بغیر محرم کے نہ جائے۔ لیکن چونکہ اس میں تنگی اور دقت کا اندیشہ ہے اس لیے دوسری حدیثوں میں بجائے مطلق سفر کی ممانعت کے سفر کی مقدار بھی مذکور ہے اس مقدار کے برابر یا اس سے زیادہ مسافت ہو تو بغیر محرم یا شوہر کے عورت کو سفر میں جانا سخت منع ہے۔ علامہ شامی رحمہ اللہ تعالےٰ کتاب الحج میں لکھتے ہیں کہ جس سفر میں عورت کو بغیر محرم اور شوہر کے جانے کی ممانعت ہے وہ تین دن تین رات کا سفر ہے (جس کی مسافت تین منزلوں کے اعتبار سے ۴۸ میل ہوتی ہے) اس مسافت سے کم کا اگر سفر ہو تو بغیر محرم کے عورت کو جانے کا اختیار ہے۔ اس کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ سے

مروی ہے کہ ایک دن کی مسافت کے لیے بھی بغیر محرم یا شوہر کے سفر میں نکلنے کو مکروہ قرار دیتے تھے۔ اس کے بعد لکھتے ہیں:۔

وینبغی ان یکون الفتوی علیہ لفساد الزمان (شرح اللباب) ویؤیدہ حدیث الصحیحین لا یحل لامرأۃ تومن باللہ و الیوم الآخر ان تسافر مسیرۃ یوم ولیلۃ الا مع ذی محرم علیھا وفی لفظ لمسلم مسیرۃ لیلۃ و فی لفظ یوم

اور چاہیے کہ فتوے اسی پر دیا جائے (کہ ایک دن کے سفر کے لیے بھی عورت کو محرم کے بغیر سفر میں نکلنے کی ممانعت ہو) کیونکہ اس زمانے کے لوگ بگڑ گئے ہیں اور بخاری و مسلم کی حدیث بھی اس کی تائید کرتی ہے جس میں یہ مضمون وارد ہوا ہے کہ جو عورت اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو اس کے لیے حلال نہیں ہے کہ ایک دن ایک رات (یعنی ایک منزل ۱۶ میل) کا سفر بغیر محرم کے کرے۔ اور مسلم کی ایک روایت میں بجائے یوم ولیلۃ کے صرف لیلۃ بھی آیا ہے اور ایک روایت میں صرف یوم بھی آیا ہے۔

چونکہ احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ تھوڑے بہت سفر کے لیے بھی عورت بغیر محرم یا شوہر کے نہ جاوے اس لیے دنیاوی سفر ہو یا دینی سفر جو فرض نہ ہو

اس کے لیے تین منزل سے کم کے لیے بھی عورت کو بغیر محرم کے جانے سے روکنا چاہیے (جس کی تائید بعض الفاظِ حدیث سے ہوتی ہے) اور سفرِ حج اگر تین منزل سے کم ہو تو حجِ فرض کے لیے بغیر محرم کے جانے سے شوہر کو، روکنے کا حق نہ ہوگا۔ فتاویٰ عالمگیری میں حج کو جانے کی شرائط میں لکھا ہے:-

ومنها المحرم للمرأة شابة كانت او عجوزة اذا كان بينها وبين مكة مسيرة ثلاثة ايام وان كان اقل من ذلك حجت بغير محرم والمحرم الزوج ومن لا يجوز مناكحتها على التابيد بقرابة او رضاع او مصاهرة۔	اور ان ہی شرائط میں سے عورت کے لیے محرم کا ہونا ہے جوان ہو یا بوڑھی ہو جب کہ مکہ اور اس عورت کی جائے قیام کے درمیان تین دن کی مسافت ہو۔ اور اگر اس سے کم مسافت ہو تو محرم کے بغیر حج کا سفر کرلے۔ اور محرم وہ ہے جس کے ساتھ کبھی بھی کسی حال میں نکاح درست نہ ہو خواہ نسب کے رشتے سے ہو خواہ دودھ کے رشتے سے یا مصاہرتؔ کے رشتے سے اور شوہر کے ساتھ بھی سفر کرنا درست ہے

ؔ "مصاہرت" سُسرال کی رشتہ داری کو کہتے ہیں۔ سسرال کے مردوں میں عورت کے شوہر کا حقیقی باپ اور اس کا بیٹا محرم ہے۔ باقی سب غیر محرم ہیں ۱۲

کتاب الترغیب والترہیب میں بحوالۂ بخاری وغیرہ حدیث نقل کی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو عورت اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو اس کے لیے یہ حلال نہیں ہے کہ ایسا کوئی سفر کرے جو تین دن یا اس سے زیادہ ہو اِلّا یہ کہ اس کے ساتھ اس کا باپ ہو یا اس کا بھائی ہو یا شوہر ہو یا بیٹا ہو یا (کوئی دوسرا) محرم ہو۔

عالمگیری کی عبارت سے معلوم ہوا کہ محرم وہ ہے جس سے کبھی بھی نکاح درست نہ ہو۔ معلوم ہوا کہ ماموں، پھوپھی، چچا، خالہ کے بیٹے محرم نہیں ہیں نہ ان کے ساتھ سفر میں جانا درست ہے نہ ان کے سامنے بے پردہ ہو کر آنے کی اجازت ہے۔ اسی طرح سے جس لڑکے کو بیٹا بنا کر پال لیا ہو وہ بھی محرم نہیں ہے بڑا ہونے کے بعد اس کے سامنے بھی بے پردہ ہو کر آنا جائز نہیں ہے نہ اس کے ساتھ سفر کرنا درست ہے۔

یہاں ایک ضروری توضیح یہ کر دینی ہے کہ بہت سے لوگ اپنے کو سالی کا محرم سمجھتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ جب تک اس کی بہن ہمارے نکاح میں ہے چونکہ اُس وقت تک اس سے نکاح درست نہیں ہے اس لیے ہم اس کے محرم ہیں۔ ان لوگوں کا یہ خیال باطل ہے کیونکہ شریعت کے نزدیک محرم صرف وہی ہے جس سے کبھی بھی نکاح درست نہ ہو۔ خواہ وہ کنواری ہو خواہ بیوہ ہو خواہ مطلقہ۔ خواہ کسی کے نکاح میں ہو۔ ان جاہلوں کی تشریح کے مطابق محرم کی تعریف کی جائے تو دنیا بھر کے مردوں کی بیویاں ہر شخص کی محرم ہو جائیں گی۔ الغرض محرم کی یہ تشریح بالکل

جاہلانہ ہے جس کے ذریعے سالی کو محرم بنا رہے ہیں۔

سفر میں چونکہ بہت سے حوادث اور عوارض پیش آجاتے ہیں اس لیے شریعتِ مطہرہ نے بغیر محرم کے یا شوہر کے سفر کرنے کی پابندی عورتوں پر لگائی ہے جس میں بہت سی مصلحتیں اور حکمتیں ہیں۔ محرم یا شوہر کے ساتھ ہونے میں عورت کی جان، مال، عصمت وعفت کی حفاظت ہے لیکن اگر محرم فاسق وفاجر ہو یعنی اس سے عصمت وعفت کی حفاظت کے ختم ہو جانے کا اندیشہ ہو تو اس کے ساتھ بھی سفر کرنا درست نہ ہوگا۔ اسی لیے فقہاء نے محرمِ غیر فاسق کی قید لگائی ہے۔ فتاوٰے عالمگیری میں لکھا ہے:-

ویجوز لہ ان یسافر بھا ای بمحارمہ اذا امن علیٰ نفسہ فان علم انہ یشتہیہا اوتشتہیہ ان سافر بھا اوخلا بھا لوکان اکبر رأیہ ذلک اوشك فلا یباح لہ ذلك	اور مرد کے لیے جائز ہے کہ اپنی محرم عورتوں کے ساتھ سفر کرے اور خلوت میں رہے جب کہ اپنے نفس پر اطمینان ہو پس اگر یہ سمجھتا ہو کہ محرم عورت کی طرف میرے نفس کی خواہش ہوگی یا اس عورت کو میرے ساتھ رہنے سے شہوت ہوگی تو یہ بات اگر گمانِ غالب کے درجے میں ہو یا شک کے درجے میں ہو تو ان دونوں صورتوں میں محرم عورت کے ساتھ سفر اور خلوت جائز نہیں۔

(۲۰) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا قَالَ کَانَ الْفَضْلُ رَدِیْفَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

مسئلہ بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ بغیر محرم کے دینی سفر درست نہیں ہے اور دنیاوی سفر درست ہے حالانکہ شرع میں دونوں سفر ممانعت میں برابر ہیں۔ **مسئلہ** عورت کو اگر ساری عمر ایسا محرم نہ ملا جس کے ساتھ سفر کر سکے تو حج نہ کرنے کا گناہ نہ ہوگا۔ لیکن اُس کو مرتے وقت یہ وصیت کر جانا واجب ہے کہ میری طرف سے حج کرا دینا۔ مرنے کے بعد اس کے وارث اُسی کے مال میں سے کسی آدمی کو خرچ دے کر بھیجیں تاکہ وہ جا کر مُردہ کی طرف سے حج کر آوے۔ اس سے اس کے ذمہ کا حج اُتر جائے گا اور اس حج کو جو دوسرے کی طرف سے کیا جاتا ہے حجِ بدل کہتے ہیں۔ چونکہ بوڑھی عورت کو بھی محرم کے بغیر سفر کرنا درست نہیں ہے اس لیے اس کے بارے میں بھی یہی حکم ہے۔

سفرِ حج میں پردے کا اہتمام

(۲۰) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر (مزدلفہ سے منیٰ کو واپس ہوتے ہوئے) فضل بن عباس رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سواری پر پیچھے بیٹھے ہوئے تھے اس اثناء میں قبیلہ بنی خثعم کی ایک عورت (مسئلہ معلوم

فَجَاءَتِ امْرَأَةٌ مِنْ خَثْعَمَ فَجَعَلَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَ
تَنْظُرُ إِلَيْهِ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَصْرِفُ وَجْهَ الْفَضْلِ إِلَى الشِّقِّ الْآخَرِ فَقَالَتْ إِنَّ فَرِيْضَةَ
اللّٰهِ أَدْرَكَتْ أَبِيْ شَيْخًا كَبِيْرًا لَا يَثْبُتُ عَلَى الرَّاحِلَةِ
أَفَأَحُجُّ عَنْهُ؟ قَالَ نَعَمْ وَذٰلِكَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ ؕ
(رواہ البخاری)

کرنے کے لیے) بارگاہِ رسالتؐ میں حاضر ہوئی فضل بن عباسؓ اس عورت کو دیکھنے لگے اور وہ عورت ان کو دیکھنے لگی۔ (چونکہ بدنظری مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے سخت منع ہے اور حج جیسی عبادت کے موقعہ پر گناہ کا ارتکاب اور زیادہ سنگین ہے اس لیے) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فضل بن عباسؓ کا چہرہ پکڑ کر دوسری طرف کو پھیر دیا جس سے دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھنے سے محفوظ ہوگئے۔ اس کے بعد اُس عورت نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ بلاشبہ اللہ کا فریضہ یعنی حج میرے بوڑھے باپ کے ذمہ لازم ہوگیا ہے (اور وہ اس قدر بوڑھے اور ضعیف ہیں کہ) سواری پہ جم کر نہیں بیٹھ سکتے ہیں تو کیا میں اُن کی طرف سے حج کرلوں؟ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ ہاں (باپ کی طرف سے حج کرلو)۔ (بخاری شریف)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سفرِ حج میں مردوں اور عورتوں کو بدنظری

(۲) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ كَانَ الرُّكْبَانُ يَمُرُّوْنَ بِنَا وَنَحْنُ مُحْرِمَاتٌ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا حَاذُوْا بِنَا سَدَلَتْ إِحْدٰنَا جِلْبَابَهَا مِنْ رَاْسِهَا فَإِذَا جَاوَزُوْنَا كَشَفْنَاهُ ۔

(رواہ ابوداؤد)

سے بچتے رہنا ضروری ہے۔

الترغیب والترہیب میں مسند احمدؒ سے حدیث نقل کی ہے کہ (حج کے موقعہ پر) عرفہ کے دن ایک (نوجوان) شخص آں حضرت صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی سواری پر آپ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا وہ نوجوان عورتوں پر نظریں ڈالنے لگا تو آں حضرت صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے برادر زادے! بلاشبہ یہ وہ دن ہے کہ جو شخص (آج) اپنے کانوں اور آنکھوں کو اور اپنی زبان کو قابو میں رکھے گا (یعنی ان اعضاء کو گناہوں سے بچائے گا) اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادے گا.

(۲) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ (سفرِ حج میں) ہمارے قریب سے حاجی لوگ گذرتے تھے اور ہم رسول اللہ تعالیٰ (صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم) کے ساتھ احرام باندھے ہوئے تھیں (چونکہ احرام میں عورت کو منہ پر کپڑا لگانا منع ہے اس لیے ہمارے چہرے کھلے ہوئے تھے اور چونکہ پردہ کرنا حج میں بھی لازم ہے) اس لیے جب حاجی لوگ ہمارے برابر سے گذرتے تو ہم بڑی سی چادر کو سر سے گرا کر چہرے کے سامنے لٹکا لیتے اور

جب حاجی لوگ آگے بڑھ جاتے تو ہم لوگ چہرہ کھول لیتے تھے۔(ابوداؤد شریف)

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ سفرِ حج میں بھی پردے کا اہتمام لازم ہے۔ عورت جب حج کا احرام باندھ لے تو احرام کھولنے تک چہرے پر کپڑا لگانا منع ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ چہرہ کھولے ہوئے حاجیوں کے سامنے پھرتی رہیں۔ ایسی صورت اختیار کرنا ضروری ہے کہ چہرے پر کپڑا بھی نہ لگے اور نامحرموں سے پردہ بھی ہو جائے جس طرح حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے سفرِ حج کا واقعہ بیان فرمایا جو حدیثِ بالا میں مذکور ہے۔ اس واقعہ سے بھی ان مغرب زدہ مجتہدین کے قول کی تردید ہوتی ہے جو کہتے ہیں کہ چہرہ کھولنا نامحرموں کے سامنے جائز ہے اسی لیے نقاب والا برقع اپنی عورتوں کو نہیں اُڑھاتے ہیں اگر نامحرموں سے چہرہ چُھپانا لازم نہ ہوتا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور دیگر صحابی عورتیں حاجی لوگوں سے چہرہ چھپانے کا کیوں اہتمام کرتیں؟

آج کل حاجی لوگ آپس میں عرفاتی بھائی بن جاتے ہیں اور حاجی اور حجّن عرفاتی بھائی بہن کہلانے لگتے ہیں اور جب بھائی بہن بن گئے تو پورے سفرِ حج میں حجنیں نامحرم حاجیوں کے سامنے بلا تکلف بے پردہ ہو کر آتی جاتی اور اُٹھتی بیٹھتی ہیں۔ حدیث سے معلوم ہوا کہ بے پردگی سفرِ حج میں بھی ممنوع ہے اور اس کے بعد بھی ممنوع ہے۔ نامحرم بہرحال نامحرم ہے چاہے صوفی جی اور پیر جی ہوں چاہے نمازی جی اور حاجی جی ہوں۔ خوب سمجھ لو۔

(۳۲) وَعَنْ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لَهَا أُمُّ خَلَّادٍ وَهِيَ مُتَنَقِّبَةٌ تَسْأَلُ عَنِ ابْنِهَا وَهُوَ مَقْتُولٌ فَقَالَ لَهَا بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِئْتِ تَسْأَلِيْنَ عَنِ ابْنِكِ وَأَنْتِ مُتَنَقِّبَةٌ فَقَالَتْ إِنْ أُرْزَأَ ابْنِيْ فَلَنْ أُرْزَأَ حَيَائِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِبْنُكِ لَهٗ أَجْرُ شَهِيْدَيْنِ قَالَتْ وَلِمَ ذَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ لِأَنَّهٗ قَتَلَهٗ أَهْلُ الْكِتَابِ۔ (ص۳۳۷ ابوداود)

رنج وغم کے موقعہ پر پردے کا اہتمام

(۳۲) حضرت قیس بن شماس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک صحابی عورت جن کو اُمّ خلّاد کہا جاتا تھا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے بیٹے کے متعلق معلومات حاصل کرنے کی غرض سے حاضر ہوئیں۔ ان کا بیٹا کسی غزوہ میں شہید ہو گیا تھا۔ جب وہ آئیں تو اپنے چہرے پر نقاب ڈالے ہوئے تھیں۔ اُن کا یہ حال دیکھ کر کسی صحابی نے کہا کہ تم اپنے بیٹے کا حال معلوم کرنے آئی ہو اور نقاب ڈالے ہوئے ہو! حضرت ام خلاد رض نے جواب دیا کہ اگر بیٹے کے بارے میں

میں مصیبت زدہ ہوگئی ہوں تو کیا اپنی شرم و حیا کو کھو کر دوسری مصیبت اپنے سر لے لوں؟ (یعنی حیا کا چلا جانا ایسی ہی مصیبت زدہ کر دینے والی چیز ہے جیسے بیٹے کا ختم ہو جانا) حضرت ام خلاد رضہ کے پوچھنے پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ تمہارے بیٹے کو دو شہیدوں کا ثواب ہوگا۔ عرض کیا یا رسول اللہ کیوں؟ ارشاد فرمایا اس لیے کہ اُسے اہلِ کتاب نے قتل کیا ہے۔ (ابو داؤد شریف)

اس واقعہ سے بھی ان مغربیت زدہ مجتہدین کی تردید ہوتی ہے جو چہرے کو پردے سے خارج کہتے ہیں۔ اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ پردہ ہر حال میں لازم ہے رنج ہو یا خوشی نامحرم کے سامنے بے پردہ ہو کر آنا منع ہے۔ بہت سے مرد اور عورت ایسا طرز اختیار کرتے ہیں کہ گویا ان کے نزدیک شریعت کا کوئی قانون مصیبت کے وقت لاگو نہیں ہے جب گھر میں کوئی موت ہو جائے گی تو اس بات کو جانتے ہوئے کہ نوحہ کرنا سخت منع ہے عورتیں زور زور سے نوحہ کرتی ہیں۔ جنازہ جب گھر سے باہر نکالا جاتا ہے تو عورتیں دروازے کے باہر تک اس کے پیچھے چلی آتی ہیں اور پردے کا کچھ خیال نہیں کرتیں۔ رونے چلانے میں خدائے پاک قدوس و قہار پر اعتراض کیے جاتے ہیں اور کفریہ کلمات زبان سے نکالے جاتے ہیں۔ خوب یاد رکھو غصہ ہو یا رضامندی، خوشی ہو یا مصیبت ہر حال میں سب پر احکامِ شریعت کی پابندی کرنا لازم ہے۔

(۲۳) عَنْ جُرَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَظَرِ الْفُجَاءَةِ فَأَمَرَنِيْ أَنْ أَصْرِفَ بَصَرِيْ۔ (رواہ مسلم)

بدنظری سے پرہیز کرنے کا حکم اور فضیلت

(۲۳) حضرت جُریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اچانک اگر نامحرم پر نظر پڑ جائے تو اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے۔ اس کے جواب میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے حکم فرمایا کہ اپنی نظر کو پھیر لو۔ (مسلم شریف)

کسی نامحرم پر اپنے اختیار سے نظر ڈالنا سخت منع ہے اسی طرح سے کسی کا ستر سُرین، ران، گھٹنا اور شرم گاہ دیکھنا حرام ہے اگر بلاقصد و اختیار کسی پر نظر پڑ جائے تو فوراً نظر ہٹا لیوے۔

ایک حدیث میں ہے کہ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَإِنَّ لَكَ الْأُوْلىٰ وَلَيْسَتْ لَكَ الْآخِرَةُ یعنی پہلی نظر جو بلا اختیار پڑ گئی اس کے پیچھے دوسری نظر مت ڈالے رکھ کیونکہ پہلی نظر پر تجھے گناہ نہ ہوگا (اس لیے کہ وہ بلا اختیار ہے) دوسری نظر تیرے لیے

حلال نہیں ہے (اس پر پکڑ ہوگی کیونکہ وہ اختیار سے ہے. مشکوٰۃ شریف)
مطلب یہ ہے کہ بلا اختیار نظر پڑ جائے تو فوراً ہٹا لو اگر نظر نہ ہٹائی اور دیکھتا رہا تو گناہ ہوگا۔ کیونکہ اب دیکھتے رہنا اپنے ارادہ و اختیار سے ہے۔

قرآن شریف میں مردوں اور عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔ چنانچہ ارشاد ہے:۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا	آپ مسلمان مردوں سے کہہ دیجیے
مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَیَحْفَظُوْا	کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی
فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى	شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ
لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا	ان کے لیے زیادہ صفائی کی بات
یَصْنَعُوْنَ ۝ (سورہ نور ع)	ہے۔

اس آیت میں مردوں کو حکم دیا گیا ہے کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور نامحرم عورتوں پہ نظر نہ ڈالیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔ معلوم ہوا کہ اگر عورتیں پردہ توڑ کر پھرا کریں یا نامحرم مردوں کے سامنے چلی آویں تو مردوں کو ہرگز اجازت نہیں ہے کہ ان کو دیکھا کریں عورت اپنی جگہ مامور ہے اور مرد اپنی جگہ مکلف ہیں۔

اس کے بعد عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور دیگر احکام پردے کے بتائے ہیں جن کا ذکر حدیث نمبر ۵ کے ذیل میں مفصلاً آچکا ہے۔

(۲۴) وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا تَرٰى اَعْيُنُهُمُ النَّارَ عَيْنٌ حَرَسَتْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَعَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَعَيْنٌ كَفَّتْ مِنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ

(رواہ الطبرانی ورواتہ ثقات معروفون الا ان ابا جیب العنقری ویقال القنوی لم اقف علی حالہ کذا فی الترغیب)

بعض احادیث میں بدنظری کو آنکھ کا زنا بتایا ہے۔ اگر کسی مرد نے اپنی بیوی کے علاوہ کسی عورت پہ لذتِ نفس کے لیے نظر ڈالی تو اس نے آنکھ کا زنا کیا۔ اسی طرح اگر کسی عورت نے اپنے شوہر کے علاوہ کسی مرد کو لذتِ نفس کے لیے دیکھا تو اُس نے بھی زنا کیا۔ حدیث ۲۵ میں بھی اس کا بیان آ رہا ہے۔

(۲۴) حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین شخص ایسے ہیں کہ جن کو دوزخ نہ دیکھنی پڑے گی (یعنی وہ لوگ دوزخ میں نہ جائیں گے) (۱) وہ آنکھ جس نے اللہ کے راستے میں (اسلامی سرحد کی) چوکی داری کی۔ (۲) وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے روئی ہو۔ (۳) وہ آنکھ جو اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں کے دیکھنے سے رُکی رہی ہو۔ (طبرانی)

اس حدیث میں بھی غیر محرم پر نظر ڈالنے سے پرہیز کرنے کی فضیلت

(۲۵) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کُلُّ عَیْنٍ زَانِیَۃٌ، وَ الْمَرْأَۃُ اِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ فَہِیَ کَذَا وَ کَذَا یَعْنِیْ زَانِیَۃٌ

(رواہ ابوداؤد والترمذی قال حدیث حسن صحیح)

مذکور ہے۔ یہ فضیلت اسی وجہ سے ہے کہ اس سلسلے میں نفس پر کنٹرول کرنا بھاری کام ہے۔ کسی گناہ کا چھوڑنا نفس پر جس قدر بھی شاق ہوگا اسی قدر اجر و ثواب کا باعث ہوگا۔ تمام مردوں اور عورتوں کو عموماً اور جوانوں و نوجوانوں کو خصوصاً ان احادیث کی روشنی میں اپنے نفسوں اور نظروں پر قابو پانا لازم ہے۔

کتاب الترغیب والترہیب میں بحوالہ مستدرک حاکم حدیث نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نظر ابلیس کے تیروں میں سے ایک زہریلا تیر ہے جو شخص اس کو میرے خوف سے ترک کر دیوے میں اس کو ایسا ایمان نصیب کروں گا جس کی مٹھاس محسوس کرے گا۔ (الترغیب والترہیب کتاب النکاح)

عورت کا خوشبو لگا کر نکلنا ایک طرح کی زناکاری ہے

(۲۵) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (نظر بد ڈالنے والی) ہر آنکھ زنا کار ہے اور کوئی عورت جب عطر لگا کر (مردوں کی) مجلس میں گذری تو وہ ایسی ویسی ہے یعنی زناکار ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی)

اس حدیث میں اول تو ایک قاعدۂ کلیہ ارشاد فرمایا کہ بدنظری کرنے والی ہر آنکھ زناکار ہے۔ یہ حکم مردوں اور عورتوں دونوں کو شامل ہے۔ جو مرد نامحرم عورتوں کو دیکھے یا جو عورت نامحرم مردوں کی تاک جھانک کرے ایسے مرد اور عورت کی آنکھ زناکار ہے۔ اصل زنا جس کو کہتے ہیں سبھی کو معلوم ہے لیکن زنا کے دواعی کو بھی اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زنا فرمایا ہے۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے اور کانوں کا زنا سننا ہے اور زبان کا زنا بات کرنا ہے اور ہاتھوں کا زنا پکڑنا ہے اور پاؤں کا زنا چل کر جانا ہے اور دل (بدکاری کی) خواہش اور تمنا کرتا ہے اور شرمگاہ اس (کی امید) کو جھٹلا دیتی یا سچا کر دیتی ہے۔ معلوم ہوا کہ دونوں کا شرم گاہوں کو جوڑ دینا بھی زنا ہے اور نامحرم مرد و عورت کا ایک دوسرے پر نظر ڈالنا بھی زنا ہے۔ اور بدنیتی کے ساتھ یا لذت کے لیے نامحرم مرد و عورت کا آپس میں بات کرنا اور سننا سنانا بھی زنا ہے کسی نامحرم مرد یا عورت کی طرف بُری نیت سے چل کر جانا یا ہاتھ سے چھونا یہ سب زنا ہے۔ گو بڑا زنا دونوں کی شرمگاہوں کا ملنا ہے۔ مگر جیسا کہ حدیث شریف میں دوسرے اعضاء بھی زنا کرتے ہیں آنکھوں کا

زنا بیان فرما کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو عورت خوشبو لگا کر مردوں کی مجلس کے پاس سے گذرے تو وہ زنا کار ہے۔ چونکہ خوشبو لگا کر مردوں کے پاس سے گذرنا مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے کا ایک ذریعہ ہے اس لیے ایسا کرنے کو بھی زنا فرمایا ہے کسی مرد و عورت میں جب زناکاری کے تعلقات ہوتے ہیں تو یک لخت نہیں ہو جاتے ہیں۔ اصل زنا سے پہلے بہت سے ایسے کام کیے جاتے ہیں جو آپس میں ایک دوسرے کو قریب تر کرتے چلے جاتے ہیں۔ اسی لیے شریعت مقدسہ نے زنا کے دواعی اور محرکات و اسباب کو بھی زنا قرار دیا ہے۔

عورت کو اگر کسی مجبوری سے کہیں جانا ہو تو پردے کا لحاظ کر کے مردوں سے بچتے ہوئے راستوں کے کنارے سے گذرتے ہوئے جانے کی اجازت دی گئی ہے۔ خوشبو لگا کر باہر نکلنا اگرچہ برقعہ کے اندر ہی ہو شریعت کے نزدیک اتنی بری بات ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسا کرنے والی عورت کو زناکار فرما دیا۔ یوں بھی عورت کو تیز خوشبو نہیں لگانی چاہیے اگرچہ اپنے گھر کے اندر ہی ہو۔ فرمایا رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ مَردوں کی خوشبو ایسی ہو کہ جس سے خوشبو پھوٹتی ہو اور رنگ معلوم نہ ہوتا ہو۔ اور عورتوں کی خوشبو ایسی ہو جس کا رنگ ظاہر ہو اور خوشبو بہت ہلکی ہو۔ (ترمذی) چونکہ عورت کو صرف اپنے شوہر سے ہی قریب تر ہو کر رہنا ہے اس لیے شوہر نزدیک تر

(۲۶) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صِنْفَانِ مِنْ اَهْلِ النَّارِ لَمْ اَرَهُمَا قَوْمٌ مَعَهُمْ سِیَاطٌ کَاَذْنَابِ الْبَقَرِ یَضْرِبُوْنَ بِهَا النَّاسَ وَنِسَاءٌ کَاسِیَاتٌ عَارِیَاتٌ مُمِیْلَاتٌ مَائِلَاتٌ رُؤُسُهُنَّ کَاَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لَایَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَایَجِدْنَ رِیْحَهَا وَاِنَّ رِیْحَهَا لَتُوْجَدُ مِنْ مَسِیْرَةِ کَذَا وَکَذَا

(رواہ مسلم)

ہوکر ہلکی خوشبو کو سونگھ لے گا. شوہر کے سوا کسی اور کو جب خوشبو سونگھانی نہیں ہے تو تیز خوشبو کی ضرورت نہیں. خلاصہ یہ کہ عورت کو ہر طرح سے غیر مردوں سے بچ کر رہنا لازم اور ضروری ہے یہاں تک کہ ایسا موقعہ بھی نہ آنے دے کہ کوئی غیر مرد اس کی خوشبو بھی پاسکے.

غیر مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے والی عورتیں

(۲۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دوزخیوں کی دو جماعتیں میں نے نہیں دیکھی ہیں (کیونکہ وہ ابھی موجود نہیں ہوئی ہے بعد میں ان کا وجود اور ظہور ہوگا) ایک[۱] جماعت اُن لوگوں کی ہوگی جن کے پاس بیلوں کی دُموں کی طرح کوڑے ہوں گے ان سے لوگوں کو (ظلماً) ماریں گے. دوسری[۲] جماعت

ایسی عورتوں کی ہوگی جو کپڑے پہنے ہوئے ہوں گی (مگر اس کے باوجود ننگی ہوں گی) مائل کرنے والی اور مائل ہونے والی ہوں گی۔ اُن کے سر خوب بڑے بڑے اونٹوں کے کوہانوں کی طرح ہوں گے جو جھکے ہوئے ہوں گے۔ یہ عورتیں نہ جنت میں داخل ہوں گی نہ اس کی خوشبو سونگھیں گی۔ اور اس میں شک نہیں کہ جنت کی خوشبو اتنی اتنی دور سے سونگھی جاتی ہے۔ (مسلم شریف)

اس حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو ایسے گروہوں کے متعلق پیشین گوئی فرمائی ہے جن کو آپؐ نے اپنے زمانے میں نہیں دیکھا تھا لیکن آج وہ دونوں گروہ اپنے شر و فساد کے ساتھ موجود ہیں خدا کے مقدس پیغمبر (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) نے اول تو اُن لوگوں کا ذکر فرمایا جو کوڑے لیے پھریں گے جن سے لوگوں کو مارا کریں گے۔ یہ اُن لوگوں کے بارے میں پیشین گوئی فرمائی جو اپنے اقتدار کے نشہ میں بات بات پر کمزوروں اور بے بسوں کو پیٹ دیا کرتے ہیں۔ دیہات اور قصبات کے زمینداروں اور مالداروں کو دیکھا گیا ہے کہ تنگ دستوں اور بے کسوں کو جھوٹے سچے بہانے بنا کر پیٹتے ہیں، ان سے سیکڑوں کام بیگار میں لیتے ہیں، طرح طرح کے ظلم و ستم ڈھاتے ہیں۔ اس سلسلے میں بعض واقعات یہاں تک سُنے گئے ہیں کہ اگر کسی کم حیثیت والے مسلمان نے کسی دولت مند مسلمان کو سلام کر لیا تو اُس غریب کو اس جرم میں پیٹ ڈالا کہ اس نے اپنے آپ کو ہمارے برابر سمجھا۔ اللہ ایسے ظالموں کو سمجھ دے۔ یہ بے کس اور بے بس مظلوم بندے جب آخرت میں مدعی ہوں گے اور وہاں قاضی روزِ جزا کی عدالت میں پیشی

ہنگی تو ظلم و ستم کے انجام کا پتہ چلے گا۔

دوسری قسم کی پیشین گوئی عورتوں کے حق میں ارشاد فرمائی گئی ہے کہ ایسی عورتیں موجود ہوں گی جو کپڑے پہنے ہوئے ہوں گی لیکن پھر بھی ننگی ہوں گی یعنی اس قدر باریک کپڑے پہنیں گی کہ ان کے پہننے سے جسم چھپانے کا فائدہ حاصل نہ ہوگا۔ یا کپڑا باریک تو نہ ہوگا مگر چُست ہونے اور بدن کی ساخت پر کس جانے کی وجہ سے اس کا پہننا اور نہ پہننا برابر ہوگا۔

بدن پر کپڑا ہونے اور اس کے باوجود بھی ننگا ہونے کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ بدن پر صرف تھوڑا سا کپڑا ہو اور بدن کا بیشتر حصہ اور خصوصًا وہ اعضاء کھلے رہیں جن کو باحیا عورتیں غیر مردوں سے چھپاتی ہیں۔ جیسا کہ یورپ (اور ایشیا کے بعض شہروں مثلاً بمبئی، کلکتہ، رنگون، سنگاپور وغیرہ) میں ایسا لباس پہننے کا رواج ہے کہ گھٹنوں تک قمیص یا فراک ہوتا ہے۔ آستینیں مونڈھے سے صرف دو چار انچ ہی بڑھی ہوئی ہوتی ہیں۔ پنڈلیاں بالکل ننگی ہوتی ہیں اور سر بھی دوپٹہ سے خالی ہوتا ہے۔ اور فراک کا گلا آگے اور پیچھے سے اس قدر فراخ اور چوڑا ہوتا ہے کہ نصف کمر اور نصف سینہ نظر آتا ہے۔

پھر فرمایا کہ یہ عورتیں غیر مردوں کو اپنی طرف مائل کریں گی اور خود اُن کی طرف مائل ہوں گی۔ یعنی ننگا ہونے کا رواج مفلسی کی وجہ سے نہ ہوگا، بلکہ مردوں کو اپنا بدن دکھانا اور ان کا دل لُبھانا مقصود ہوگا اور لُبھانے کا دوسرا طریقہ یہ اختیار کریں گی کہ اپنے سروں کو جو دوپٹوں سے خالی ہونگے

مٹکا کر چلیں گی جس طرح اونٹ کی پشت کا بالائی حصہ (جسے کوہان کہتے ہیں) تیز رفتاری کے وقت زمین کی طرف جُھکا کرتا ہے۔ اونٹ کے کوہان سے تشبیہ دے کر یہ بتایا کہ وہ عورتیں بالوں کو پھلا پھلا کر اپنے سروں کو موٹا کریں گی۔

فیشن کی وبا نے بڑے بڑے معزز اور شریف خاندانوں کی عورتوں کو نصرانی لیڈیوں اور فلم کمپنیوں میں کام کرنے والی ایکٹرسوں کی تقلید پر آمادہ کر دیا ہے۔ سینما دیکھنے سے جہاں اور بہت سے گناہ اور نقصانات ہیں وہاں ایک یہ بھی ہے کہ نوخیز لڑکیاں اور جدید تہذیب کی دیوانی عورتیں سینما میں کام کرنے والی بے شرم اور بے حیا عورتوں کا لباس دیکھ کر اور اُن کے افعال و حرکات سیکھ کر آتی ہیں اور پھر اُن کی وضع بنانے اور نقل اُتارنے میں فخر سمجھتی ہیں

آج کل کی بہت سی عورتیں طرح طرح سے غیر مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے کی تدبیریں کرتی ہیں مثلاً برقعہ پہن کر باہر نکلیں اور ہاتھوں کو باہر نکال دیا۔ یا برقعہ کا نقاب اتنا چھوٹا رکھا کہ دونوں طرف کے رخسار صاف نظر آسکیں یا ایسا باریک نقاب برقع میں لگایا جو خد و خال اور حسن و جمال کو اور بھی نمایاں کر دے۔ اور خود برقع ہی اب بجائے پردہ کے کشش کا سامان بن گیا ہے۔ برقعہ پر پھولوں کا بنانا یا چمک دار یا باریک کپڑے کا برقعہ ہونا بذاتِ خود لوگوں کو برقعہ والی کی طرف متوجہ کر دیتا ہے۔ برقعے کیا ہوئے پردے کے بجائے نظروں کو کھینچنے کا سامان بن گئے ہیں اور وہی

(۲۷) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ ﹿالْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ

مثل ہوگئی کہ جو نہ دیکھے وہ بھی دیکھے العیاذ باللہ۔ سچی بات یہ ہے کہ آج کل برقعوں کی نئی وضع اور نئی تراش اور چمک دمک نے برقعہ کا مقصد ہی فوت کر دیا ہے۔

ناچ بہت معزز کام سمجھا جانے لگا ہے اسکولوں اور کالجوں میں اس کی باقاعدہ ٹریننگ دی جاتی ہے۔ کلبوں اور بڑے بڑے ہوٹلوں میں ننگے ناچ ہوتے ہیں۔ یورپ کے نفس پرستوں نے یہ تجویز کیا ہے کہ ہر عورت اپنے شوہر کے سوا غیر مرد کے ساتھ ناچے جو عورت اس کے خلاف کریگی وہ سوسائٹی میں بدترین عورت سمجھی جائے گی۔ افسوس ہے مسلمانوں پر کہ یورپ کے بے حیاؤں کے طریقوں پر چلنے کو ترقی اور کامیابی سمجھنے لگے ہیں حالانکہ ناچ غیر مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے کا سب سے زیادہ کامیاب ذریعہ ہے۔ اس سے جنسی اُبھار ہوتا ہے اور بے حیائی کے پورے مراتب ومنازل طے ہو جاتے ہیں۔

فائدہ حدیث کے آخر میں فرمایا کہ ایسی عورتیں جنت میں نہ تو داخل ہونگی نہ اس کی خوشبو پا سکیں گی۔ پھر فرمایا کہ اس کی خوشبو اتنی اتنی دور سے سونگھی جاتی ہے۔ اس حدیث میں اس مسافت کا ذکر نہیں ہے جس کی دوری سے جنت کی خوشبو سونگھی جا سکتی ہے بعض روایات حدیث میں ہے کہ جنت کی خوشبو سو برس کی مسافت سے سونگھی جاتی ہے۔ (الترغیب)

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِيَّاكُمْ وَالْجُلُوْسَ بِالطُّرُقَاتِ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) مَا لَنَا مِنْ مَجَالِسِنَا بُدٌّ نَتَحَدَّثُ فِيْهَا قَالَ فَاِذَا اَبَيْتُمْ اِلَّا الْمَجْلِسَ فَاَعْطُوا الطَّرِيْقَ حَقَّهٗ قَالُوْا وَمَا حَقُّ الطَّرِيْقِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ غَضُّ الْبَصَرِ وَكَفُّ الْاَذٰى وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ)

راستے میں بیٹھنے اور گذرنے کے اُصُول

(۳۷) حضرت ابوسعید خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ راستوں میں مت بیٹھا کرو۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس کے بغیر تو چارہ نہیں ہے۔ راستے میں بیٹھ کر ہم باتیں کرتے ہیں۔ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم کو راستوں میں بیٹھنا ہی ہے تو راستے کا حق ادا کرو۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! راستے کا حق کیا ہے؟ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا (۱) نظر نیچی رکھنا (۲) گذرنے والوں کو تکلیف دینے سے باز رہنا (۳) سلام کا جواب دینا (۴) اچھی باتوں کا حکم کرنا اور برائی سے

روکنا۔ (بخاری و مسلم)

اس حدیث میں راستے کے حقوق ارشاد فرمائے۔ جن میں سب سے پہلے غَضُّ الْبَصَرِ یعنی نگاہیں پست رکھنے اور نامحرموں پر نگاہ ڈالنے سے نظر کو بچا کر رکھنے کا ذکر فرمایا ہے۔ معلوم ہوا کہ راستے میں اگر کوئی کسی وجہ سے کھڑا ہے یا بیٹھا ہے یا راستے سے گذر رہا ہے تو نامحرموں پر نظر ڈالنے سے بچنے کا دھیان ضروری ہے۔

نفس اور شیطان کے ورغلانے سے گذرنے والی نامحرم عورتوں کو تاکنا اور گھورنا اور پھر یہ تاویل کرنا کہ ہم نے خود نہیں دیکھا راستے میں نظر پڑ گئی یا یوں کہنا کہ ہم کیا کریں عورتوں کا قصور ہے وہ کیوں سامنے آئیں ؟ یہ سب نفس کے مکر اور حیلے بہانے ہیں جو آخرت میں کام نہیں آئیں گے۔

اگرچہ عورتوں کو بے پردہ ہو کر راستوں اور بازاروں میں گذرنا خلافِ شرع ہے جس کی وہ مجرم ہیں لیکن مردوں کو جو یہ حکم دیا گیا ہے کہ نظریں نیچی رکھیں اس حکم کی خلاف ورزی کریں گے تو وہ گنہ گار ہوں گے۔

یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ جب باتیں کرنے کے لیے راستے میں بیٹھنے پر خصوصیت کے ساتھ آنکھیں نیچی رکھنے کا حکم دیا گیا ہے تو اُن لوگوں کو نامحرم عورتوں پر نظریں ڈالنے کی کیوں کر اجازت ہوگی جو بد نظری ہی کے لیے راستے میں بیٹھتے یا گذرتے ہیں۔

دوسری روایات میں ہے کہ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے راستے کے حقوق ذکر فرماتے ہوئے مجبور کی مدد کرنے اور راہ بھٹکے ہوئے کو

(۲۸) وَعَنْ أَبِي أُسَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَهُوَ خَارِجٌ مِّنَ الْمَسْجِدِ فَاخْتَلَطَ الرِّجَالُ مَعَ النِّسَاءِ فِي الطَّرِيْقِ فَقَالَ لِلنِّسَاءِ اسْتَأْخِرْنَ فَإِنَّهُ لَيْسَ لَكُنَّ أَنْ تَحْقُقْنَ الطَّرِيْقَ عَلَيْكُنَّ بِحَافَاتِ الطَّرِيْقِ فَكَانَتِ الْمَرْأَةُ تَلْصِقُ بِالْجِدَارِ حَتّٰى أَنَّ ثَوْبَهَا لَيَتَعَلَّقُ بِالْجِدَارِ ۔

(رواہ ابوداؤد والبیہقی فی شعب الایمان)

راستہ بتانے اور مسافروں کا بوجھ سواری پر اٹھوا دینے کا بھی ذکر فرمایا۔ کذا فی المشکوٰۃ باب السلام)

---

(۲۸) حضرت ابواُسید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد سے باہر تشریف لائے آپ نے دیکھا کہ راستے میں مرد و عورت ملے جلے چل رہے ہیں۔ یہ منظر دیکھ کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عورتوں سے فرمایا کہ پیچھے ہٹو اس لیے تم کو راستے کے بیچ میں گذرنے کا حق نہیں ہے تم راستوں کے کناروں پر چلا کرو۔ راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد سے عورتوں کا یہ حال تھا کہ کوئی عورت راستے میں گذرتی تو کنارہ کی دیوار سے لگ کر چلتی یہاں تک کہ اس کا کپڑا دیوار میں اٹک جاتا تھا۔ (ابوداؤد بیہقی فی شعب الایمان)

(۲۹) وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

عورت کو اول تو گھر سے باہر نکلنے کی ممانعت ہے۔ اور اگر کسی ضرورت سے پردے کے اہتمام کے ساتھ باہر جائے تو مردوں سے بچتی ہوئی راستے کے کناروں سے گذرے جیسا کہ اس حدیث میں ذکر ہے۔ معلوم ہوا کہ عورتوں کو راہ سے گذرتے وقت مردوں میں گھسے چلے جانا ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف ہے۔ یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عورتوں کو اس کا حکم دیا کہ مردوں سے بچ کر اور کنارے ہو کر چلیں اور فرمایا کہ بیچ راستے میں چلنے کا عورتوں کو حق نہیں ہے۔ گو مردوں کو بھی اس امر کا دھیان لازم ہے کہ جب عورتیں گذریں تو ان سے بچ کر چلیں۔ اگر عورتیں اپنا مقام نہ پہچانیں اور بیچ راستے میں گذرنے لگیں تو مردوں کے لیے تو بہر حال ضروری ہے کہ عورتوں کے درمیان نہ گھسیں۔ ابوداود شریف میں ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس چیز سے منع فرمایا کہ کوئی مرد دو عورتوں کے درمیان چلے۔ (مشکوٰۃ عن ابن عمرؓ)

کسی کے گھر میں نظر ڈالنے کی ممانعت

(۲۹) حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین کام ایسے ہیں جن کا کرنا کسی کے لیے

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ لَا يَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ يَّفْعَلَهُنَّ لَا يَؤُمُّ رَجُلٌ قَوْمًا فَيَخُصُّ نَفْسَهٗ بِالدُّعَاءِ دُوْنَهُمْ، فَاِنْ فَعَلَ فَقَدْ خَانَهُمْ وَلَا يَنْظُرُ فِيْ قَعْرِ بَيْتٍ قَبْلَ اَنْ يَّسْتَاْذِنَ، فَاِنْ فَعَلَ فَقَدْ دَخَلَ وَلَا يُصَلِّيْ وَهُوَ حَقِنٌ حَتّٰى يَتَخَفَّفَ

(رواہ ابوداؤد، واللفظ لہ والترمذی وحسنہ ابن ماجہ مختصرًا)

حلال نہیں ہے (پھر ان تین کاموں کی اس طرح تفصیل ذکر فرمائی کہ) (۱) کوئی شخص کسی جماعت کا امام بن کر ایسا نہ کرے کہ صرف اپنے ہی لیے خاص کر دعا کر لیوے اور دعا میں مقتدیوں کو چھوڑ دیوے پس اگر اس نے ایسا کیا (یعنی مقتدیوں کو دعا میں شامل نہ کیا) تو ان کی خیانت کی (۲) اور کوئی شخص (داخل ہونے کی) اجازت لینے سے پہلے کسی گھر کے اندر نظر نہ ڈالے اگر اس نے ایسا کیا (یعنی اجازت سے پہلے گھر کے اندر دیکھ لیا تو اس نے (گھر والوں کی) خیانت کی (۳) کوئی شخص اس حال میں نماز نہ پڑھے کہ پاخانہ کا تقاضا ہو یہاں تک کہ (اس کا پیٹ قضائے حاجت کے بعد) ہلکا نہ ہو جائے۔ (ابوداود، ترمذی، ابن ماجہ)

اس حدیثِ پاک میں تین چیزوں کی ممانعت فرمائی ہے۔ اوّل یہ فرمایا کہ کوئی شخص نماز پڑھا کر صرف اپنے ہی لیے دعا نہ مانگ لیوے۔ چوں کہ مقتدیوں نے اپنے نفسوں پہ ترجیح دے کر اپنے اور خدا کے درمیان اس کو

واسطہ بنایا اور اس کے ظاہر و باطن کو اپنے سے اچھا سمجھا ہے اور انھیں کی وجہ سے امام کو جماعت کا ثواب ملا ہے اس لیے ان لوگوں کا حق ہے کہ امام کی دعا میں ان کا حصہ ہو۔ حق روک لینا چونکہ خیانت ہے اس لیے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسے امام کو مقتدیوں کا خائن بتایا جو اپنی دعا میں مقتدیوں کو شامل نہ کرے۔ اس نصیحت میں اُن اماموں کے لیے تنبیہ ہے جو نماز کے بعد دعا کرتے ہوئے واحد متکلم کی ضمیر کو رحمت یا مغفرت کا مفعول بہ بناتے ہیں مثلاً رَبِّ اغْفِرْلِیْ یا رَبِّ ارْحَمْنِیْ کہتے ہیں اس کے بجائے جمع متکلم کی ضمیر یعنی رَبِّ ارْحَمْنَا رَبِّ اغْفِرْ لَنَا کہنا چاہیے۔ اس بات کا تعلق نحوی قواعد سے ہے اس لیے کسی عالم سے دریافت کرلیں۔ اردو میں دعا کرے تو یوں نہ کہے کہ "اے اللہ میری مغفرت فرما" بلکہ یوں کہے کہ "اے اللہ ہماری مغفرت فرما۔"

دوسری[۲] بات جس کا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی کے گھر میں جانا چاہتا ہو تو پہلے کسی ذریعے سے اندر جانے کی اجازت طلب کرلیوے۔ مکان خواہ زنانہ ہو یا مردانہ اجازت لینا بہرحال ضروری ہے۔ اندر کا حال معلوم نہیں کیا ہے۔ ممکن ہے کہ گھر والے کسی ایسے کام میں مشغول ہوں جس کی اطلاع اور خبر کسی کو دینا گوارا نہ کرتے ہوں جس طرح بغیر اجازت کے اندر چلا جانا منع ہے اسی طرح یہ بھی منع ہے کہ داخلے کی اجازت ملنے سے پہلے گھر میں نظر ڈالے اگر اندر نظر ڈال دی تو یوں سمجھو کہ اندر ہی چلا گیا کیونکہ کی اجازت کی ضرورت نظر ہی کی

مصلحت سے ہے (کما فی روایۃ للبخاری انما جعل الاستئذان من اجل البصر)۔

ہمارے اس زمانے میں اول تو اجازت طلب کرنے کا رواج ہی نہ رہا حالانکہ شریعت میں اس کی اس قدر اہمیت ہے کہ بہت ہی خصوصی تعلقات اور انتہائی قریبی رشتہ داری کی جگہ جاوے تب بھی اجازت طلب کرے۔

ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میں اپنی والدہ کی خدمت میں بھی اجازت لے کر حاضری دوں؟ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ اُس شخص نے عرض کیا کہ میں تو گھر کے اندر اپنی والدہ کے ساتھ ہی رہتا سہتا ہوں (جب کہ میں غیر نہیں ہوں اور باہر کا آدمی نہیں ہوں تو پھر اجازت لے کر داخل ہونے کا کیا مطلب؟) حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ والدہ کی خدمت میں بھی اجازت لیکر جاؤ۔ کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ اُسے ننگی دیکھ لو؟ (یعنی یہ کیا ضرور ہے کہ غیریت اور اجنبیت ہی اجازت طلب کرنے کا سبب ہو۔ بالکل حقیقی ماں بیٹے ہوتے ہوئے بھی تو اجازت لے کر داخل ہونے میں مصلحت اور حکمت ہے۔ مثلاً اگر تم بغیر اجازت اور اطلاع کے اندر چلے گئے اور تمہاری والدہ غسل کر رہی ہوں یا کپڑے بدل رہی ہوں تو یہ بہت ممکن ہے کہ ان کے ننگے بدن پر تمہاری نظر پڑ جائے کیا ایسا ہو جانا تم پسند کرتے ہو؟) یہ سُن کر اُس نے عرض کیا کہ حضور! میں تو یہ نہیں پسند کرتا۔ آں حضرت صلی اللہ تعالےٰ

علیہ وسلم نے فرمایا کہ بس تو اجازت لے کر جاؤ۔ (دروادہ مالک ؒ)

ایک صحابی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے نہ سلام کیا اور نہ داخلے کی اجازت مانگی (یوں ہی مجلسِ نبوی میں پہونچ گئے) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ واپس جاؤ (دوبارہ اجازت لے کر آؤ اور) یوں کہو السَّلامُ علیکم أأدْخُلُ ۔ (یعنی آپ حضرات پر سلام ہو کیا میں داخل ہو جاؤں ؟) (ترمذی)

دیکھیے مردانہ مجلس تھی اس میں ایک مرد آیا تب بھی اس کو واپس کر دیا گیا اور ہدایت فرمائی کہ دوبارہ سلام اور اجازت کے ساتھ داخل ہوں۔ پس جب کہ مردانہ مجلس میں آنے کے لیے بھی مرد کو اجازت لینے کی ضرورت ہے اور والدہ کی خدمت میں حاضری کے لیے بھی اجازت لینی ضروری ہے تو جس گھر میں نامحرم عورت ہو اس میں بغیر اجازت طلب کیے اندر جانا یا باہر سے کھڑے کھڑے نظر ڈالنا کیوں کر درست ہو سکتا ہے ؟ اور جو عورت بے پردہ ہو یا کسی خاص غیر محرم شخص سے پردہ نہ کرتی ہو اس کی اجازت سے بھی اس کے گھر میں داخل ہونا منع ہے۔ کیونکہ پردہ حقِ شرعی ہے عورت کا حق نہیں ہے جو اس کے چھوڑ دینے سے غیر ضروری ہو جائے۔ مرد اور عورت دونوں اس بات کے پابند اور مکلّف ہیں کہ نامحرم پر نظر نہ ڈالیں۔

تیسری بات جس کا حدیث شریف میں ذکر ہے وہ یہ ہے کہ کوئی شخص اس حال میں نماز نہ پڑھے کہ اس کو پاخانہ کا تقاضا ہو کیونکہ ایسی نماز جس میں پاخانہ کی طرف دھیان لگا ہوا ہو نماز کہنے کے لائق نہیں ہے۔ اگر

پیشاب زور سے لگا ہوا ہو یا بھوک کا تقاضا ہو تو اس صورت میں بھی تقاضا ختم کر کے طبیعت میں یکسوئی کر لے پھر نماز پڑھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:-

لَاصَلٰوۃَ اِلَّا بِحَضْرَۃِ	کھانا موجود ہوتے ہوئے کوئی نماز نہیں
الطَّعَامِ وَلَا هُوَيُدَافِعُهُ	اور نہ اُس وقت نماز ہوگی جب کہ
الْاَخْبَثَانِ (مسلم شریف)	پیشاب پاخانے سے جنگ ہو رہی ہو

مطلب یہ ہے کہ ایسی نماز نہ ہونے کے برابر ہے جس میں بھوک کی بے چینی ہو یا پیشاب پاخانے کے روکنے کی طرف دھیان لگا رہے۔ بلکہ اِن تقاضوں سے فارغ ہو کر نماز میں مشغول ہونا چاہیے۔

فائدہ قرآن شریف میں مسئلہ استیذان کو بڑی اہمیت کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے چنانچہ ارشاد ہے:-

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا	اے ایمان والو! تم اپنے (خاص رہنے
تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ	کے) گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں
بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا	داخل مت ہو جب تک کہ اجازت
وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا	نہ حاصل کر لو اور (اجازت لینے کے
ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ	قبل) ان کے رہنے والوں کو سلام
لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ○	نہ کر لو۔ یہی تمھارے لیے بہتر ہے (یہ
فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ	بات تم کو اس لیے بتلائی ہے) تاکہ تم

أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا
حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَ
اِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا
فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ۚ
وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝
لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ
تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ
مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ
لَّكُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا
تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ۝

(سورۃ النور، ع ۴)

خیال رکھو (اور اس پر عمل کرو) پھر اگر گھروں میں تم کو کوئی (آدمی) معلوم نہ ہو تو (بھی) اُن گھروں میں نہ جاؤ، جب تک کہ تم کو اجازت نہ دی جائے اور اگر تم سے اجازت لینے کے وقت یہ کہہ دیا جائے کہ (اس وقت) لوٹ جاؤ تو تم لوٹ آیا کرو یہی بات تمہارے لیے بہتر ہے اور اللہ تعالےٰ کو تمہارے اعمال کی سب خبر ہے۔ تم کو ایسے مکانات میں چلے جانے کا گناہ نہ ہوگا جن میں کوئی نہ رہتا ہو جن میں تمہارے استعمال کی کوئی چیز ہو اور تم جو کچھ علانیہ کرتے ہو اور جو پوشیدہ طور پر کرتے ہو اللہ تعالیٰ سب جانتا ہے۔

جو گھر کسی خاص شخص کے رہنے کا ہو جس میں وہ خود تنہا رہتا ہو یا صرف بیوی کے ساتھ رہتا ہو اور کوئی دوسرا اس میں نہ ہو تو ایسا گھر اجازت کے حکم سے مستثنیٰ ہے کیونکہ علتِ اجازت یہاں مفقود ہے اور جس گھر میں کوئی دوسرا رہتا ہو خواہ محرم ہی ہو اس میں اجازت لے کر جانا ضروری ہے (حدیث شریف میں والدہ کی خدمت میں بھی اجازت لے کر جانے کی تاکید آئی ہے

جو پہلے گذر چکی ہے) آیتِ شریفہ میں فرمایا ہے ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ (یعنی اجازت لے کر جانا تمہارے لیے بہتر ہے) یہ اُن لوگوں کے لیے خصوصی تنبیہ ہے جو اجازت لینے کو کسرِ شان سمجھتے ہیں۔ اجازت کی اہمیت اس لیے ہے کہ بغیر اجازت داخل ہوجانے سے ایسی جگہ نظر پڑ جانے کا احتمال ہے جس کا دیکھنا داخل ہونے والے کے لیے ممنوع ہوگا اور یہ بھی ممکن ہے کہ اہلِ خانہ کی کسی ایسی حالت کی اطلاع ہوجاتے جسے وہ پوشیدہ رکھنا چاہتے ہوں اس طرح کی اور بھی مصلحتیں ہوسکتی ہیں اور یہ چونکہ نظر کے علاوہ دوسرے حواس سے بھی اطلاع ہوجانا ممکن ہے اس لیے نابینا کو بھی کسی محرم یا غیر محرم کے گھر میں بلا اجازت داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے۔ اسی طرح عورت اگر عورت کے پاس جائے اور مرد مرد کے پاس جائے تب بھی اجازت لینا واجب ہے۔ البتہ وہ جگہ جہاں کوئی شخص اسی غرض سے بیٹھا ہو کہ جس کا جی چاہے آکر ملاقات کرے وہ اجازت کے قانون سے مستثنیٰ ہوگا۔

فَإِن لَّمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا میں اُن مکانات کا مسئلہ بتایا ہے جن میں بالفعل کسی کا رہنا نہ رہنا دونوں محتمل ہوں ایسے مکانوں کے متعلق بھی ارشاد ہے فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتَّىٰ يُؤْذَنَ لَكُمْ یعنی جب تک اجازت نہ مل جائے ایسے مکانوں میں بھی داخل نہ ہوا کرو۔ اگر کوئی اندر ہے مگر آنے کی اجازت نہیں دیتا تب بھی واپس ہوجاؤ اور اگر یقین ہوجائے کہ اندر کوئی نہیں ہے تب بھی داخل نہ ہو کیوں کہ داخل ہوجانے میں اول تو ملکِ غیر میں بلا اذن تصرف ہوجائے گا جو ممنوع ہے دوسرے یہ ہے کہ

گھر کے اندر کے بعض احوال ظاہر ہو جائیں گے جن کا جان لینا تجسس ممنوع میں داخل ہو سکتا ہے۔

پھر فرمایا وَاِنْ قِیْلَ لَکُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا یعنی اگر داخلے کی اجازت نہ ملے اور واپس ہونے کے لیے کہہ دیا جائے تو واپس ہو جاؤ اور اس کو موجب خفت و ندامت مت سمجھو واپس ہونا ہی خیر ہے (ھُوَ اَزْکٰی لَکُمْ)

باقی رہا اُن مکانات کا حکم جن میں گھر بنانے کے طور پر کوئی نہیں رہتا اور جن کا منافع عامہ سے تعلق ہو جیسے مسجد، مدرسہ، سرائے، خانقاہ وغیرہ۔ ایسے مکانات میں بلا اجازت داخل ہو سکتے ہیں کیونکہ دلالۃً سب کو آنے کی اور منتفع ہونے کی اجازت ہوتی ہے ایسے مکانات کا حکم لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ الآیۃ میں بیان فرمایا ہے۔

فائدہ اجازت طلب کرنے سے پہلے سلام کرے۔ حدیث شریف میں طلبِ اجازت کے الفاظ اس طرح وارد ہوئے ہیں :—
اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَاَدْخُلُ (تم پر سلام ہو کیا میں داخل ہو جاؤں ؟)
اگر اہلِ خانہ عربی نہ جانتے ہوں تو جو مقامی زبان ہو اسی میں سلام کے بعد اجازت طلب کرے۔

فائدہ اجازت صرف تین بار طلب کرے۔ تین بار اجازت طلب کرنے پر اگر کوئی جواب نہ ملے تو خود بخود واپس ہو جاوے (بخاری ومسلم) اور اگر پہلی ہی مرتبہ ممانعت ہو جائے تو فوراً واپس ہو جائے۔

لہ مشکوٰۃ عن الترمذی وابی داود ۱۲

(۳۰) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ بُسْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتٰی بَابَ قَوْمٍ لَمْ یَسْتَقْبِلِ الْبَابَ مِنْ تِلْقَاءِ وَجْھِہٖ وَلٰكِنْ مِنْ رُكْنِہِ الْاَیْمَنِ اَوِ الْاَیْسَرِ فَیَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ وَذٰلِكَ اَنَّ الدُّوْرَ لَمْ یَكُنْ یَوْمَئِذٍ عَلَیْھَا سُتُوْرٌ (رواہ ابوداود)

تنبیہ اجازت طلب کرنے پر جب کوئی اندر سے پوچھے کہ کون صاحب ہیں تو واضح طور پر اپنا نام بتا دے "میں" یا "ہم" نہ کہے کیونکہ اس سے صحیح اور پورا تعارف ہوجانا یقینی نہیں ہے۔ ایک صحابی رضؓ نے اسی طرح جواب دیدیا تھا جو آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ناگوار ہوا۔[۵]

---

(۳۰) حضرت عبد اللہ بن بُسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی خاندان کے دروازے پر پہونچتے (اور اندر تشریف لے جانے کی اجازت چاہتے یا کسی کو بلاتے تو جب تک دروازے سے باہر کھڑا رہنا ہوتا) تو دروازے کے بالکل سامنے کھڑے نہیں ہوتے تھے بلکہ دروازے سے ہٹ کر داہنی طرف یا بائیں طرف کھڑے ہوکر السلام علیکم السلام علیکم فرماتے تھے۔ اور وجہ اس کی یہ تھی کہ اُس زمانے میں

---

[۵] بخاری ومسلم عن جابر ۱۲

دروازوں پہ پردے نہ تھے۔ (ابوداؤد)

اس حدیث سے اجازت طلب کرنے کا ایک اہم قاعدہ معلوم ہوا اور وہ یہ کہ جب دروازہ کے باہر کھڑے ہو کر اندر جانے کی اجازت لینی ہو تو دروازہ چھوڑ کر دائیں طرف یا بائیں طرف کھڑا ہونا چاہیے تاکہ کواڑ کھل جانے سے یا کواڑوں کے سوراخوں سے نظر اندر نہ پہونچے۔ حدیث کے اخیر میں فرمایا کہ اُس زمانے میں دروازوں پر پردے نہ تھے یعنی پہلے صرف کواڑوں یا دیواروں کی آڑ کو کافی سمجھا جاتا تھا۔ اس کے بعد دروازوں پر پردوں کا اہتمام کر لیا گیا۔ ایک آڑ کواڑ کی اور ایک آڑ پردے کی ہوتی تھی۔ یہ چیز ہمارے لیے اقتدا کرنے کی ہے۔ دروازے پر پردہ ہونے کا نفع یہ ہے کہ بھول سے یا بچے وغیرہ کی نادانی سے کواڑ کھلا رہ جائے تو پردے کی آڑ باقی رہے۔ آج کل اہلِ یورپ کے طرز پر کوٹھیاں بنانے کا رواج پڑ گیا ہے جن لوگوں کے پاس کچھ روپے ہو جاتے ہیں پُرانی طرز کا پردہ دار مکان بنا کر رہنے کو عیب سمجھتے ہیں۔ اہلِ یورپ کو پردہ اور شرم و حیا سے کیا تعلق؟ بلڈنگیں اور کوٹھیاں ایسے طرز پر بنائی جاتی ہیں جن میں عورت کو چھپا کر رکھنے کا ذرا بھی اہتمام نہیں ہوتا۔ صحن کی جگہ پارک نما کشادہ ہوتی ہے اور جو دو ہاتھ کی دیوار سے گھری ہوئی ہوتی ہے۔ پارک میں پڑی ہوئی... بنچوں پر عورتیں اور لڑکیاں بلاحجاب سر کھولے اور بغیر آستین کا فراک پہنے لیٹی بیٹھی رہتی ہیں گذرنے والے ان کو دیکھتے چلے جاتے ہیں۔ اسی کی نقل ہمارے ملک کے مال دار طبقہ نے شروع کر دی ہے۔ اللہ تعالےٰ

(۳۱) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقْبَلُ صَلٰوۃُ حَائِضٍ اِلَّا بِخِمَارٍ (رواہ ابوداؤد والترمذی)

ان کو سمجھ دیوے اور اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اتباع نصیب فرمائے۔

یہاں یہ نکتہ قابلِ ذکر ہے کہ جب کسی کے گھر میں جانے کے لیے اجازت طلب کرتے وقت داخلہ کی اجازت سے قبل اندر نظر ڈالنے کی ممانعت ہے تو جسے نہ اندر جانا ہے نہ کسی کو اندر سے بلانا ہے اس کے لیے کیونکر درست ہوسکتا ہے کہ راہ چلتے ہوئے گھروں میں نظریں ڈالتا ہوا چلے؟

نماز میں جسم ڈھانکنے کی فرضیت

(۳۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بالغ عورت کی نماز بغیر دوپٹہ کے قبول نہیں ہوتی (ابوداود، ترمذی)

نماز درست ہونے کے لیے چند شرطیں ہیں جن میں سے ایک سترِ عورت بھی ہے جس کی تفصیل اور تشریح یہ ہے کہ مرد کے لیے تو صرف ناف سے لیکر گھٹنوں کے ختم تک ڈھانکنا فرض ہے مگر عورت کو چہرہ اور ٹخنوں سے نیچے

دونوں پاؤں اور دونوں پہنچوں تک دونوں ہاتھوں کے علاوہ سارے جسم کا ڈھانکنا فرض ہے۔ اگر تنہائی میں نماز پڑھے تب بھی یہی حکم ہے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں مسلمان عورتیں نماز میں بھی اور نماز سے باہر بھی موٹے کپڑے سے سارے بدن کے ڈھانکنے کا اہتمام کرتی تھیں۔ باریک کپڑا پہننے یا نیم آستین کا کُرتا پہننے کا سرے سے رواج ہی نہ تھا۔ البتہ چونکہ بے دھیانی میں سر سے دوپٹہ سرک جانے کا احتمال رہتا ہے اس لیے خصوصیت کے ساتھ دوپٹہ کا ذکر فرمایا کہ بالغ عورت کی نماز بغیر دوپٹہ کے قبول نہ ہوگی۔

مسئلہ باریک کپڑا جس سے اندر کا جسم یا بال نظر آتے ہوں (مثلاً شنون، سیفون، نیلون، باریک تن زیب وغیرہ) کا پہننا اور نہ پہننا حدیث شریف کی رُو سے دونوں برابر ہیں (رُبَّ کَاسِیَاتٍ عَارِیَاتٌ) اس طرح کا کپڑا پہن کر یا سر پر اوڑھ کر اگر کسی عورت نے نماز پڑھ لی تو اس کی نماز نہ ہوگی۔ اسی طرح اگر کسی مرد نے ایسا باریک کپڑا لنگی کی جگہ باندھ کر نماز پڑھی جس سے رانیں یا گھٹنے یا سُرین نظر آتے ہوں تو اس کی بھی نماز نہ ہوگی۔ **مسئلہ** نیم آستین یا بلا آستین کا کُرتا یا بلاؤز یا فراک پہن کر اگر کسی عورت نے نماز پڑھی اور اپنی بانہوں کو چادر وغیرہ سے نہیں چھپایا تب بھی نماز نہ ہوگی۔ **مسئلہ** اگر نماز پڑھتے میں عورت کی چوتھائی پنڈلی یا چوتھائی ران یا چوتھائی ہاتھ کھل جائے اور اتنی دیر کھلی رہے جتنی دیر میں تین بار سبحان اللہ کہہ سکے تو نماز جاتی رہی پھر سے پڑھے

اور اگر اتنی دیر نہیں کھلی رہی جتنی دیر میں تین بار سُبحان اللہ کہہ سکے بلکہ کھلتے ہی ڈھک لیا تو نماز ہوگئی۔ اسی طرح جتنے بدن کا ڈھانکنا واجب ہے اس میں سے جب بھی کوئی چوتھائی عضو کھل جائے گا تو نماز نہیں ہوگی جیسے چوتھائی کان یا چوتھائی سر یا چوتھائی بال یا چوتھائی پیٹ یا چوتھائی پیٹھ یا چوتھائی گردن یا چوتھائی سینہ یا چوتھائی چھاتی وغیرہ کھل جانے سے نماز نہ ہوگی بشرطیکہ بقدر تین بار سبحان اللہ کہنے کے کھلا رہے۔

مسئلہ جو عورتیں ساڑھی باندھتی ہیں اکثر ان کا بلاؤز ناف تک یا اس سے بھی اوپر رہتا ہے جس کی وجہ سے آدھا یا چوتھائی پیٹ ساڑھی باندھنے کی جگہ تک کھلا رہتا ہے۔ اگر اسی طرح کھلے ہوئے نماز پڑھ لی تو نماز نہ ہوگی۔ اور چونکہ پیٹ اور پیٹھ کا ڈھانکنا اپنے محرم کے سامنے بھی فرض ہے اس لیے اتنا چھوٹا بلاؤز پہن کر شوہر کے سوا دوسرے مردوں (باپ بھائی وغیرہ) کے سامنے آنا بھی حرام ہے۔

مسئلہ جو لڑکی ابھی جوان نہیں ہوئی بلکہ جوانی کے قریب ہے اس کا دوپٹہ سر سے سرک گیا اور سر کھل گیا اور اسی حال میں اس نے نماز پڑھ لی تو اس کو بھی نماز دہرانے کا حکم دیا جائے گا۔

(۳۲) عَنْ اُمِّ حُمَيْدٍ امْرَأَةِ اَبِیْ حُمَيْدِنِ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا اَنَّهَا جَآءَتْ اِلَی النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اُحِبُّ الصَّلٰوةَ مَعَكَ قَالَ قَدْ عَلِمْتُ اَنَّكِ تُحِبِّيْنَ الصَّلٰوةَ مَعِیْ وَصَلٰوتُكِ فِیْ بَيْتِكِ خَيْرٌ مِنْ صَلٰوتِكِ فِیْ حُجْرَتِكِ وَصَلٰوتُكِ فِیْ حُجْرَتِكِ خَيْرٌ مِنْ صَلٰوتِكِ فِیْ دَارِكِ وَصَلٰوتُكِ فِیْ دَارِكِ خَيْرٌ مِنْ صَلٰوتِكِ فِیْ مَسْجِدِ قَوْمِكِ وَصَلٰوتُكِ فِیْ مَسْجِدِ قَوْمِكِ خَيْرٌ مِنْ صَلٰوتِكِ فِیْ مَسْجِدِیْ قَالَ فَاَمَرَتْ فَبُنِيَ لَهَا مَسْجِدٌ فِیْ اَقْصٰی شَیْءٍ مِنْ بَيْتِهَا وَاَظْلَمِهٖ وَكَانَتْ تُصَلِّیْ فِيْهِ حَتّٰی لَقِيَتِ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ

(رواہ احمد وابن خزیمۃ وابن حبان فی صحیحہما کذا فی الترغیب)

عورت کی سب سے اچھی نماز وہ ہے جو اندر سے بھی اندر کسی کمرہ میں ہو

(۳۲) حضرت ابو حُمَید ساعدی (صحابی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی حضرت ام حمید رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں آپ کے ساتھ (مسجد میں باجماعت) نماز پڑھنے کی خواہش رکھتی ہوں. حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے معلوم ہے کہ تم میرے ساتھ نماز

پڑھنے کی خواہش رکھتی ہو (لیکن اس خواہش پر عمل نہ کرنا ہی ٹھیک ہے کیونکہ) گھر کے اندرونی کمرے میں تمہاری نماز باہر کے کمرے میں پڑھنے سے بہتر ہے (جو صحن سے متصل ہو) اور باہر کے کمرے میں تمہارا نماز پڑھنا حویلی کے احاطہ میں کسی دوسری جگہ (مثلاً صحن وغیرہ میں) پڑھنے سے بہتر ہے اور حویلی کے اندر (صحن وغیرہ میں) تمہارا نماز پڑھنا اپنے قبیلے کی مسجد میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ اور اپنے قبیلے کی مسجد میں تمہارا نماز پڑھنا میری مسجد میں (آکر) نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ بات سُن کر ام حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے (نماز پڑھنے کے لیے) اپنے گھر کے بالکل اندرونی اور آخری حصہ میں جو سب سے زیادہ اندھیرے کی جگہ تھی نماز پڑھنے کے لیے جگہ بنالی تھی برابر اسی میں نماز پڑھتی رہیں۔ یہاں تک کہ اللہ عزوجل سے ملاقات کی (یعنی موت آنے تک ہر نماز اُسی جگہ ادا کی (احمد۔ ابن خزیمہ۔ ابن حبان)

غور کرنے کا مقام ہے کہ حضرت ام حمید رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے مزاروں پر جانے کی اجازت نہیں مانگی تھی، میلوں میں جانے کے لیے گذارش نہیں کی تھی، سیر و تفریح کے لیے گھر سے نکلنے کے متعلق عرض نہیں کیا تھا بلکہ مسجد نبوی میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اقتدار میں نماز پڑھنے کی خواہش ظاہر کی تھی۔ اول تو نماز جیسی عبادت کا مرتبہ دیکھو، پھر نماز باجماعت (جس میں ستائیس ۲۷ نمازوں کا ثواب ملتا ہے) اور وہ بھی مسجد نبوی میں (جس میں ایک نماز پڑھنے سے ایک ہزار نمازوں کا ثواب

ملتا ہے اور اس پر مزید یہ کہ محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اقتدا میں پڑھنا چاہتی تھیں اس سب کے باوجود نبی اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ان کو نصیحت فرمائی کہ اپنے گھر ہی میں رہ کر اندر سے بھی اندر نماز پڑھو پس جب کہ ایسے مبارک ارادہ پر بھی یہ ارشاد ہوا (حالانکہ اگر اجازت مل جاتی تو وہ پردے کے ساتھ نکلتیں) تو بے پردہ ہو کر نکلنا اور وہ بھی سینما دیکھنے کے لیے یا میلوں بازاروں اور عرسوں میں جانے کے لیے کیوں کر درست ہو سکتا ہے۔ یہ بات بھی غور طلب ہے کہ وہ خیر القرون کا زمانہ تھا۔ صحابی مرد اور عورت خدا کے پاک بندے تھے جو پاک نیت اور پاک نفس تھے اس کے باوجود حضرت ام حمیدؓ کو وہ نصیحت فرمائی جس کا حدیثِ بالا میں ذکر ہے۔ آج کل فتنوں کا دور ہے، بے دینی کا ماحول ہے، خدا کا خوف نہیں ہے، نفس اور نظر کو بُرائی سے بچانے کا خیال نہیں ہے تو ایسی صورت میں عورتوں کا بے پردہ ہو کر باہر نکلنا کیوں کر درست ہو سکتا ہے۔

ف:۔ جب حضرت ام حمید رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مسجد میں حاضر ہو کر نماز باجماعت ادا کرنے کی اجازت چاہی تو آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بجائے ممانعت فرمانے کے ترغیب کی صورت اختیار فرمائی اور ان کو بتایا کہ گھر ہی میں نماز پڑھنا بہتر ہے۔ اُس زمانۂ مبارک میں مرد اور عورت نیک دل، خدا ترس اور دین دار تھے۔ عورتیں مردوں سے بچتی تھیں اور مرد عورتوں سے پرہیز

کرتے تھے اس لیے آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عورتوں کو شریک جماعت ہونے سے منع نہیں فرماتے تھے اسی لیے حضرت ام حمیدؓ کے جواب میں یوں فرمایا کہ تمھارے لیے گھر میں نماز پڑھنا بہتر ہے لیکن اس تمام نیکی اور نیک نیتی کے باوجود عہدِ نبوت میں جماعت کی نماز میں شریک ہونے کے لیے یہ طریقہ تھا کہ جب آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ سلام پھیر دیتی تھیں (جن کی صفیں مردوں کی صفوں سے بالکل پیچھے ہوتی تھیں) اور اٹھ کر چلی جاتی تھیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نمازیوں کے ساتھ (سلام پھیر کر) اپنی جگہ بیٹھے رہتے تھے۔ جب عورتیں نکل جاتیں تو آپؐ کھڑے ہوجاتے اور دوسرے نمازی بھی (بخاری شریف) اور یہ آنا جانا پردے کے سخت اہتمام کے ساتھ تھا اور اس کے باوجود آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ ہدایت تھی کہ بن سنور کر نہ آویں (کما رواہ ابوداؤد لیخرجن وھن تفلات) آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد جب بعض عورتیں بناؤ سنگھار کے ساتھ نکلنے لگیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:۔

لو ادرک رسول اللہ صلی	اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	موجودگی میں عورتوں کے ان حالات کو دیکھتے
ما احدث النساء لمنعھن	جو انھوں نے اب پیدا کرلیے ہیں تو ضرور ان کو
المساجد کما منعت نساء	مسجدوں میں جانے سے روک دیتے جیسا کہ بنی
بنی اسرائیل ۔(بخاری)	اسرائیل کی عورتیں روک دی گئی تھیں۔

(۳۳) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَنْظُرُ الرَّجُلُ اِلٰی عَوْرَۃِ الرَّجُلِ وَلَا الْمَرْأَۃُ اِلٰی عَوْرَۃِ الْمَرْأَۃِ وَلَا یُفْضِی الرَّجُلُ اِلَی الرَّجُلِ فِیْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ وَلَا تُفْضِی الْمَرْأَۃُ اِلَی الْمَرْأَۃِ فِیْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ۔ (رواہ مسلم)

مرد کا مرد سے اور عورت کا عورت سے کتنا پردہ ہے؟

(۳۳) حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی مرد کسی مرد کی شرمگاہ کو نہ دیکھے اور نہ کوئی عورت کسی عورت کی شرمگاہ کو دیکھے اور نہ ننگے ہو کر دو مرد ایک کپڑے میں لیٹیں اور نہ دو عورتیں ایک کپڑے میں ننگی ہو کر لیٹیں۔

(مسلم شریف)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس طرح عورت کا مرد سے پردہ ہے اسی طرح عورت کا عورت سے اور مرد کا مرد سے بھی پردہ ہے لیکن پردوں میں تفصیل ہے۔ ناف سے لے کر گھٹنے کے ختم تک کسی بھی مرد کو کسی مرد کا ستر دیکھنا حلال نہیں ہے۔ بہت سے لوگ آپس میں زیادہ دوستی ہو جانے پر پردے کی جگہ ایک دوسرے کو بلا تکلف دکھا دیتے ہیں۔ یہ سراسر حرام ہے اسی طرح عورت کو عورت کے سامنے ناف سے لے کر گھٹنوں کے ختم تک

کھولنا حرام ہے اور کافر عورت کے سامنے منہ اور گٹے تک ہاتھ اور ٹخنے تک پیر کے علاوہ جسم کا کوئی حصہ یا کوئی بال کھولنا بھی درست نہیں بعض غیر مسلم عورتیں سبزی ترکاری یا چوڑی یا اور دوسری چیزیں بیچنے کو گھروں میں آجاتی ہیں ان کے سامنے سر یا باہیں یا پنڈلیاں کھول دینے کی اجازت نہیں۔ اسی طرح بچہ پیدا ہونے کے چند روز بعد جب زچہ کو غسل کرایا جاتا ہے تو گھر کی سب عورتیں اس کو ننگا کرکے نہلاتی ہیں اور رانیں وغیرہ سب دیکھتی جاتی ہیں یہ بہت بڑی بے غیرتی اور سخت گناہ کی بات ہے۔

بعض دیہات میں جہاں گھروں میں پاخانے بنانے کا رواج نہیں ہے چند عورتیں مل کر قضاء حاجت کے لیے جنگل جاتی ہیں اور کپڑا کھول کر سب برابر برابر بیٹھتی ہیں اور ایک دوسرے کو دیکھتی جاتی ہیں اور باتیں کرتی رہتی ہیں یہ سخت حرام ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے غصہ ہوتے ہیں۔

مسئلہ جتنی جگہ کا نظر کا پردہ ہے اتنی جگہ کو چھونا بھی درست نہیں ہے۔ چاہے کپڑے کے اندر ہاتھ ڈال کر ہی کیوں نہ ہو۔ مثلاً کسی بھی مرد کو

ے فی المشکوۃ عن ابی سعید مرفوعا لایخرج الرجلان یضربان الغائط کاشفین عن عورتہما یتحدثان فان اللہ یمقت علی ذلک ۱۲ رواہ احمد وابوداؤد وابن ماجۃ۔

(۳۴) وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ یَا عَلِيُّ لَا تُبْرِزْ فَخِذَكَ وَلَا تَنْظُرْ اِلیٰ فَخِذِ حَيٍّ وَّلَا مَيِّتٍ ۔ (رواه ابو داؤد وابن ماجه)

یہ جائز نہیں ہے کہ کسی مرد کے ناف سے لے کر گھٹنوں تک کے حصہ کو ہاتھ لگائے۔ اسی طرح کوئی عورت کسی عورت کے ناف سے نیچے کے حصے کو گھٹنوں کے ختم تک ہاتھ نہیں لگا سکتی۔ اسی وجہ سے حدیثِ بالا میں دو مردوں کو ایک کپڑے میں ننگے ہو کر لیٹنے کی ممانعت فرمائی ہے اور یہی ممانعت عورتوں کے لیے بھی ہے یعنی دو عورتیں ننگی ہو کر ایک کپڑے میں نہ لیٹیں۔

میت کا ستر دیکھنا بھی حرام ہے

(۳۴) حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے علی! اپنی ران کو ظاہر مت کر اور کسی مردہ یا زندہ کی ران کی طرف مت دیکھ۔ (ابو داود، ابن ماجہ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جتنا حصہ سترِ عورت میں فرض ہے اس کو دوسرے شخص کے سامنے کھولنا جائز نہیں جس طرح کسی کا ستر

دیکھ لینا منع ہے اسی طرح دوسرے کے سامنے اپنا ستر کھول دینا یا کھلا رکھنا بھی منع ہے۔ (وَلَا تُبْرِزْ فَخِذَكَ) اس کی مزید تشریح آئندہ حدیث کی تشریح میں آرہی ہے ان شاء اللہ۔

حدیثِ بالا میں یہ بھی فرمایا کہ کسی مردہ یا زندہ کی ران کی طرف مت دیکھو۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جیسے زندہ شخص کا ستر دیکھنا حرام ہے اسی طرح مُردے کا ستر دیکھنا بھی حرام ہے۔ مردہ خود تو اپنا ستر چھپانے سے عاجز ہے لہذا وہ تو اب ستر ڈھانکنے کا مکلف نہیں جو لوگ زندہ ہیں چونکہ وہ مکلف ہیں اس لیے اُن پر لازم ہے کہ مردے کا ستر نہ دیکھیں۔ نہلانے اور کفنانے میں اس کا خصوصی طور پر دھیان رکھنا ضروری ہے۔ اسی لیے فقہاء نے لکھا ہے کہ میت کے ستر پر ناف سے لے کر گھٹنوں تک کپڑا ڈال کر غسل دلایا جائے اور ناف سے لے کر گھٹنوں تک اگر ملنے یا ناپاکی چھڑانے کی ضرورت ہو تو اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر اس کے جسم کو ہاتھ لگائے (لِاَنَّ اللَّمْسَ حَرَامٌ كَالنَّظَرِ)

کتبہ محمد ایوب غفرلہ
۱۳۸۱
سنہ
۱۹۶۲

(۳۵) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ، وَ الْمُتَّخِذِيْنَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ۔ (رواه ابوداؤد والترمذی وحسنه)

عورتوں کے لیے قبروں پر جانے کی ممانعت

(۳۵) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کے لیے جانے والی عورتوں پر اور اُن لوگوں پر لعنت فرمائی جو قبروں کو سجدہ گاہ بنائیں اور جو قبروں پر چراغ جلائیں۔ (ابوداود، ترمذی)

اس حدیث میں قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر اور اُن لوگوں پر جو قبروں کو سجدہ گاہ بنائیں اور وہاں چراغ جلائیں آں حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے۔ معلوم ہوا کہ قبروں پر عورتوں کا جانا سخت منع ہے۔ اور وجہ اس ممانعت اور لعنت کی یہ ہے کہ عورتیں اول تو بے پردہ ہوکر جاتی ہیں اور دوسرے قبروں پر طرح طرح کی بدعتیں کرتی ہیں اور شرکیہ افعال کی مرتکب ہوتی ہیں۔ مثلاً صاحب قبر کی نذر مانتی ہیں اور اسے پورا کرنے کے لیے اس کی قبر پر جاتی ہیں نیز اللہ کو چھوڑ کر صاحبِ قبر سے اولاد مانگتی ہیں یہ دونوں چیزیں شرک ہیں اور اسی طرح کی بہت سی

بدعات انجام دیتی ہیں۔

حدیثِ بالا سے قبروں کو سجدہ گاہ بنانے اور اُن پر چراغ جلانے کی ممانعت بھی ثابت ہوئی۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض الوفات میں فرمایا:-

لَعَنَ اللّٰہُ الْیَھُوْدَ وَ	اللہ لعنت کرے یہود و نصارٰے پر
النَّصَارٰی اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ	جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو
اَنْبِیَائِھِمْ مَسَاجِدَ	سجدہ گاہ بنالیا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا:-

اَلَا وَاِنَّ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ	خبردار! تم سے پہلے لوگ (یہود اور
کَانُوْا یَتَّخِذُوْنَ قُبُوْرَ	نصارٰے) اپنے نبیوں اور بزرگوں
اَنْبِیَائِھِمْ وَصَالِحِیْھِمْ	کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیتے تھے۔ خبردار
مَسَاجِدَ اَلَا فَلَا تَتَّخِذُوا	تم قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنانا میں تم کو
الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ اِنِّیْ اَنْھَاکُمْ	اس سے منع کرتا ہوں۔
عَنْ ذٰلِکَ (مسلم)	

ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ قبروں کو سجدہ گاہ بنانے کا کام یہود و نصارٰی کیا کرتے تھے۔ علماء حدیث نے لکھا ہے کہ ان لوگوں پر اس لیے لعنت فرمائی کہ وہ لوگ نبیوں کی قبروں کو تعظیماً سجدہ کیا کرتے تھے جو کہ کھُلا ہوا شرک ہے۔ اور یا نماز تو اللہ کی پڑھتے لیکن سجدہ نبیوں کی قبروں پر کرتے تھے اور

نماز کی حالت میں قبروں کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔ امتِ محمدیہ میں قبروں کو سجدۂ تعظیمی کرنے کا رواج صدیوں سے پڑا ہوا ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس چیز سے سختی سے روکا اور جسے سببِ لعنت بتایا۔ افسوس کہ نام نہاد پیر فقیر اور قبروں کے مجاورین زائرین سے اسی شرکیہ عمل کو کراتے ہیں ان دشمنانِ دین نے سجدہ کو لوازمِ زیارت میں سے بنا رکھا ہے۔ اولیاء اللہ کے کسی مزار پر جاکر اگر دیکھا جائے تو بہت سے مرد و عورت مزار کو سجدہ کرتے ہوئے نظر آئیں گے (العیاذ باللہ)

حدیث شریف میں اُن لوگوں پر بھی لعنت فرمائی جو قبروں پر چراغ جلاتے ہیں۔ صاحبِ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

والنہی عن اتخاذ السرج لما فیہ من تضیع المال لانہ لا نفع لاحد من السراج ولانھا من آثار جھنم و اما للاحتراز عن تعظیم القبور کالنہی عن اتخاذ القبور مساجد	قبروں پر چراغ جلانے کی ممانعت اس وجہ سے ہے کہ اس میں مال کا ضائع کرنا ہے (جو اسراف یعنی فضول خرچی ہے) جس کی وجہ یہ ہے کہ چراغ سے کسی (میت) کو کوئی نفع نہیں اور ممانعت کی ایک وجہ یہ ہے کہ آگ دوزخ کے آثار میں ہے۔ (لہٰذا مومن کی قبر پر نہ ہونی چاہیے) اور چراغ جلانا تعظیمِ قبور کے لیے بھی ہوتا ہے اس وجہ سے بھی ممنوع ہے جیسا کہ سجدگاہ بنانا منع ہے۔

صاحبِ مرقاۃ نے یہ جو فرمایا کہ قبر پر چراغ جلانے میں کسی میت کو کچھ نفع نہیں ہے اس کی تشریح یہ ہے کہ میت اگر عذاب میں ہے اور اس کی قبر میں تاریکی ہے تو باہر کے اُجالے سے اُسے کچھ فائدہ نہ ہوگا اور اگر وہ اللہ تعالیٰ کے انعام و کرام میں ہے تو اس کی قبر حسبِ فرمانِ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود منوّر ہے اور باہر کی روشنی کی اسے اب بالکل حاجت نہیں ہے اور معلوم ہے کہ عموماً جن حضرات کو بزرگ سمجھا جاتا ہے انھیں کی قبروں پر چراغ جلائے جاتے ہیں۔ یہ عقل و نقل کے خلاف نہیں تو کیا ہے ؟

درحقیقت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس خطرے کی پیش بندی کے لیے قبروں کو سجدہ گاہ بنانے اور وہاں چراغ جلانے سے روکا تھا وہ خطرہ اس وجہ سے واقعہ بن گیا ہے کہ امت نے ممانعت کو لائقِ عمل نہیں سمجھا اور مصیبت بالائے مصیبت یہ ہے کہ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاف اور صریح ممانعت کے باوجود جس کی روایات صحیح بخاری و صحیح مسلم اور صحاح کی دیگر کتابوں میں موجود ہیں قبر پر چراغ جلانے اور وہاں سجدہ گاہ بنانے کو ثواب بتاتے ہیں۔ مؤطا امام مالک میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ پاک سے دعا کی :-

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا یُّعْبَدُ
اے اللہ! میری قبر کو بُت نہ بنا کہ جس کی پُوجا کی جائے۔

پھر فرمایا :-

اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰی
اللہ کا سخت غصہ ہوا اُن لوگوں پر

قَوْمٍ اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ	جنھوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو
اَنْبِيَاۤئِهِمْ مَسَاجِدَ	سجدہ گاہ بنایا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

لَا تَجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ	اپنے گھروں کو قبریں مت بناؤ (یعنی
قُبُوْرًا وَلَا تَجْعَلُوْا	قبروں کی طرح گھروں کو ذکر اللہ سے
قَبْرِيْ عِيْدًا وَصَلُّوْا	خالی مت رکھو بلکہ نفل نماز ذکر و وظیفہ
عَلَيَّ فَاِنَّ صَلٰوتَكُمْ	گھروں میں پڑھا کرو) اور میری قبر کو
تَبْلُغُنِيْ حَيْثُ كُنْتُمْ	عید نہ بناؤ اور مجھ پر درود بھیجو کیونکہ
	تمہارا درود مجھ کو پہونچا دیا جاتا ہے تم
(مشکوٰۃ بحوالہ نسائی)	جہاں کہیں بھی ہو۔

مذکورہ بالا حدیثوں سے معلوم ہوا کہ قبروں کو بُت بنانا اور وہاں میلہ لگا کر اس طرح جمع ہونا جیسے عیدگاہ میں جمع ہوتے ہیں اللہ رب العزت اور اس کے پاک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نزدیک سخت ترین گناہ اور بدترین عمل ہے۔

قبروں پر عرس کے نام سے جو میلے لگتے ہیں ان میں بے شمار مُنکَرات اور معاصی کا ارتکاب کیا جاتا ہے۔ مردوں کی بھیڑ بھاڑ میں عورتوں کا موجود رہنا قبروں کو سجدے کرنا اور ان کے چاروں طرف طواف کرنا (جو صرف بیت اللہ کے لیے مخصوص ہے) مزاروں پر چراغ جلانا، طوائف کا ناچ ہونا، ہارمونیم اور

(۳۶) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يَدْخُلِ الْحَمَّامَ بِغَيْرِ إِزَارٍ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يُدْخِلْ حَلِيْلَتَهُ الْحَمَّامَ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يَجْلِسْ عَلٰى مَائِدَةٍ تُدَارُ عَلَيْهَا الْخَمْرُ

(رواہ الترمذی والنسائی)

طبلہ پر گانا بجانا اور نمازوں کو غارت کرنا اور قبر کا غسل دلانا اور اسی طرح بہت سی شرک و بدعت کی باتیں اور بدترین منکرات اور خرافات کا ارتکاب کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سمجھ دیوے۔

غسل کے وقت پردے کا اہتمام

(۳۶) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو بغیر تہبند کے حمام میں داخل نہ ہووے۔ اور جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اپنی بیوی کو حمام میں داخل نہ کرے اور جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو کسی ایسے

دسترخوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب کا دور چل رہا ہو۔ (ترمذی، نسائی)

جو قومیں نبیوںؑ کی ہدایت سے محروم ہوتی ہیں حیا و شرم سے خالی ہوتی ہیں۔ انسان کا نفس شرم و حیا کی پابندی سے بچتا ہے اس لیے جو لوگ دینِ حق کے پابند نہیں ہوتے شرم و حیا سے بھی آزاد ہوتے ہیں۔ مل جل کر مردوں اور عورتوں کا نہانا اور پردے کا اہتمام نہ کرنا جاہلیت کی تہذیبِ قدیم میں بھی تھا اور اب تہذیبِ جدید میں بھی ہے۔ خطۂ عرب سے باہر عہدِ نبوت میں ایسے حماموں کا رواج تھا جن میں مرد و عورت بغیر کسی پردہ اور شرم کے اکٹھے ہو کر نہایا کرتے تھے اور یہ ان کے رواج اور سماج میں داخل تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اول تو مردوں اور عورتوں کو ان حماموں میں غسل کرنے سے منع فرمایا پھر بعد میں مردوں کو تہمد باندھ کر وہاں نہانے کی اجازت دے دی (لیکن یہ اجازت اس شرط سے ہے کہ کسی دوسرے مرد کا ستر نہ دیکھے اور کسی عورت پہ نظر نہ ڈالے) اور عورتوں کے لیے ان حماموں میں نہانے کی ممانعت علیٰ حالہٖ باقی رہی کیونکہ پورے کپڑے پہن کر بھی عورت غسل کرے گی تب بھی مردوں کی نظریں اس کی طرف اٹھیں گی، بھیگا ہوا کپڑا بدن پر اس طرح چپک جاتا ہے کہ اجزاء بدن کو الگ الگ ظاہر کرتا ہے۔ اس حالت میں اگر مردوں کی نظر کسی عورت پر پڑے گی تو مزید کشش کا باعث بنے گی۔ ترغیب و ترہیب کی ایک روایت میں ہے کہ تہمد اور کرتا اور دوپٹہ پہن کر بھی عورت کو مذکورہ بالا حماموں میں غسل کرنے کی ممانعت فرمائی۔

ہمارے اس زمانے میں کلب بنانے اور اس کا ممبر بننے کا رواج ہے۔ انھیں کلبوں میں بعض کلب نہانے کے اور بعض تیرنے کے بنائے جاتے ہیں۔ مرد و عورت لڑکے لڑکیاں اکٹھے مل کر نہاتے اور تیرتے ہیں اور تیراکی کے مقابلے کرتے ہیں۔ مردوں اور عورتوں کے ننگے جسموں کی بے پردگی ہوتی ہے۔ یہ اختلاط نظر فریبی اور عشق بازی پر آمادہ کرتا ہے۔ اس طرح کے کلب یورپ کے بے شرموں کی ایجاد ہے مگر افسوس ہے کہ مسلمانی کا دعویٰ کرنے والے بھی اس طرح کے کلبوں کے ممبر بننے کو بہترین کارنامہ سمجھنے لگے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اگر کوئی کلب ایسا ہو جس میں صرف مرد ہی مل کر نہاتے ہوں تب بھی اس کا لحاظ رکھنا لازم ہے کہ کوئی مرد کسی مرد کا ستر ناف سے لے کر گھٹنوں کے ختم تک نہ دیکھے۔ اسی طرح سے کشتیوں کے اکھاڑوں اور فٹ بال وغیرہ کے میچوں میں ناف سے لے کر گھٹنوں کے ختم تک کے کسی حصہ کو کسی کے سامنے کھولنا یا کسی کے ستر کا کوئی حصہ دیکھنا دونوں حرام ہیں۔ افسوس ہے کہ کشتی کے مقابلوں میں اور کرکٹ و فٹ بال وغیرہ کے میچوں میں بڑے بڑے دین داری کے دعوے دار اس مسئلے کو بھول جاتے ہیں اور ستر دیکھنے دکھانے کو ذرا عیب نہیں سمجھتے۔

ابوداؤد شریف میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ کھلے میدان میں غسل کر رہا ہے (اس کے بعض اعضاء ستر ران وغیرہ کھلے ہوئے تھے) اسے دیکھ کر آپ حضرت صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے اور اللہ پاک کی حمد وثنا کے بعد فرمایا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ شرم دار ہے اور پردے والا ہے شرم کو اور پردہ کو پسند فرماتا ہے لہٰذا تم میں سے جب کوئی شخص غسل کرے تو پردے میں کیا کرے۔

جن ملکوں اور علاقوں (مثلاً بنگال. آسام وغیرہ) میں تالابوں میں غسل کرنے کا رواج ہے وہاں تالابوں پر بہت بے پردگی ہوتی ہے اور ان علاقوں میں یہ بہت ہی بدترین رواج ہے کہ مرد وعورت اکٹھے تالاب میں نہاتے اور کپڑے دھوتے ہیں جس کی وجہ سے عورتوں کا سر اور سینہ اور پنڈلیاں اور کمر اور پیٹ مرد دیکھتے ہیں۔ یہ بڑا جاہلانہ رواج ہے جس میں بڑی بے غیرتی اور بے شرمی ہے اور بڑا گناہ بھی ہے۔ جن علاقوں میں ساڑھی باندھنے کا رواج ہے وہاں بعض قوموں میں اور خاندانوں میں یہ دستور ہے کہ عورت کی جہاں عمر ڈھلی بس اس نے صرف ساڑھی ہی سے کام چلانا شروع کر دیا. کرتا قمیص یا بلاؤز وغیرہ بالکل ندارد۔ بے ڈھنگے طریقے پر آدھی پنڈلیوں تک ساڑھی لپیٹ لی اور کچھ حصہ سر پر ڈال لیا. پیٹ، کمر، سینہ آدھی آدھی پنڈلیاں اور اکثر سر بھی کھلا رہتا ہے۔ بہار، بنگال، آسام وغیرہ میں سفر کیا جائے تو ریلوں میں اس طرح کی عورتیں بہت ملیں گی جن میں مسلمان عورتیں بھی ہوتی ہیں۔ ننگا رہنا تو اُن لوگوں کا شعار ہے جو نبیوں کی تعلیم سے محروم ہیں۔ اسلام تو ہرگز بے غیرتی اور بے پردگی کو روا نہیں رکھتا

پردے کے احکام جوان اور بوڑھی عورتوں کے لیے برابر ہیں۔ بس اتنا سا فرق ہے کہ بوڑھی عورت صرف منہ اور ہتھیلی اور ٹخنے تک نامحرم کے سامنے کھول سکتی ہے۔ سر، کمر، پیٹ اور پنڈلی نامحرم کے سامنے بوڑھی عورت کو بھی کھولنا حرام ہے۔

آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حمام میں غسل کرنے کی ممانعت کے بعد دوسری نصیحت یہ فرمائی کہ جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو کسی ایسے دستر خوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب کا دور چل رہا ہو۔ ہمارے اس زمانے میں جس طرح بے پردگی کو لوازم ترقی میں داخل کر لیا ہے اور اس کے لیے مغربیت زدہ مجتہدین ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں کہ کسی طرح بے پردگی اسلامی چیز بن جائے اسی طرح سے بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہونے والے لوگ جو یورپ و امریکہ کے ماحول میں کچھ دن گذار چکے ہیں شراب کے پینے اور پلانے کو پارٹیوں اور دعوتوں کا جزوِ اعظم بنائے ہوئے ہیں۔ ان لوگوں کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اتباع میں ترقی نظر نہیں آتی، بلکہ یورپ اور امریکہ کے بے حیا انسانوں کی تقلید میں عروج سمجھتے ہیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے تو یہ فرمایا کہ جس دستر خوان پر شراب کا دور چل رہا ہو اس پر مت بیٹھو اور ان مدعیانِ دین و دانش کا یہ حال ہے کہ اسلامی جمہوریت اور دینی حکومت کے نام پر جو دعوتیں کرتے ہیں شراب کے ذریعے اُن کو بھی ضرور رنگین کیا جاتا ہے۔

(۳۷) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِیَّاکُمْ وَالتَّعَرِّیَ فَاِنَّ مَعَکُمْ مَنْ لَّا یُفَارِقُکُمْ اِلَّا عِنْدَ الْغَائِطِ وَحِیْنَ یُفْضِی الرَّجُلُ اِلٰی اَھْلِهٖ فَاسْتَحْیُوْھُمْ وَاَکْرِمُوْھُمْ

(رواہ الترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ لعنت کرے شراب پر اور شراب کے پینے والے پر اور اس کے پلانے والے پر اور اس کے بیچنے والے پر اور اس کے خریدنے والے پر اور اس کے بنانے والے پر اور بنوانے والے اور اس کو اٹھا کر لے جانے والے پر اور جس کے پاس لے جائے اُس پر بھی۔ (ابوداؤد شریف)

ایک حدیث میں ارشاد ہے وَلَا تَشْرَبِ الْخَمْرَ فَاِنَّهَا مِفْتَاحُ کُلِّ شَرٍّ (یعنی شراب مت پی کیونکہ وہ ہر بُرائی کی کُنجی ہے (ابن ماجہ)

فرشتوں سے شرم کرنے کی تعلیم

(۳۷) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دو موقعوں کے سوا کسی بھی وقت ننگے نہ ہوا کرو کیونکہ تمہارے ساتھ وہ (حیادار اور معزز مخلوق ہے جو تم سے جدا نہیں ہوتی لہٰذا تم اُن سے شرم کرو اور ان کی عزت کرو۔ وہ دو موقعے جن میں ننگا ہونے کی اجازت ہے یہ ہیں (۱) پیشاب پاخانہ کے وقت

(۲) جب مرد و عورت ہم بستری کریں۔ (ترمذی شریف)

وہ مخلوق جو انسانوں سے جدا نہیں ہوتی فرشتے ہیں۔ کم از کم اعمال کے لکھنے والے فرشتے تو ہر وقت ساتھ رہتے ہیں اس لیے اگر کوئی انسان بھی نہ دیکھ رہا ہو اور آدمی بالکل تنہا ہو تب بھی ننگا ہو جانے کی ممانعت فرمائی کیونکہ کم از کم فرشتے تو دیکھتے ہیں ان سے شرم کرنی چاہیے بدرجہ مجبوری پیشاب پاخانہ کے وقت اور بیوی سے ہم بستری کے وقت ستر کھولنے کی اجازت دی گئی ہے تنہائی میں ننگا ہونا گناہ تو نہیں ہے مگر فرشتوں کے اعزاز و اکرام کی وجہ سے منع فرمایا ہے۔ پاخانہ کرنے کے لیے جب بیٹھے تو ضرورت اور مجبوری کا خیال رکھے یعنی جتنی دیر ستر کھولنے کی ضرورت ہو اتنی ہی دیر کھولے بلا ضرورت کھولنے سے پرہیز کرے

حدیث شریف میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب قضاء حاجت کے لیے بیٹھتے تو جب تک زمین سے قریب نہ ہو جاتے کپڑا نہیں اٹھاتے تھے۔ (ابوداؤد شریف) اور وجہ اس کی یہ ہے کہ کھڑے ہی کھڑے کپڑا کھول دینا بلا ضرورت ہے قضاء حاجت تو بیٹھ کر ہی ہوگی۔ پھر کھڑے ہی کھڑے ننگا ہو جانا بے فائدہ ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص پاخانہ کے لیے جائے تو پردہ کرے (اگر جنگل بیابان ہو اور پردے کے لیے کچھ نہ پائے تو ریت کا اونچا سا ڈھیر بنا کر اس کی طرف پشت کر کے (قضائے حاجت کے لیے) بیٹھ جائے اس لیے کہ انسانوں کے پاخانہ کے مقام سے شیطان کھیلتا ہے۔ (ابوداؤد شریف)

ف پاخانہ جاتے وقت اگر بسم اللہ کہہ لے تو شیطان کی آنکھوں اور آدمیوں کی

(۳۸) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُبَاشِرُ الْمَرْأَۃُ الْمَرْأَۃَ فَتَنْعَتَھَا لِزَوْجِھَا کَاَنَّہٗ یَنْظُرُ اِلَیْھَا۔

(رواہ البخاری ومسلم)

شرمگاہوں کے درمیان یہ الفاظ پردہ بن جائیں گے۔ (ترمذی)
اسی طرح کپڑے اُتارتے وقت اگر بسم اللہ کہہ لیا تو اب شیطان اس کی شرمگاہ کو نہ دیکھ سکے گا۔ (حصن حصین)

کسی عورت کا حسن جمال بیان کرنے کی ممانعت

(۳۸) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک عورت دوسری عورت کے ساتھ ہم مجلس ہونے کے بعد اپنے شوہر کے سامنے اُس عورت کا (پورا پورا) حال (ناک، نقشہ اور حسن وجمال وغیرہ کا) اس طرح بیان نہ کر دیوے کہ جیسے وہ اُس (عورت) کو دیکھ رہا ہے (بخاری ومسلم)

مطلب یہ ہے کہ اپنے شوہر کے سامنے کسی بات کے سلسلے میں یوں ہی کسی عورت کا اگر ذکر آجائے تو اس حد تک مضائقہ نہیں ہے۔

(۳۹) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَشَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰہِ مَنْزِلَۃً یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ الرَّجُلُ یُفْضِیْ اِلَی امْرَأَتِہٖ وَتُفْضِیْ اِلَیْہِ ثُمَّ یَنْشُرُ سِرَّھَا۔

(رواہ مسلم)

لیکن اس کے سامنے کسی عورت کا پورا پورا اس طرح حال بیان نہ کرے جسے سن کر اُس عورت کے حسن وجمال اور خد وخال کا نقشہ اُس کے ذہن میں بیٹھ جائے۔ کسی عورت کے احوال کا ایسا صاف اور واضح بیان اپنے مرد کے سامنے کرنا بھی ایک طرح کی بے پردگی ہے۔ جیسے کسی کو آنکھ سے دیکھ کر طبیعت مائل ہوتی ہے ایسے ہی بغیر دیکھے حسن وجمال کا حال سن کر بھی دل میں اُمنگ پیدا ہوتی ہے۔ اور دیکھنے اور ملاقات کرنے کو دل چاہنے لگتا ہے لہٰذا اس طرح کے تذکرے سے منع فرمایا۔ اور اس میں بیان کرنے والی کے نقصان کا بھی اندیشہ ہے۔ کیونکہ اگر اس عورت پر شوہر کی طبیعت آگئی اور اس کے حاصل کرنے کے فکر میں پڑ گیا تو پچھتائے گی۔

زن وشوہر کے رازدارانہ حالات بیان کرنے کی ممانعت

(۳۹) حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ

اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص بدترین لوگوں میں سے ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ تنہائی میں رہ کر (ہنسی دل لگی وغیرہ کی) راز (کی باتوں) کو (دوستوں میں) پھیلاتا ہے۔ (مسلم)

پردے میں میاں بیوی آپس میں جو مخصوص کام اور اس کے لوازم اور دواعی اور ہنسی دل لگی کی باتیں کرتے ہیں ان کو رازدارانہ طریقے پر محفوظ رکھنے کی اہمیت اس حدیث میں بیان فرمائی ہے۔ پردہ ڈال کر ایک کام کیا اور پھر اس کی تفصیل اور ترتیب دوسروں کے سامنے رکھ دی تو پردہ کرنے سے کیا فائدہ ہوا؟ بہت سے لوگ اپنے دوستوں اور ملنے والوں سے اپنی بیوی کے میل جول کی رازدارانہ باتیں بیان کر دیتے ہیں۔ اسی طرح عورتیں بھی اپنی سہیلیوں میں شوہر کی پردے والی مشغولیت کی باتوں کو بیان کر دیتی ہیں۔ اللہ کے نزدیک اس طرح کے مرد و عورت بدترین لوگوں میں ہیں۔ میاں بیوی کو اپنی خلوت کی باتوں کو رازدارانہ طریقے پر امانت کی طرح محفوظ رکھنا لازم ہے اسی لیے ایک روایت میں حدیث بالا کے الفاظ اس طرح وارد ہوئے ہیں ان اعظم الامانۃ عند اللہ یوم القیمۃ الحدیث

ایک مرتبہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالے عنہ نے شہر کندہ میں ایک نکاح کیا۔ شب زفاف میں جب بیوی کے پاس تشریف لے گئے تو اس کی پیشانی پکڑ کر برکت کی دعا مانگی اور بیوی سے فرمایا کیا تو میرا حکم مانے گی؟ اس نے جواب دیا کہ بے شک مجھے آپ کی

فرماں برداری کرنی لازم ہے۔ آپ نے فرمایا اچھا تو مجھے میرے دوست حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی تھی کہ جب تو اپنی بیوی سے ملاقات کرے تو اللہ کی فرمانبرداری کے ساتھ ملاقات کرنا۔ لہٰذا آؤ ہم دونوں کچھ نفل پڑھ لیویں۔ اس کے بعد دونوں نے نفل پڑھے، پھر صحبت کی۔ صبح اٹھ کر جب باہر تشریف لائے تو احباب نے سوال کیا کہ کہئے بیوی کے ساتھ رات کیسی گذری؟ یہ سُن کر آپ خاموش ہو گئے اور کچھ جواب نہ دیا پھر سوال کیا گیا پھر خاموش ہو گئے۔ تیسری مرتبہ سوال کرنے پر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کواڑ اور پردے اسی لیے تو پیدا فرمائے ہیں کہ اندر کی چیز باہر والوں کو معلوم نہ ہو۔ (اب اگر میں تمھیں اپنا حال بتا دوں تو پردہ ڈالنے اور دروازہ بند کرنے سے کیا فائدہ ہوا؟) جو کام نظروں کے سامنے ہوتے ہیں ان کے بارے میں تو سوال کیا جا سکتا ہے اور جو چیزیں پوشیدہ ہوتی ہیں ان کے متعلق ہرگز معلومات نہ کیا کرو۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ اپنی بیوی کے ساتھ گذرنے والے احوال کو بیان کرنے والا ایسا ہے جیسے گدھا راستے میں سب کے سامنے اپنی مادہ کے ساتھ جفتی کرتا ہے۔ (حلیۃ الاولیاء)

(۴۰) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْحَیَاءَ وَالْاِیْمَانَ قُرَنَاءُ جَمِیْعًا فَاِذَا رُفِعَ اَحَدُھُمَا رُفِعَ الْاٰخَرُ (رواہ البیھقی فی شعب الایمان)

حیا اور ایمان دونوں لازم و ملزوم ہیں

(۴۰) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ حیا اور ایمان دونوں ساتھی ہیں پس جب ان دونوں میں سے ایک اٹھایا جاتا ہے تو دوسرا (بھی) اٹھالیا جاتا ہے۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

حیا مومنین کی خاص صفت ہے۔ جو قومیں نبیوں کی تعلیمات سے دور ہیں حیا اور شرم سے ان کو کچھ واسطہ نہیں۔ حیا اور ایمان دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ یا تو دونوں رہیں گے یا دونوں رخصت ہو جائیں گے۔ بے پردگی اور اس کے لوازم اور دواعی سب کے سب اہلِ کفر کی دیکھا دیکھی، نام نہاد مسلمانوں کے ماحول میں رواج پائے ہوئے ہیں۔ اور وہی لوگ مسلمان عورتوں کو پردے سے نکال کر بے حیائی کے پلیٹ فارم پر لانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں جو نبیوں کے اتباع سے زیادہ نصاریٰ کے احوال و عادات کو اپنائے ہوئے ہیں۔ ایسے لوگ بڑی مشکل میں ہیں

ان کا دل تو یہ چاہتا ہے کہ خوب آزادی اور بے حیائی کے ساتھ مسلمانوں کی بہو بیٹیوں کو بازاروں اور پارکوں میں عریانی کے لباس میں دیکھیں لیکن ساتھ ہی قرآن و حدیث کی تعلیمات کو غلط کہنے کی جرأت بھی کرنے کی ہمت نہیں۔ نہ یوں کہتے بنتا ہے کہ ہم اسلام کو چھوڑ چکے ہیں اور نہ عورتوں کو پردے میں دیکھنا گوارا کرتے ہیں۔ اس کتاب میں جو آیات و احادیث ہم نے ذکر کی ہیں ان کے مضامین و مفاہیم پردے کو مسلمان عورت کے لیے بہت شدید ضروری اور فرض و لازم قرار دینے کے لیے کافی سے زیادہ ہیں۔ جو لوگ بے پردگی کو رواج دینے کی کوشش میں ہیں اور اپنی بہو بیٹیوں کو یورپین لیڈیوں کی طرح بے حیا اور بے شرم بنا چکے ہیں اور ان کے عریاں لباس سے اپنے نفوس کو تسکین دینے کا راستہ نکال چکے ہیں ان میں بہت سے تو ایسے ہیں جو محض نام کے مسلمان ہیں اور حیا و شرم کے ساتھ ایمان کی دولت بھی کھو چکے ہیں۔ اور بہت سے لوگ ایسے ہیں جو کسی درجے میں اسلام سے چپکے ہوئے ہیں مگر ان کا تقلیدِ یورپ کا مزاج اور بے حیائی و بے شرمی کی طبیعت آہستہ آہستہ ان کو اسلام سے بالکل ہی ہٹا دے گی۔ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو فرمایا کہ "حیا اور ایمان دونوں ساتھی ہیں۔ ایک اٹھایا جاتا ہے تو دوسرا بھی اٹھا لیا جاتا ہے" یہ ارشاد بالکل حق ہے تجربہ اس کی گواہی دے رہا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :۔

اِنَّ مِمَّا اَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الْاُوْلٰى اِذَا لَمْ تَسْتَحِيْ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ (بخاری شریف)	یعنی انبیاء سابقین علیہم السلام کی باتوں میں سے جو ایک بات آج تک نقل در نقل چلی آرہی ہے وہ یہ ہے کہ جب تجھ میں شرم نہ رہے تو جو چاہے کر۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام شرم و حیا کی تعلیم دیتے آئے ہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو قومیں ان کے بعض پیغمبروں سے اپنا رشتہ جوڑنے کی دعوے دار ہیں اور ساتھ ہی بے شرم اور بے حیا بھی ہیں وہ اپنے دعوے میں جھوٹی ہیں۔ اور اپنی کفر و شرک اور بے شرمی کی زندگی کے باعث اُن نبیوں کی ذاتِ گرامی کے لیے عار ہیں جن سے اپنی نسبت قائم کرتے ہیں۔ کوئی بے شرم اور بے حیا کسی بھی نبی کے راستے پر نہیں ہو سکتا۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ :۔

اَرْبَعٌ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِيْنَ اَلْحَيَاءُ وَالتَّعَطُّرُ وَالسِّوَاكُ وَالنِّكَاحُ۔ (ترمذی شریف)	یعنی پیغمبروں کے طرزِ زندگی میں سے چار چیزیں (بہت اہم) ہیں۔ (۱) شرم کرنا (۲) خوشبو لگانا (۳) مسواک کرنا (۴) نکاح کرنا۔

اللہ کے محبوب ترین بندے اس کے پیغمبر ہیں۔ انہوں نے حیا اور شرم کی زندگی کو اختیار کیا اور اپنی اپنی امت کو شرم و حیا کے اختیار کرنے پہ آمادہ کیا۔ جو لوگ بے شرم ہیں اللہ تعالے سے دور ہیں، اس کے پیغمبروں سے دور ہیں، کفار و فجار سے قریب ہیں، دشمنِ دین ہیں، ابلیس لعین کے دوست ہیں۔

ہر قسم کی گمراہی و بد دینی اور بے حیائی و بے شرمی سے خدائے پاک حی و قیوم تمام مسلمانوں کو محفوظ و مامون رکھے۔ آمین۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

تَمَّتْ وَبِالْخَيْرِ عَمَّتْ

احقر العباد محمد عاشق الٰہی بلند شہری۔
عفا اللہ عنہ

مسلمانوں میں ایمان ویقین پیدا کرنے والی کتابیں

فضائل ذکر

از حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہ۔ اس میں وہ آیات واحادیث جمع کی ہیں جن میں ذکر الٰہی کے برکات وفضائل وارد ہوئے ہیں۔ جگہ جگہ اہل اللہ کے سبق آموز قصے ہیں۔ بہت عمدہ کتاب ہے۔

قیمت مجلد ۴/ ، غیر مجلد ۱۰/

فضائل قرآن

از حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہ۔ اس کتاب کے پڑھنے سے ہر مسلمان کو قرآن کریم پڑھنے کا شوق ہوجاتا ہے۔ ہر گھر میں اس کتاب کا ہونا ضروری ہے۔ قیمت غیر مجلد عہ/

فضائل علم

از حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی صاحب بلند شہری مدظلہ

یہ کتاب اس قابل ہے کہ ہر عالم، ہر طالب علم اور ہر شخص کے پاس ہو۔ قیمت عہ/

آئینہ نماز

از حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی صاحب بلند شہری مدظلہ

اس کتاب میں نماز کے جملہ مسائل وجملہ ضروریات وفضائل وغیرہ درج ہیں۔ نیز باقی ارکان دین حج، روزہ، زکوٰۃ کے مسائل وفضائل بھی بیان کئے گئے ہیں۔ آخر میں خطبات جمعہ وعیدین ونکاح اور ان کے مسائل بھی بیان کئے گئے ہیں۔ ہر آدمی کے پاس اس کتاب کا ہونا ضروری ہے۔ قیمت صرف عہ/

آخرت کے فکرمندوں کے پچاس قصے

از حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب بلند شہری مدظلہٗ

اس کتاب میں ایسے پچاس قصے درج ہیں جن کے پڑھنے سے آخرت کی فکر دامنگیر ہو جاتی ہے۔ قیمت صرف چھ آنے ۶ر

مسجد کے آداب و احکام

از حضرت مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی مدظلہٗ۔ اس کتاب میں مسجد کے جملہ احکام اور آداب درج کئے گئے ہیں اور مسجد کے بارے میں تمام مسائل بیان کئے ہیں۔ صفحے ۶۰ قیمت ۹ر

گناہوں کا بدلہ دنیا میں

از حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ۔ گناہ کرنے سے کیا نقصان ہوتے ہیں اور نیکی سے کیا نفع۔ اس کتاب میں یہ بات واضح طور پر بتائی گئی ہے ہر تعلیم یافتہ مسلمان کے پاس اس کتاب کا ہونا ضروری ہے قیمت ۱۰ر

وعظ یوسفی

از حضرت قاری محمد طیب صاحب مدظلہٗ دارالعلوم دیوبند یہ کتاب حضرت قاری صاحب کی ایک تقریر پر مشتمل ہے جو کہ علم کا بیش بہا خزانہ ہے۔ ضرور طلب کریں۔ قیمت ۶ر

نیک بیبیاں

از حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی صاحب مدظلہٗ عورتوں کی اصلاح کے لئے اس کتاب کا ہر گھر میں ہونا ضروری ہے۔ حضور کی ازواج مطہرات اور صاحبزادیوں

ملنے کا پتہ:۔ کتب خانہ رحیمیہ بیرون لوہاری دروازہ ملتان شہر

کے مفصل حالات زندگی اور فضائل ومناقب اس کتاب میں درج ہیں۔ نیز خاص عورتوں کے لیے چالیس حدیثیں۔ دیگر بیش بہا اصلاحی مضامین درج کئے گئے ہیں۔ قیمت ۱۲؍

حقوق خانہ داری — از حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت تھانوی کا ایک اصلاحی وعظ ہے۔ اگر غور سے اسکو پڑھا جائے اور اس پر عمل کیا جائے تو یقیناً گھریلو زندگی کی اکثر وبیشتر پریشانیاں اور کلفتیں رفع ہوکر راحت وسکون والی زندگی میسر آسکتی ہے۔ قیمت نو آنے ۹؍

مسنون دعائیں — از حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی صاحب۔ اس کتاب میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی تقریباً ہر وقت اور ہر مقام کی مسنون دعائیں مع ترجمہ، دیگر فوائد جمع ہیں جن کا ورد رکھنا دنیا وآخرت کی فلاح نصیب ہونے کا بہتر ذریعہ ہے۔ قیمت آٹھ آنے ۸؍

داڑھی کی قدر وقیمت — از مولانا محمد عاشق الٰہی صاحب میرٹھی۔ اس کتاب میں داڑھی کی قومی، شرعی، ڈاکٹری، طبعی واصولی وفرعی اہمیت پر سیر حاصل بحث فرمائی ہے اور بتایا کہ انگریز ڈاکٹر بھی داڑھی رکھنے پر زور دے رہے ہیں۔ قیمت صرف ۹؍

رسالہ میراث — از حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحب دیوبندی۔ اس رسالہ میں میراث کے بارے میں تمام مفید مضامین ہیں قیمت ۶؍

اصلی گھر (منظوم) | از خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوبؒ۔ لاکھوں روپے کا ایک ایک شعر ہے ضرور خریدیئے قیمت ۱۲ر

پیغام بیداری (منظوم) | از حضرت خواجہ صاحب موصوفؒ۔ مسلمانوں کو بیدار کرنے کے لئے درد بھرے اشعار کا مجموعہ۔ قیمت ۶ر

کسب حلال و ادائے حقوق | از حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی صاحب اس رسالہ میں حلال کمانے کی فضیلت وحرام کمانے کی مذمت و دیگر ادائے حقوق کے بارے میں احادیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ارشادات نبوی درج کئے گئے ہیں عمدہ کتاب ہے قیمت ۹ر

سوانح حیات حضرت مولانا رومؒ | از حضرت میاں اصغر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ دیوبندی قیمت ۹ر بزرگوں کی سوانح حیات و واقعات زندگی پڑھیئے اور دین کو مضبوط تھامیے

فتنہ ابن سبا | ابن سبا یہودی نے منافق بن کر اسلام میں رخنہ اندازی ڈالتے ہوئے اسلام کو جو نقصان دیا ہے اس میں مفصل درج ہے ضرور دیکھیں۔ قیمت ۸ر

جمال القرآن | از حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ۔ قرأت کا علم ضروری اور قرآن شریف کا پڑھنا ضروری۔ اس کتاب میں علم قرأت کے اصول و ضوابط جمع کئے گئے ہیں۔ قیمت صرف ۸ر
